بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض
تحریکِ خدامِ اہلِ سنت کا ترجمان
نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی
ماہنامہ
حق چار یار رضی اللہ عنہم
لاہور
زیرِ نگرانی
قائدِ اہلِ سنت، وکیلِ صحابہؓ، حضرت مولانا قاضی مظہر حسینؒ صاحب مدظلہم
بانی و امیرِ تحریکِ خدامِ اہلِ سنت، پاکستان

خدّام اہلسنت کی دُعاء

از حضرت مولینا قاضی مظہر حسین صاحب بانیٔ تحریک خدام اہل السنت پاکستان

۲ محرم ۱۳۹۳ھ — ۶ فروری سن ۱۹۷۳ء

خدایا اہلِ سُنت کو جہاں میں کامرانی دے — خلوص و صبر و قسمت اور دیں کی حکمرانی دے

تیرے قرآن کی عظمت سے پھر سینوں کو گرمائیں — رسول اللہ کی سنت کا ہر سُو نور پھیلائیں

وہ منوائیں نبیؐ کے چار یاروں کی صداقت کو — ابوبکرؓ و عمرؓ۔ عثمانؓ و حیدرؓ کی خلافت کو

صحابہؓ اور اہلِ بیتؓ سب کی شان سمجھائیں — وہ ازواجِؓ نبیؐ پاک کی ہر شان منوائیں

حسنؓ کی اور حسینؓ کی پیروی بھی کر عطا ہم کو — تو اپنے اولیاء کی بھی محبت دے خدا ہم کو

صحابہؓ نے کیا تھا پرچمِ اسلام کو بالا — انہوں نے کر دیا تھا روم و ایراں کو تہ و بالا

تیری نصرت سے پھر ہم پرچمِ اسلام لہرائیں — کسی میدان میں بھی دشمنوں سے ہم نہ گھبرائیں

تیرے کُن کے اشارے سے ہو پاکستان کو حاصل — عروج و فتح و شوکت اور دیں کا غلبہ کامل

ہو آئینی تحفظ[1] ملک میں ختمِ نبوت کو — مٹا دیں ہم تیری نصرت سے انگریزی نبوت کو

تو سب خُدام کو توفیق دے اپنی عبادت کی — رسولِ پاکؐ کی عظمت۔ محبت اور اطاعت کی

ہماری زندگی تیری رضا میں صرف ہو جائے — تیری راہ میں ہر اک سُنی مسلماں فنا ہو جائے

تیری توفیق سے ہم اہلِ سنت کے رہیں خادم — ہمیشہ دینِ حق پر تیری رحمت سے رہیں قائم

نہیں مایوس تیری رحمتوں سے مظہرِ ناداں — تیری نصرت ہو دنیا میں قیامت میں تیری غفراں

---

[1] الحمد للہ تمام مسلمانوں کا یہ متفقہ مطالبہ منظور ہو چکا ہے اور آئینِ پاکستان میں قادیانی اور لاہوری مرزائیوں کے دونو گروہوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا ہے۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خلافت راشدہ حق چار یارؓ

نظام خلافت راشدہ زندہ باد

وعد اللہ الذین آمنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنہم فی الارض

تحریکِ خدّامِ اہلسنّت والجماعۃ پاکستان کا ترجمان
نظامِ خلافتِ راشدہ کا داعی

ماہنامہ حق چار یار رضی اللہ عنہم لاہور

زیرِ سرپرستی
قائد اہلسنّت وکیل صحابہؓ مظہر شریعۃ وطریقت حضرۃ مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہ
بانی و امیر تحریکِ خدّامِ اہلسنّت پاکستان، چکوال فون نمبر ۲۴۳۴

مدیرِ مسئول
حکیم حافظ محمّد طیّب

جلد: ۲ شمارہ: ۸/۹ شعبان۔رمضان ۱۴۱۰ھ مارچ۔اپریل ۱۹۹۰ء سالانہ چندہ ۶۰/- روپے فی شمارہ ۶/- روپے

سالانہ بدل اشتراک برائے بیرونی ممالک بذریعہ ہوائی جہاز رجسٹری

ریاستہائے متحدہ امریکہ ۲۲۰/- روپے
ہانگ کانگ، نائیجیریا، آسٹریلیا، نیوزی لینڈ، برطانیہ، جنوبی افریقہ، ویسٹ انڈیز، برما، انڈیا، بنگلہ دیش، تھائی لینڈ ۱۸۰/- روپے
سعودی عرب، عرب امارات، مسقط، بحرین، عراق، ایران، مصر، کویت ۱۵۰/- روپے

رابطہ: دفتر ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور، مدینہ بازار، ذیلدار روڈ اچھرہ لاہور فون نمبر ۴۱۶۱۰۷

ناشر: حکیم حافظ محمد طیبؒ، مطبع افضل شریف پرنٹرز، مقام اشاعت دفتر ماہنامہ حق چار یارؓ لاہور مدینہ بازار ذیلدار روڈ، اچھرہ لاہور

اس شمارے میں

واضح ہو کہ اس دائرے میں ◯ سرخ نشان اس بات کی علامت ہے کہ اس شمارہ پر آپ کا سالانہ چندہ ختم ہوگیا ہے۔ لہٰذا اول فرصت میں سالانہ چندہ -/۶۰ روپے ارسال فرمائیں

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

اھدنا الصراط المستقیم

معراجِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم

ہر نبی علیہ السّلام کا معجزہ ان کی نبوّت کے لیے ایک مستقل دلیل ہوتا ہے۔ شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب محدّث مدنی قدس سرہٗ نے دارالعلوم دیوبند میں بتاریخ ۱۱ رجب ۱۳۵۸ھ درسِ بخاری میں کتاب ابوابِ فضائل القرآن کی حدیث مَا مِنَ الانبیاء نبیٌّ الّا اُعطِی ماَمثلہ اٰمن علیہ البشر کے تحت ارشاد فرمایا تھا کہ: ہر نبی (علیہ السّلام) کو سند عطا کی جاتی ہے اور سند اس چیز کو کہتے ہیں کہ جس پر اس کی قابلیت کا مدار ہوتا ہے اور اس سند کا ہر وقت اس کے پاس ہونا ضروری ہے تو تمام انبیاء میں ہر نبی کے ساتھ ایک معجزہ ہوتا تھا کہ وہ ہر وقت اُن کے پاس ہوتا تھا۔ البتہ اس کے علاوہ اور بہت سے معجزات دیے جاتے تھے کہ جس وقت دُعا مانگی معجزہ ظاہر ہو گیا اور یہ سند حضرت موسیٰ علیہ السّلام کے لیے یدِ بیضاء اور عصا تھا مگر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے پہلے جو چیزیں بطور سند کے دی گئیں وہ عملی تھیں اور عملی چیزیں دو حال سے خالی نہیں۔ ایک تو یہ کہ وہ موقوف ہیں علم پر۔ دوسرا یہ کہ وہ اس وقت تک باقی رہتی ہیں جو عامل کی زندگی اور وجود کے ساتھ ہے بعد میں نہیں۔ بخلاف حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے کہ آپؐ کا علمی معجزہ وحی متلو قرآن پاک ہے۔ طاقتِ بشری اس کے مماثل نہیں لا سکتی۔ اسی واسطے اہلِ عرب میں جو بلاغت میں اعلیٰ درجہ رکھتے تھے ان کو چیلنج دیا گیا۔ قرآن نے انہی کو خطاب کیا الخ (درس بخاری)

قرآن مجید کے علاوہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے گوناگوں سینکڑوں معجزات عطا فرمائے ہیں مثلاً شق قمر وغیرہ لیکن ان سب میں معجزہ معراج ایک ایسا عظیم الشان معجزہ ہے جو جامع المعجزات ہے اور معراج کے دوران اور بھی کئی معجزات دیے گئے ہیں۔

(۱) معجزہ معراج دراصل ایک معجزانہ سفر ہے جس کے دو حصّے ہیں۔ ایک ہے مسجد حرام سے مسجد اقصیٰ تک جو زمین کا سفر ہے اور دوسرا ہے مسجد اقصیٰ سے آسمانوں اور مقامِ قاب قوسین تک پہلے

سفر کو اِسرا کہتے ہیں اور دوسرے کو معراج اور دونوں کو بھی معراج سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ اسرا کا ذکر پارہ ۱۵ سورۃ بنی اسرائیل کی پہلی آیت میں ہے۔ سُبْحَانَ الَّذِیْ اَسْرٰی بِعَبْدِهٖ لَیْلًا مِّنَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ اِلَى الْمَسْجِدِ الْاَقْصَى الَّذِیْ بٰرَكْنَا حَوْلَهٗ لِنُرِیَهٗ مِنْ اٰیٰتِنَا اِنَّهٗ هُوَ السَّمِیْعُ الْبَصِیْرُ۔ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانوی رحمۃ اللہ علیہ اس آیت کے تحت لکھتے ہیں:

"وہ ذات پاک ہے جو اپنے بندہ (محمد صلی اللہ علیہ وسلم) کو شب کے وقت مسجد حرام (یعنی مسجد کعبہ) سے مسجد اقصیٰ (یعنی بیت المقدس) تک جس کے آس پاس (کہ ملک شام ہے) ہم نے (دینی و دنیوی) برکتیں کر رکھی ہیں (دینی برکت یہ ہے کہ وہاں بکثرت انبیاءؑ مدفون ہیں اور دنیوی برکت یہ ہے کہ وہاں باغات اور نہروں اور چشموں اور پیداوار کی کثرت ہے۔ غرض اس مسجد اقصیٰ تک (عجیب طور پر اسی واسطے) لے گیا کہ ہم ان کو کچھ عجائباتِ قدرت دکھلادیں (جن میں بعض تو خود وہاں کے متعلق ہیں) مثلاً اتنی بڑی مسافت کو بہت تھوڑے سے وقت میں طے کرلینا اور سب انبیاءؑ سے ملاقات کرنا اور ان کی باتیں سننا وغیرہ اور بعض آگے کے متعلق ہیں مثلاً آسمانوں پر جانا اور وہاں کے عجائبات کا مشاہدہ کرنا) بے شک اللہ تعالیٰ بڑے سننے والے بڑے دیکھنے والے ہیں (چونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال کو سنتے اور احوال کو دیکھتے تھے اس کے مناسب ان کو یہ خاص امتیاز اور اعزاز بخشا اور اپنے قرب خاص کا مقام عطا کیا جو کسی کو نہ ملا۔"

(تفسیر بیان القرآن)

مرزا غلام احمد قادیانی کذاب آنجہانی اور دیگر ملاحدہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس معجزہ معراج کو صرف خواب مانتے ہیں یا روحانی سیر جو بطور مکاشفہ کے آپ کو حاصل ہوئی۔ حالانکہ مذکورہ بالا آیت سے ہی ثابت ہوتا ہے کہ آپؐ کی یہ راتوں رات سیر جسمانی تھی نہ کہ صرف روحانی اور خواب۔ در اصل اسی بنا پر آیت میں لفظ سبحان فرمایا ہے اور سبحان کا لفظ وہاں بولا جاتا ہے جہاں ایسی بات مذکور ہو جس کے متعلق عام طور پر یہی سمجھا جاتا ہے کہ ایسا ہو نہیں سکتا اور خواب کے متعلق تو یہی سمجھا جاتا ہے کہ خواب میں انسان اس قسم کی چیزیں دیکھ سکتا ہے۔ لیکن رات کے تھوڑے سے حصے میں جسمانی سیر کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جسم اطہر سمیت بیت المقدس تشریف لے گئے اور پھر واپس بھی آ گئے۔ اس عالم اسباب

کے تحت کوئی انسان یہ بات تسلیم نہیں کر سکتا تھا۔ اس لیے سبحان الذی اسریٰ بعبدہ فرمایا کہ یہ جسمانی سیر ہے اور یہ محض اللہ تعالیٰ کی قدرت سے ہوئی ہے اور وہ جو چاہے کر سکتا ہے۔

(۲) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اپنے معراج کا صحابہ کرامؓ کے سامنے بیان فرمایا اور کفار تک یہ بات پہنچی تو انہوں نے اعتراض کیا اور آپؐ سے بیت المقدس کی نشانیوں کے متعلق دریافت کیا۔ اگر آپ صرف اتنا خواب بیان کرتے تو قریش کی طرف سے اس قسم کے سوال کی ضرورت ہی نہ تھی۔

(۳) مِنَ المسجدِ الحرامِ الی المسجدِ الاقصٰی میں اس جسمانی سیر کی حد بندی کر دی گئی ہے کہ کہاں سے کہاں تک حضورؐ تشریف لے گئے۔ اگر خواب ہوتا تو اس طرح کی حد بندی کی ضرورت نہ تھی۔

(۴) اِنّہٗ ہوالسمیع البصیر سے بھی یہی ثابت ہوتا ہے کہ یہ سفر جسمانی تھا اور اللہ تعالیٰ نے اپنی قدرت و حکمت سے کرایا کیونکہ وہی ہر بات کو سننے والا اور ہر چیز کو دیکھنے والا ہے اور اُس نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اس جسمانی سفر میں اپنی قدرت کے وہ عجائبات دکھلائے جن کو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس سے پہلے نہیں دیکھا تھا۔

(۵) آیت میں لفظ عبد بھی جسمانی معراج پر دلالت کرتا ہے کیونکہ عبد نہ صرف رُوحِ انسانی کو کہتے ہیں نہ صرف جسمِ انسانی کو بلکہ عبد کا لفظ جسم مع الروح کے لیے استعمال ہوتا ہے۔ ہم اشہد انّ محمداً عبدہ ورسولہ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شخصیت کے لیے اللہ کا بندہ اور اس کے رسول ہونے کی شہادت دیتے ہیں نہ کہ یہ کہ آپؐ کی رُوح اللہ کی بندی اور رسول ہے۔

(۶) بعض روایات سے جو یہ مفہوم ہوتا ہے کہ آپ کا یہ خواب تھا۔ جسم مبارک اپنی جگہ موجود، تو اس کی حقیقت یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جسمانی معراج تو صرف ایک مرتبہ ہُوا ہے جس کا زیرِ بحث آیت میں ذکر ہے اور حدیث میں اس کی تفصیل ہے البتہ روحانی معراج اس کے علاوہ متعدد مرتبہ ہُوا ہے اور اس قسم کی روایات میں اسی کا ذکر ہے۔

بہر حال آیت مذکورہ اور احادیث سے قطعی طور پر یہ ثابت ہوتا ہے کہ رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم اطہر سمیت بیداری کی حالت میں ایک مرتبہ معراج نصیب ہُوا ہے اور جسمانی معراج کا منکر ملحد ہے۔

(۷) اس عظیم الشان معجزہ معراج کے بیان میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے بجائے نبی و رسول و دیگر صفاتی ناموں کے عبدہٗ کا لفظ فرمایا ہے۔ اس سے معلوم ہُوا کہ عبدہ ہونا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم

کی کوئی اعلیٰ صفت ہے جس کو اس جسمانی عظیم الشان معجزے سے خاص مناسبت ہے۔ صرف اللہ تعالیٰ ہی معبود برحق ہے۔ لَا اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہ باقی تمام جن وانس اور ملائکہ اس کی بندگی اور عبادت کرنے والے ہیں۔ اسی لیے ملائکہ (فرشتوں) کو بھی قرآن مجید میں بندے فرمایا گیا ہے بَلْ عِبَادٌ مُّکْرَمُوْن یعنی فرشتے اللہ تعالیٰ کے مکرم بندے ہیں لیکن اس صفت بندگی اور عبادت میں رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا مقام سب سے بلند تر ہے کہ آپؐ حق تعالیٰ کی رضا میں پوری طرح فنا ہیں اور آپ فنا فی اللہ اور بقا باللہ کے آخری مقام پر فائز ہیں اور اسی عبدیت کی بنا پر آپ کو رب العالمین نے جسم اطہر سے وہ عروج عطا فرمایا ہے جو سید الملائکہ حضرت جبرئیل امین کو بھی نصیب نہیں ہوا۔ صلی اللہ علیہ وسلم۔

حدیث معراج

بعض روایات میں آتا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ میں ام ہانیؓ کے گھر سویا ہوا تھا۔ (ام ہانیؓ حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ کی ہمشیرہ ہیں اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی چچا زاد بہن ہیں) کہ فرشتے نے مجھے جگایا اور چھت کے راستے سے مجھے نکال کر (بمقام حطیم) حرم شریف میں لے گئے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے کیونکہ مکان کے دروازے سے تو روزانہ آنا جانا ہوتا ہی تھا لیکن اس معجزانہ سفر کی ابتدا بھی معجزانہ طور پر ہوئی۔ پھر آپؐ حطیم میں سو گئے۔ پھر فرشتہ نے آپؐ کو جگایا اور آپؐ کا سینہ چیرا۔ حدیث میں یہ الفاظ ہیں:

فشق ما بین ھذہ الی ھذہ یعنی من ثغرۃ نحرہ الی شعرتہ فاستخرج قلبی ثم اتیت بطست من ذھب مملو ایمانا وغسل قلبی ثم حشی ثم اعید وفی روایۃ ثم غسل البطن بماء زمزم ثم ملی ایمانا وحکمۃ ثم اتیت بدابۃ دون البغل وفوق الحمار ابیض یقال لہ البراق یقع خطوہٗ عند اقصٰی طرفہ فحملت علیہ۔ (مشکوٰۃ بحوالہ بخاری مسلم)

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ فرشتہ نے گردن کی ہنسلی کے گڑھے سے لے کر ناف تک میرا سینہ چیرا پھر میرا دل (سینہ سے) نکالا اور ایک طشت میں رکھ کر زمزم کے پانی سے دھویا اور اس کو ایمان وحکمت سے بھر دیا گیا اور پھر اس کو سی کر سینہ میں اپنی جگہ رکھ دیا پھر میرے پاس ایک جانور لایا گیا جو خچر سے چھوٹا اور گدھے سے بڑا تھا جس کو براق کہتے ہیں۔ وہ (اتنا تیز رفتار تھا کہ) حد نظر تک اپنا ایک مقام رکھتا تھا۔ مجھے

اس پر سوار کرایا گیا۔

تفسیر قرطبی میں ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہونے لگے تو براق شوخی کرنے لگا۔ اس پر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے اس پر ہاتھ فرمایا اور فرمایا کہ تجھ پر کوئی ایسا مقرب فرشتہ اور نبی و رسول سوار نہیں ہوا جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے افضل اور اللہ تعالیٰ کے ہاں زیادہ مکرم ہو تو اس پر براق نے کہا کہ میں آپ کی اس اعلیٰ شان کو جانتا ہوں اور آپ صاحب شفاعت ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ آپ میری بھی شفاعت فرمائیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ تو میری شفاعت میں آگیا۔" بعض روایات میں ہے کہ جب حضرت جبرئیل نے براق کو تنبیہ کی تو وہ پسینہ پسینہ ہوگیا۔

دارالعلوم دیوبند کے دورۂ حدیث میں مسلم شریف پڑھاتے ہوئے حضرت مولانا محمد ابراہیم صاحب بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ نے حدیث براق کے تحت یہ فرمایا تھا کہ براق نے گستاخانہ شوخی نہیں کی تھی بلکہ وہ ناز میں آکر ایسی حرکت کر گیا کہ مجھ پر آج کتنی بڑی اعلیٰ شان والے رسول سوار ہوئے ہیں۔ جبرئیل امین نے جب ڈانٹا تو وہ شرم کے مارے پسینہ پسینہ ہوگیا۔ بعض روایات میں آیا ہے کہ حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو براق پر سوار کرتے ہوئے حضرت جبرئیل امینؑ نے رکاب تھامی اور حضرت میکائیلؑ نے لگام پکڑی تھی۔ یہ ہے شان رسالت محمدیہ علیٰ صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کہ حضرت جبرئیلؑ جو ملائکہ کے سردار ہیں وہ شب معراج میں ایک خادم کی حیثیت سے امام الانبیاء والمرسلین کے ساتھ جا رہے ہیں۔

امام الانبیاء بیت المقدس میں

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم براق پر سوار ہو کر مسجد اقصیٰ پہنچے۔ براق کو باہر ایک حلقہ کے ساتھ باندھا اور پھر مسجد کے اندر تشریف لے گئے۔ یہ بھی ملحوظ رہے کہ چونکہ حق تعالیٰ نے یہ معجزانہ سفر اپنی قدرت کے عجائبات دکھانے کے لیے آپ کو کرایا تھا۔ اس لیے مکہ شریف سے مسجد اقصیٰ کے درمیان میں آپ کو بعض عجائب قدرت کا مشاہدہ کرایا گیا۔ چنانچہ صحیح مسلم جلد ثانی۔ باب من فضائل موسیٰ علیہ السلام میں یہ حدیث ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا

مررت علی موسیٰ لیلۃ اسری بی عند الکثیب الاحمر وھو قائم یصلی فی قبرہ

میں اسراء (معراج) کی رات حضرت موسیٰ علیہ السلام پر سے گزرا تو آپ ایک سرخ ٹیلے کے پاس اپنی قبر میں نماز پڑھ رہے تھے۔

اور قبروں میں نماز پڑھنا انبیائے کرام علیہم السّلام کی خصوصیات میں سے ہے۔ چنانچہ حدیث میں ہے: الانبیاء احیاءٌ فی قبورھم یصلّون (مسند ابی یعلی)۔ "انبیاء زندہ ہیں اور اپنی اپنی قبروں میں نماز پڑھتے ہیں۔"

یہ حدیث محدثین کے نزدیک صحیح ہے اور اہل سنّت والجماعت کا یہ اجماعی عقیدہ ہے۔ البتہ یہ ملحوظ رہے کہ گو انبیائے کرامؑ وفات کے بعد رُوح کے تعلق سے اپنی اجسام طاہرہ کے ساتھ زندہ ہیں جو ان کے اس دُنیا میں تھے لیکن ان کی یہ زندگی چونکہ عالم برزخ میں ہے اس لیے ان کی یہ حیات جسمانی ان دنیوی آنکھوں سے نہیں دیکھی جا سکتی جن سے ہم اس عالم شہادت کی چیزیں دیکھتے ہیں۔ اس جہان اور اس جہان کی کیفیات میں فرق ہے۔ اس دنیا میں جسم کے احوال ظاہر ہیں اور روح کے پوشیدہ ہیں لیکن عالم برزخ میں اس کے برعکس رُوح کے احوال ظاہر ہیں اور جسم کے پوشیدہ ہیں۔ خالقِ کائنات نے ہر جہاں کے احوال و کیفیات اپنی قدرت اور حکمت سے جدا جدا رکھے ہیں۔ وھو علیٰ کل شیءٍ قدیر۔

امامتِ انبیاء امام کائنات صلی اللہ علیہ وسلم جب بیت المقدس پہنچے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے استقبال کے لیے حضرت آدم علیہ السلام سے لے کر حضرت عیسیٰ علیہ السلام تک تمام انبیائے سابقین علیہم السلام بامرِ خداوندی بیت المقدس تشریف لائے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب مسجد اقصیٰ میں داخل ہوئے تو بعض انبیاء علیہم السلام تشریف لے آئے تھے اور پھر باقی انبیاء علیہم السلام بھی پہنچ گئے۔ مصلیٰ بچھایا گیا اور حضرت جبرئیل علیہ السّلام نے رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز پڑھانے کے لیے مصلیٰ پر کھڑا کر دیا۔ انبیاء کرامؑ اور ملائکہ عظام نے آپؐ کی اقتداء میں نماز ادا کی۔ اس نمازِ باجماعت کے لیے اذان و اقامت بھی کہی گئی۔ ظاہر ہے کہ یہ اذان و اقامت وہی تھی جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہجرت کے بعد مسجد نبوی میں کہلوائی اور جو اذان بحکم رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم حضرت بلالؓ اور حضرت عبداللہ بن ام مکتومؓ وغیرہ صحابہؓ نے مسجد نبوی میں کہی۔ وہی فتح مکہ کے موقع پر بیت اللہ کی چھت پر چڑھ کر مؤذن رسول حضرت بلالؓ نے کہی اور وہی اذان دَورِ رسالتؐ اور دَورِ خلفائے راشدینؓ سے لے کر آج تک مسجد الحرام اور مسجد نبوی میں دی جا رہی ہے اور وہی اذان اہل السنّت والجماعت اپنی اپنی مساجد میں دُنیا کے گوشے گوشے میں دے رہے ہیں اور ائمہ اہل بیت نے بھی یہی اذان کہلوائی ہے۔ حضرت علی المرتضیٰ سے لے کر حضرت حسن عسکری تک کسی کی اذان

میں اشہد ان علیا ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلافصل کے الفاظ کا کوئی ثبوت نہیں ملتا جو اس امر کا واضح ثبوت ہے کہ یہ ائمہ (پیشوائے دین) مذہب اہل السُنّت والجماعت پر قائم تھے۔ ان میں حضرت علی المرتضیٰ حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین رضی اللہ عنہم تو صحابی ہیں جن میں حضرت علی المرتضیٰ قرآن کے چوتھے موعودہ خلیفہ راشد ہیں اور حضرات حسنینؓ بارشادِ رسالت جنت کے جوانوں کے سردار ہیں اور باقی اپنے اپنے دَور میں اولیاء و اقطاب میں سے ہیں جیسا کہ حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی رحمۃ اللہ علیہ نے اس کی تصریح فرمائی ہے:

چنانچہ در حق اصحاب اعتقاد نیک باید داشت ہم چناں در حق اہل بیت معتقد باید بود و صالحین ایشاں را مزید تعظیم و تخصیص باید کرد — ایں فقیر را معلوم شدہ است کہ ائمہ اثنا عشر رضی اللہ عنہم اقطاب نسبتی بودند از نسبتہا قطبیت ایشاں امرے ست باطنی (تفہیمات الٰہیہ ج ۲ ص $\frac{۲۴۴}{۲۴۵}$)	اور جس طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بارے میں اچھا اعتقاد رکھنا چاہیئے اسی طرح اہلِ بیت کے حق میں عقیدت رکھنی چاہیئے اور ان کے صالحین افراد کی زیادہ تعظیم کے ساتھ تخصیص کرنی چاہیئے، اس فقیر کو معلوم ہوا ہے کہ بارہ امام رضی اللہ عنہم اقطاب نسبتی ہوئے ہیں باطنی نسبتوں کے اعتبار سے اور ان کا قطب ہونا باطنی امر ہے۔

اور گو شیعوں کا یہ عقیدہ ہے کہ بارہویں امام مہدی ۲۵۶ھ میں پیدا ہوئے اور بہت سے لوگ آپ کی زیارت سے مشرف ہوئے — آپ پیدا ہو کر پانچ سال کی عمر میں غائب ہوئے اور اب تک غائب ہیں اور قیامت تک بحالتِ غیبت زندہ رہیں گے۔" (عقاید الشیعہ مؤلفہ مولوی ظفر حسن امروہوی) لیکن جمہور اہل السُنّت والجماعت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضرت مہدی قربِ قیامت میں پیدا ہوں گے۔ وہ حضرت امام حسن رضی اللہ عنہٗ کی اولاد میں سے ہوں گے۔ اس امت کے آخری برحق خلیفہ ہوں گے حضور خاتم النبیینؐ کی سنت و شریعت کی تبلیغ کریں گے۔ ان کے دَور میں عدل و انصاف کا نظام قائم ہوگا اور دنیا امن و امان کا گہوارہ بن جائے گی۔

امام جعفر صادق کی اذان

حضرت امام جعفر صادق رحمۃ اللہ علیہ اہل سنت کے اکابر اولیاء و اقطاب میں سے ہیں۔ مسجد نبویؐ میں درس دیتے رہے ہیں۔ وہاں ہی وفات

پائی اور جنت البقیع میں مدفون ہیں۔ شیعہ مذہب کی چار کتب اصول میں سے من لا یحضرہ الفقیہ (مؤلفہ ابن بابویہ قمی المعروف بہ شیخ صدوق متوفی ۳۸۱ھ) میں امام جعفر صادقؒ سے وہی اذان منقول ہے جو اہل السنت والجماعت کے ہاں معمول ہے البتہ اس میں فجر کی اذان کے بارے میں یہ لکھا ہے: ولا بأس ان یقال فی صلوۃ الغداۃ علی اثر حی علی خیر العمل الصلوۃ خیر من النوم مرتین للتقیہ۔ اور اس میں کوئی حرج نہیں کہ صبح کی اذان میں حی علی خیر العمل کے بعد دو مرتبہ اَلصَّلوٰۃُ خَیْرٌ مِّنَ النَّوْم از روئے تقیہ کہہ لے۔" لیکن دورِ حاضر کے شیعہ امام جعفر صادقؒ کے اس حکم پر عمل نہیں کرتے۔ امام جعفر صادقؒ کی اذان نقل کرنے کے بعد شیعوں کے شیخ صدوق لکھتے ہیں۔ ھذا ھو الاذان الصحیح لا یزاد فیہ ولا ینقص منہ والمفوضۃ لعنھم اللہ قد وضعوا اخباراً وزادوا فی الاذان محمد وآل محمد خیر البریۃ مرتین وفی بعض روایاتھم بعد اشھد ان محمداً رسول اللہ اشھد ان علیاً ولی اللہ مرتین ومنھم من روی بدل ذلک اشھد ان علیاً امیر المومنین حقاً مرتین ولا شک ان علیا ولی اللہ وانہ امیر المومنین حقاً وان محمداً وآلہ خیر البریۃ ولکن ذلک لیس فی اصل الاذان (من لا یحضرہ الفقیہ ج اوّل ص ۲۹۱ مطبوعہ طہران ص ۱۳۹۲ھ)

(ترجمہ) یہی صحیح اذان ہے جس میں کمی بیشی نہیں کی جا سکتی اور شیعہ مفوضہ نے (ان پر اللہ کی لعنت ہو) اپنی طرف سے روایات وضع کر لی ہیں اور اذان میں یہ الفاظ زائد کر لیے ہیں۔ محمد و آل محمد خیر البریۃ اور ان کی بعض روایات میں اشہد ان محمداً رسول اللہ کے بعد اشھد ان علیاً ولی اللہ دو مرتبہ پڑھنا لکھا ہے اور ان میں سے بعض نے بجائے اس کے اشھد ان علیاً امیر المومنین حقاً دو مرتبہ پڑھنے کی روایت وضع کی ہے اور بے شک حضرت علی اللہ کے ولی اور امیر المومنین حقاً ہیں اور حضرت محمدؐ اور آپ کی آل خیر البریہ ہے لیکن یہ الفاظ اصل اذان میں نہیں پائے جاتے۔

مقامِ عبرت ہے کہ امام جعفر صادقؒ کی تلقین فرمودہ اذان پر بھی بارہ امام ماننے والے پابند نہیں ہیں اور مفوضہ فرقہ سے بھی زائد حضرت علیؓ کے لیے وصی رسول اللہ وخلیفہ بلا فصل کے الفاظ اذان میں داخل کر لیے ہیں۔ واللہ الہادی اور فرقہ مفوضہ شیعوں کا وہ فرقہ ہے جو ائمہ اہل بیتؑ کے

بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ ان کو خدائی اختیارات حاصل ہیں اور یہ اختیارات اللہ تعالیٰ نے ان کے سپرد کیے ہیں اور آج کل کے اکثر شیعہ بھی اسی قسم کے اعتقادات رکھتے ہیں اور "یا علی مدد" کا نعرہ بھی اسی پر دلالت کرتا ہے۔ العیاذ باللہ۔

امامتِ صدیق رضؓ

سب سے اعلیٰ اور افضل نمازِ باجماعت وہ ہے جو شبِ معراج میں ادا کی گئی کیونکہ اس میں امام حضور سرورِ کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور مقتدی انبیاء علیہم السلام و ملائکہ ② اس کے بعد دوسرے درجے کی نمازِ باجماعت وہ ہے جس میں امام حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم اور مقتدی صحابہ کرامؓ تھے رضوان اللہ علیہم اجمعین۔ ③ اور تیسرے درجے کی نماز باجماعت مسجدِ نبویؐ کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حکم سے مرض الموت میں حضرت صدیق اکبرؓ نے پڑھائی اور مقتدی وہی صحابہ کرامؓ تھے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مقتدی ہوا کرتے تھے اور وصالِ نبویؐ کے بعد بھی مسجدِ نبویؐ میں حضرت صدیق اکبرؓ امام نماز ہوتے تھے اور صحابہ کرامؓ مقتدی ہوا ان مقتدیوں میں حضرت علی المرتضیٰ اور دوسرے خاندانِ نبوت کے افراد بھی ہوتے تھے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں آپ کے حکم سے حضرت صدیق اکبرؓ کا نماز پڑھانا اس امر کی دلیل ہے کہ وصالِ نبویؐ کے بعد بھی آپؐ کے پہلے جانشین اور خلیفہ حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی ہوں گے۔ اگر حضرت علی المرتضیٰ کو اپنے بعد خلیفہ بلافصل ہونے کا حکم حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلے دیا ہوتا تو مرض الموت میں اپنے مصلّے پر حضرت علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہٗ کو ہی امام نماز بنانے کا حکم فرماتے، لیکن ایسا نہیں ہوا جس سے ثابت ہوا کہ امت کے امام اوّل اور خلیفہ بلافصل حضرت ابوبکر صدیقؓ ہی تھے۔

معراجِ سماوی

مسجد الحرام سے مسجد اقصیٰ تک عجائبِ قدرت کا مشاہدہ کرنے کے بعد نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا جسدِ اطہر کے ساتھ بیداری میں آسمانوں پر عروج ہوا جس کی تفصیل احادیث میں موجود ہے۔ مشکوٰۃ شریف میں صحیح مسلم اور صحیح بخاری کے حوالے سے ساتوں آسمانوں پر انبیائے کرامؑ سے ملاقات کا ذکر کیا ہے۔ یہاں بخوفِ طوالت اس کا ترجمہ پیشِ خدمت ہے۔

آپؐ آسمانِ اوّل پر پہنچے۔ جبرئیل امین نے دروازہ کھلوایا۔ آسمانِ دنیا (یعنی پہلے آسمان) کے دربان نے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا محمد رسول اللہ صلی اللہ

علیہ وسلم ہیں۔ فرشتے نے دریافت کیا کہ کیا ان کے بلانے کا پیغام بھیجا گیا ہے۔ جبرئیلؑ نے کہا۔ ہاں۔ فرشتوں نے یہ سُن کر مرحبا کہا اور دروازہ کھول دیا۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم آسمان میں داخل ہوئے اور ایک نہایت بزرگ آدمی کو دیکھا۔ جبرئیلؑ نے کہا یہ آپ کے باپ آدم علیہ السلام ہیں۔ ان کو سلام کیجئے۔ آپؐ نے سلام کہا۔ حضرت آدمؑ نے سلام کا جواب دیا اور کہا مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح مرحبا (خوش آمدید) ہو فرزند صالح اور نبی صالح کو اور آپ کے لیے دعائے خیر کی اور اس وقت آپ نے یہ دیکھا کہ کچھ صورتیں حضرت آدم کی دائیں جانب ہیں اور کچھ صورتیں بائیں جانب ہیں۔ جب دائیں طرف نظر ڈالتے ہیں تو خوش ہوتے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو روتے ہیں۔ حضرت جبرئیلؑ نے تبلایا کہ دائیں جانب ان کی نیک اولاد کی صورتیں ہیں۔ یہ اصحابِ یمین اور اہلِ جنت ہیں اور ان کو دیکھ کر خوش ہوتے ہیں اور بائیں جانب اولاد بد کی صورتیں ہیں۔ یہ اصحابِ شمال اور اہل نار (دوزخی) ہیں۔ ان کو دیکھ کر روتے ہیں۔ یہ تمام مضمون صحیحین بخاری ومسلم کی روایتوں میں ہے اور مُسندِ بزار میں ابوہریرہ (رضی اللہ عنہ) کی حدیث میں ہے کہ حضرت آدمؑ کی دائیں جانب ایک دروازہ ہے جس سے نہایت عمدہ اور پاکیزہ خوشبو آتی ہے اور ایک دروازہ بائیں جانب ہے جس سے نہایت سخت بدبو آتی ہے۔ جب دائیں جانب دیکھتے ہیں تو مسرور ہوتے ہیں اور جب بائیں جانب دیکھتے ہیں تو مغموم ہوتے ہیں۔ (زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج ۶ صہ ۶) پھر دوسرے آسمان پر تشریف لے گئے اور اسی طرح جبرئیل نے دروازہ کھلوایا۔ جو فرشتہ وہاں کا دربان تھا اس نے دریافت کیا کہ تمہارے ساتھ کون ہے؟ جبرئیلؑ نے کہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں۔ اس فرشتے نے کہا۔ کیا بلائے گئے ہیں۔ جبرئیل نے کہا۔ ہاں۔ فرشتہ نے کہا مرحبا نعم المجئی جاء۔ مرحبا ہو کیا اچھا آنا آئے۔ یہاں آپ نے حضرت یحیٰ اور حضرت عیسٰی علیہما السلام کو دیکھا۔ جبرئیل امین نے کہا کہ یہ یحیٰ اور عیسٰی علیہما السلام ہیں ان کو سلام کیجئے۔ آپؐ نے سلام کیا۔ ان دونوں حضرات نے سلام کا جواب دیا اور مرحبا بالاخ الصالح وبالنبی الصالح کہا۔ یعنی مرحبا ہو برادر صالح کو اور نبی صالح کو۔ بعد ازیں آپ تیسرے آسمان میں تشریف لے گئے اور جبرئیل امین نے اسی طرح دروازہ کھلوایا۔ وہاں حضرت یوسف علیہ السلام سے ملاقات ہوئی اور اسی طرح سلام وکلام ہُوا۔ آپؐ نے فرمایا کہ یوسف علیہ السلام کو حسن وجمال کا ایک بہت بڑا حصہ عطا کیا گیا ہے۔ پھر چوتھے آسمان پر تشریف لے گئے۔ وہاں حضرت ادریس علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ (انہوں نے بھی مرحبا بالاخ الصالح وبالنبی الصالح کہا) پھر پانچویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں

ہارون علیہ السلام سے ملاقات ہوئی (انہوں نے بھی اسی طرح مرحبا کہا) پھر چھٹے آسمان پر تشریف لے گئے وہاں موسیٰ علیہ السلام سے ملاقات ہوئی (اور انہوں نے بھی اسی طرح مرحبا کہا) پھر ساتویں آسمان پر تشریف لے گئے وہاں حضرت ابراہیمؑ سے ملاقات ہوئی اور یہ دیکھا کہ حضرت ابراہیمؑ بیت المعمور سے پشت لگائے بیٹھے ہیں۔ بیت معمور قبلہ ملائکہ ہے جو ٹھیک خانہ کعبہ کے مقابلے پر ہے۔ بالفرض اگر وہ گرے تو عین کعبہ پر گرے۔ روزانہ ستر ہزار فرشتے اس کا طواف کرتے ہیں اور پھر ان کی نوبت نہیں آتی۔ جبرئیلؑ نے کہا کہ یہ آپ کے باپ ہیں۔ ان کو سلام کیجئے۔ آپ نے سلام کہا۔ حضرت ابراہیمؑ نے جواب دیا اور مرحبا بالابن الصالح والنبی الصالح کہا (یعنی خوش آمدید میرا بیٹا صالح آگیا اور نبی صالح آگیا)

بعد ازاں آپ کو سدرۃ المنتہیٰ کی طرف بلند کیا گیا جو ساتویں آسمان پر ایک بیری کا درخت ہے۔ زمین سے جو چیز اوپر جاتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر جاکر منتہی ہوجاتی ہے اور پھر اوپر اٹھائی جاتی ہے اور ملاء اعلیٰ سے جو چیز اترتی ہے وہ سدرۃ المنتہیٰ پر آکر ٹھہر جاتی ہے پھر نیچے اترتی ہے اس لیے اس کا نام سدرۃ المنتہیٰ ہے۔ (زرقانی شرح مواہب لدنیہ ج ۶ ص ۱۸)۔ (سیرت المصطفےٰ جلد اول حضرت مولانا محمد ادریس صاحب کاندھلوی سابق شیخ الحدیث جامعہ اشرفیہ لاہور)۔ قرآن مجید میں ہے۔ عند سدرۃ المنتہی عندھا جنۃ المأویٰ (سورۃ النجم) یعنی سدرۃ المنتہیٰ کے پاس جس کے پاس جنت الماویٰ۔ سدرۃ المنتہیٰ کے عجائباتِ قدرت دیکھنے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جنّت میں بھی تشریف لے گئے، بعض روایات میں ہے کہ آپؐ نے جنت میں حضرت عمر فاروقؓ کا محل بھی دیکھا اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ کے جوتوں کی آواز بھی سُنی۔ اس کا یہ مطلب نہیں ہے کہ حضرت بلالؓ بھی جنت میں گئے تھے بلکہ اس کی حقیقت یہ ہے کہ حضرت بلالؓ کے جو قدم زمین پر پڑے تھے ان کی آواز اللہ تعالیٰ نے آپ کو جنّت میں سنادی تھی اور حضرت بلال رضی اللہ عنہ، چونکہ اسلام لانے کے بعد امیہ بن خلف اور قریش مکہ کے اوباشوں سے سخت اذیتیں اٹھاتے رہے تھے اور آپ کے پایۂ استقامت میں کوئی لغزش نہیں آئی اور آپ کو انگاروں پر لٹا یا جاتا تھا لیکن آپ کی زبان سے اَحَدٌ اَحَدٌ کی لگا ہی آتی تھی۔ اس عشق رسالت اور نور توحید کی وجہ سے آپ کو خصوصی طور پر یہ اعلیٰ شرف نصیب ہوا کہ شبِ معراج میں آپؓ کے جوتوں کی آواز جنّت میں سنائی گئی اور حضرت فاروق اعظمؓ کا محل جنت میں بتلایا گیا۔ یہ حضرت فاروق کی بعض خصوصیات کی بنا پر تھا ورنہ تمام مہاجرین و انصار اور ان کے پیروکاروں کو اللہ تعالیٰ نے سورۃ توبہ میں رضی اللہ عنھم و رضوا عنہ کے بعد "وَاَعَدَّلَھُمْ جَنّٰتٍ"

تجری من تحتھا الانہار خلدین فیہا ابداً ذلک الفوز العظیم۔ اللہ تعالیٰ نے ان سب کے لیے جنتیں تیار کر رکھی ہے کہ جن کے نیچے نہریں جاری ہیں۔ وہ ہمیشہ ہمیشہ جنت میں رہیں گے۔ یہ بہت بڑی کامیابی ہے اور یہ مقام بلند صحابہ کرامؓ کو صاحب معراج صلی اللہ علیہ وسلم کے طفیل ملا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو اہلِ دوزخ کا عذاب بھی دکھلایا گیا تاکہ آپ اپنی امت کو عذاب اور اعمال سیئہ کی ہولناکیوں سے آگاہ کریں۔

مقام صریف الاقلام

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جنت سے بھی اوپر لے گئے اور ایک مقام ایسا آیا جہاں آپ نے (صریف الاقلام) تقدیر کے قلموں کی آواز سنی۔ پھر اس مقام سے بھی اوپر تشریف لے گئے۔ کئی نورانی حجابات طے کرنے کے بعد آپ اس تجلی گاہ میں جسم اطہر کے ساتھ پہنچ گئے۔ جہاں جبرئیل امین بھی نہیں پہنچ سکے اور پیچھے ٹھہر گئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیل سے پیچھے ٹھہر جانے کی وجہ پوچھی تو انہوں نے جواب دیا کہ اس مقام پر میرے نور کے پر جل جاتے ہیں۔ چنانچہ شیخ سعدیؒ نے اس واقعہ کو حسب ذیل اشعار میں بیان فرمایا ہے

بدو گفت سالار بیت الحرام — کہ اے حامل وحی برتر خرام
چوں در دوستی مخلصم یافتی — عنانم ز صحبت چرا تافتی
بگفتا فراتر مجالم نماند — بماندم کہ نیروئے بالم نماند
اگر یک سر موئے برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم

ان اشعار کا مطلب یہ ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت جبرئیلؑ سے فرمایا کہ آپ تو میرے پاس وحی لانے والے ہیں اور آپ نے جب دوستی میں مجھے مخلص پایا ہے تو اب کیوں میری مصاحبت سے اعراض کر رہے ہیں؟ آپؐ کے جواب میں جبرئیلؑ نے فرمایا کہ اب میں اوپر نہیں جا سکتا کیونکہ میرے (نور کے) پروں میں طاقت نہیں رہی میرا حال تو یہ ہے کہ اگر بال برابر بھی اوپر پرواز کروں تو حق کی تجلی سے میرے نور کے پر جل جائیں۔

یہ ہے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کی آخری حد کہ وہاں حق تعالیٰ کی تجلیات کا اتنا غلبہ تھا کہ سید الملائکہ جبرئیل امین بھی ان کی تاب نہیں لا سکتے تھے۔ یہ مقام ارفع و اعلیٰ صرف امام الانبیاء،

وللملائکہ کے لیے ہی مختص تھا۔ وہاں رب العالمین کی خاص تجلی کا نزول تھا جس کے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم متحمل ہوئے جو مقام عبدیت کی انتہائی بلندی پر فائز تھے۔ سورۃ النجم میں ہے۔ فَاَوْحٰی اِلٰی عَبْدِہٖ مَا اَوْحٰی۔ پھر حق تعالیٰ نے اپنے خاص بندے پر وحی کی جو بھی کی۔

رویتِ باری تعالیٰ سورۃ النجم رکوع اوّل کی آیات میں بھی معراج مصطفٰی کا بیان ہے لیکن اس میں اشارات ہیں۔ چنانچہ فرمایا۔ مَا کَذَبَ الْفُؤَادُ مَا رَاٰی۔ (قلب نے دیکھی ہوئی چیز میں غلطی نہیں کی) اور فرمایا۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی۔ (یعنی جن چیزوں کا روئیت کا حکم تھا ان کی طرف نظر کرنے سے آپ کی نگاہ نہ تو ہٹی اِلبکہ ان چیزوں کو خوب دیکھا اور (جن چیزوں کے دیکھنے کا حکم جب تک نہ ہوا) نہ (ان کی طرف دیکھنے کو آپ کی نگاہ بڑھی (یعنی قبل اذن نہیں دیکھا) لَقَدْ رَاٰی مِنْ اٰیٰتِ رَبِّہِ الْکُبْرٰی۔ انہوں نے (یعنی پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم) اپنے پروردگار (کی قدرت) کے بڑے بڑے عجائبات دیکھے (مگر ہر چیز کے دیکھنے میں آپ کی یہی شان رہی۔ مَا زَاغَ الْبَصَرُ وَمَا طَغٰی) (تفسیر بیان القرآن حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی) سورۃ النجم کی ان آیات میں مفسرین کا اختلاف ہے کہ یہاں روئیت (دیکھنا) کس کے متعلق ہے۔ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے مراد جبرئیلؑ کو ان کی اصلی شکل میں دیکھنا ہے اور ان آیات کا تعلق حضرت جبرئیلؑ کے دیکھنے سے ہے اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ اس سے مراد حق تعالیٰ کو دیکھنا ہے۔ واللہ اعلم۔ پھر اس میں اختلاف ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شبِ معراج میں اللہ تعالیٰ کو قلب کی آنکھوں سے دیکھا یا ظاہری آنکھوں سے۔ اس کے متعلق بھی کتب احادیث میں مختلف روایتیں پائی جاتی ہیں۔ اس میں یہ اشکال پایا جاتا ہے کہ حضرت موسیٰ علیہ السّلام نے رَبِّ اَرِنِیْ سے دیدارِ الٰہی کی درخواست کی۔ لیکن جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ پر تجلّی فرمائی تو پہاڑ ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا اور حضرت موسیٰ علیہ السلام بیہوش ہو کر گر پڑے۔ اس سے ثابت ہوا کہ اس دنیا میں حق تعالیٰ کا دیدار ظاہری آنکھوں سے نہیں ہو سکتا۔ اس کے متعلق شیخ الاسلام حضرت مولانا حسین احمد صاحب محدث مدنی قدس سرہ نے ترمذی شریف کے درس میں بتاریخ ۲۰ ذوالعقدہ ۱۳۵۷ھ یہ ارشاد فرمایا کہ: دنیا میں روئیت باری تعالیٰ مستحیل (یعنی ناممکن) نہیں ہے۔ اگر مستحیل ہوتی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام رَبِّ اَرِنِیْ اَنْظُرْ اِلَیْکَ کیوں فرماتے (یعنی) اے میرے رب مجھ کو اپنا دیدار کرائیں (کہ میں آپ کو دیکھوں)۔ اس کے جواب میں باری تعالیٰ نے لَنْ تَرَانِیْ

فرمایا ہے۔ نفی امکان نہیں کیا بلکہ نفی وقوع کیا ہے (یعنی اللہ تعالیٰ کا دیکھنا ممکن تو ہے لیکن آپ دیکھ نہیں سکیں گے)

(۲) رویت کو باری تعالیٰ نے معلق کیا ساتھ استقرار جبل کے (یعنی اگر پہاڑ قائم رہا تو آپ دیکھ سکیں گے) معلوم ہوا کہ رویت (اللہ تعالیٰ کو دیکھنا) دُنیا میں ممکن ہے کیونکہ استقرار جبل (پہاڑ کا قائم رہنا) ممکن ہے اور نفی امکان رویت مذہب ہے معتزلہ کا اور نفی وقوعِ رویت مذہب ہے اہلِ سنت کا اور یہ رویتِ بصریہ کے متعلق بحث ہے (یعنی ظاہری آنکھوں سے دیکھنا اور مشاہدہ رویتِ قلبی کے متعلق ہے اور رویتِ قلبیہ (یعنی قلب سے دیکھنے) کا وقوع و امکان دونوں دنیا میں ہیں۔ (یعنی قلب سے حق تعالیٰ کا مشاہدہ دنیا میں ممکن بھی ہے اور یہ مشاہدہ ہوتا بھی ہے) أَعْبُدْ رَبَّكَ كَأَنَّكَ تَرَاهُ (حدیث) یعنی اپنے رب کی اس طرح عبادت کر گویا کہ تو اس کو دیکھ رہا ہے۔ انبیاء و اولیاء کو رویتِ قلبی حاصل ہوتی ہے اور إِنِّي أَعُوذُ بِكَ مِنَ الْخُبُثِ میں مشاہدہ بالقلب ہے بالبصر نہیں اور دنیا میں رویت بصریہ (یعنی آنکھ سے اللہ تعالیٰ کو دیکھنا) اس دنیا کے فانی اور ظلی ہونے پر ہے۔ یہ چیزیں تجلیاتِ ذاتیہ کا تحمل نہیں کر سکتیں اور اگر دوسرے عالم میں پہنچ جاؤ تو تجلیاتِ ذاتیہ کا تحمل ہو سکتا ہے اور جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو لیلۃ المعراج میں رویتِ بصریہ حاصل ہوئی (یعنی آپ نے اللہ تعالیٰ کو آنکھوں سے دیکھا) لیکن دوسرے عالم میں جانے کے بعد۔ انتقال مکانی ہوا۔ قوتِ بصریہ میں زیادتی ہو گئی۔ چنانچہ سینہ مبارک بھی اسی لیے شق کیا گیا تھا" (درس ترمذی دارالعلوم دیوبند) حضرت مدنی قدس سرہ کے ارشاد کا خلاصہ یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کا آنکھوں سے دیدار تو ہو سکتا ہے لیکن اہلسنت کا مسلک یہ ہے کہ اس فانی جہان میں چونکہ اللہ تعالیٰ کی ذاتی تجلی کی برداشت نہیں ہے اس لیے یہاں کسی کو بھی آنکھوں سے دیدار نہیں ہو سکتا اور حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کو شبِ معراج میں جو آنکھوں سے دیدار نصیب ہوا تو وہ اس فانی جہان کی حدود سے گذار کر مقام عرش پر ہوا تھا اور اس مقام بالا میں تجلی حق برداشت کرنے کی قوت ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی روحانیت بھی اس درجے کی قوت رکھتی تھی کہ رب العالمین کی ذاتی تجلی کو آپ نے برداشت کر لیا جس کو جبریل امین کی نورانیت بھی برداشت نہیں کر سکتی تھی ؎

بلغ العلیٰ بکمالہٖ کشف الدجیٰ بجمالہٖ
حسنت جمیع خصالہٖ صلوا علیہ وآلہٖ

پچاس نمازیں

شب معراج میں حق تعالیٰ نے آپ کی امت کے لیے پچاس نمازیں فرض کیں۔ آپ جب واپس تشریف لائے اور چھٹے آسمان پر حضرت موسیٰ کلیم اللہؑ کی ملاقات ہوئی تو حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا کہ مجھے اپنی امت کا تجربہ ہے۔ آپ کی اُمت پچاس نمازیں نہیں پڑھ سکے گی۔ آپ دربارِ خداوندی میں عرض کریں کہ اور تخفیف کرائیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کے مشورہ سے نمازوں میں تخفیف کرائی۔ آخر پانچ رہ گئیں تو پھر بھی حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تخفیف کرانے کا مشورہ دیا لیکن رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اب مجھے دربارِ خداوندی میں عرض کرنے سے شرم آتی ہے تو خداوند عالم نے فرمایا کہ آپ کی امت پر فرض تو پانچ ہی ہیں لیکن ثواب پچاس ہی کا ملے گا۔ مَا یُبَدَّلُ الْقَوْلُ لَدَیَّ (میری بات میں تبدیلی نہیں ہوتی)۔ یہ ارحم الرحمٰن کی امتِ محمدیہ پر خصوصی رحمت تھی۔ لیکن کتنے مسلمان ہیں جو پانچ نمازوں کی پابندی کرتے ہیں۔ کاش کہ ہر بستی مسلمان پانچ فرض نمازوں کا پابند ہو جاتا۔

معراج سے واپسی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عجائبات قدرت اور ذاتِ حق کے مشاہدہ کے بعد واپس اپنے مکان پر تشریف لائے اور سو گئے۔ صبح آپ حرم شریف میں تشریف لائے تو آپؐ نے صحابۂ کرام کو اس معجزہ معراج کی تفصیلات بتلائیں۔ اصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے لیے تو یہ ایک بڑی سعادت تھی کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے واقعۂ معراج بلاواسطہ سُنا اور بن دیکھے آپ کے ارشادات پر ایمان لے آئے لیکن کفارِ قریش کو جب اس کی اطلاع ہوئی تو ان کا ایک وفد ابوجہل کی پارٹی کا آپ کے پاس آیا اور کہا کہ اگر آپ گئے ہیں تو بیت المقدس کی علامات اور نشانیاں بتائیں۔ اس پر حضور صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں کہ جب قریش نے مسجد اقصیٰ کی نشانیاں دریافت کیں تو میرے دل میں ایسی بے چینی پیدا ہوئی جو کبھی نہیں ہوئی تھی۔ اس حالت میں اللہ تعالیٰ نے بیت المقدس میرے سامنے کھول دی، حجابات دُور کر دیے اور جو جو سوال وہ کرتے تھے مسجد اقصیٰ کو دیکھ کر میں بتاتا جاتا تھا۔ لیکن کفار کے سوالات چونکہ بدنیتی پر مبنی تھے اس لیے (لاجواب تو ہو گئے لیکن) ایمان نہیں لائے۔

صدّیق کا لقب

کفارِ قریش میں سے ایک شخص حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کے پاس چلا گیا اور وہ اس وقت مقام سُنح میں تھے (جو مدینہ منورہ سے ملحق

ان کی جگہ تھی۔ اس رات آپ نے وہاں ہی قیام کیا تھا اور ابھی دربارِ رسالت میں تشریف نہیں لائے تھے) اس نے حضرت ابوبکرؓ سے دریافت کیا کہ کوئی شخص راتوں رات بیت المقدس جاکر پھر واپس آسکتا ہے۔ حضرت ابوبکرؓ نے فرمایا کہ نہیں (کیونکہ اس وقت ہوائی جہاز اور ریل گاڑی تو نہیں تھے اور سینکڑوں میل کا سفر اتنے قلیل وقت میں اونٹوں اور گھوڑوں کے ذریعے تو ہو نہیں سکتا تھا) پھر اس نے کہا کہ آپ کے یار (یعنی حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم) تو آج یہ دعوی کر رہے ہیں کہ وہ رات کے تھوڑے سے حصے میں بیت المقدس گئے ہیں اور پھر واپس بھی آ گئے۔ اس پر حضرت ابوبکرؓ نے جواب دیا کہ میں نے خود تو یہ بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے نہیں سنی لیکن اگر آپؐ نے ایسا فرمایا ہے تو میں اس کی تصدیق کرتا ہوں کہ آپ بیت المقدس گئے ہیں اور میں تو پہلے ہی آپ کو سچا مان کر بن دیکھے ایمان لا چکا ہوں کہ آپ کے پاس آن کی آن میں وحی آتی ہے اور جبرئیل امینؑ آتے ہیں۔ جب حضرت ابوبکرؓ دربارِ رسالت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کو یہ واقعہ معلوم ہوا تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہٗ کو صدّیق کا لقب عطا فرمایا۔ (تفسیر ابن کثیر)

امام محمد باقرؒ نے بھی صدّیق کہا

امام محمد باقر نے بھی حضرت ابوبکرؓ کے صدّیق ہونے کو تسلیم کیا ہے۔ چنانچہ شیعہ مذہب کی معتبر کتاب کشف الغمہ میں ہے

وعن عروۃ بن عبداللہ قال سالت ابا جعفر محمد بن علی علیہما السلام عن حلیۃ السیوف فقال لاباس بہ قد حلّی ابوبکر الصدّیق رضی اللہ عنہ سیفہ۔ قلت فتقول الصدیق قال فوثب وثبۃ واستقبل القبلۃ وقال نعم الصدیق نعم الصدیق نعم الصدیق فمن لم یقل لہ الصدیق فلا صدق اللہ قولہ فی الدنیا والاخرہ۔ (کشف الغمہ جلد دوم ص۱۴۷ مطبوعہ تبریز ۱۳۸۱ھ)۔ عروہ بن عبداللہ بیان کرتے ہیں کہ میں نے ابوجعفر محمد بن علی علیہما السلام (یعنی امام محمد باقر) سے تلواروں کو (چاندی سے) مرصّع کرنے کے متعلق پوچھا تو آپ نے فرمایا کہ کوئی حرج نہیں۔ ابوبکر صدّیق رضی اللہ عنہٗ نے بھی تلوار کو مرصّع کیا تھا۔ اس پر میں نے کہا کہ کیا آپ بھی ان کو صدّیق کہتے ہیں تو امام موصوف اُچھل پڑے اور فرمایا کہ ہاں وہ صدّیق ہیں ہاں وہ صدیق ہیں ہاں وہ صدّیق ہیں اس کی بات کو اللہ تعالیٰ دنیا و آخرت میں سچا نہ کرے۔" یہاں یہ بھی ملحوظ رہے کہ کشف الغمہ کے مؤلف علامہ ابوالحسن علی بن عیسیٰ نے اس روایت پر کوئی جرح

اور تنقید نہیں کی۔ معلوم ہوا کہ ان کے نزدیک یہ روایت صحیح ہے اور دربارِ رسالت سے عطا کردہ صدیق کا لقب اتنا مشہور و معروف اور مقبولِ عام ہو چکا ہے کہ جہاں صرف صدیق کا لفظ کہا جائے اس سے مُراد حضرت ابوبکر صدّیق ہی لیے جاتے ہیں۔ رضی اللہ تعالیٰ عنہ۔

جامع المعجزات

احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اس عظیم الشان معجزات کی تفاصیل پائی جاتی ہیں۔ ہم نے بغرضِ اختصار کئی واقعات درج نہیں کیے۔ اس معجزہ کی ایک خصوصیت یہ ہے کہ یہ صحابہ کرام رضؓ اور کفار کو دکھلایا نہیں گیا اور اس کی ایک حکمت یہ معلوم ہوتی ہے کہ اہلِ ایمان اس کو بن دیکھے محض رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتانے سے مانتے ہیں۔ چنانچہ صحابہ کرام رضی اللہ عنہٗ نے بن دیکھے اس معجزہ کو تسلیم کر لیا۔

(۲) یہ معجزۂ معراج سائنس کے لیے ایک عظیم چیلنج ہے۔ سائنس ترقی کی منازل طے کرتے ہوئے آج اس مقام پر پہنچ چکی ہے کہ تیز رفتار طیارے چاند اور سورج سے بھی آگے نکل گئے ہیں۔

(۳) چاند وغیرہ کی بلندی پر پہنچ کر بھی ان کا زمینی مرکز سے رابطہ رہتا ہے۔

(۴) ٹیلی ویژن تو آج گھر گھر میں پہنچ گئی ہے جس کے ذریعے گھر میں بیٹھ کر لوگ دُور دراز واقعات کو آنکھوں سے دیکھ لیتے ہیں اور ہزاروں میل کی آوازیں سن لیتے ہیں۔

(۵) ڈاکٹر نہ صرف گردے اور مثانے کا بلکہ قلب و دماغ کا بھی کامیاب آپریشن کرنے لگے ہیں بیشک یہ سائنس کے حیرت انگیز کرشمے ہیں لیکن معجزۂ معراج کے سامنے ان کی کوئی حیثیت نہیں۔

(۶) براق پر سوار کرنے سے پہلے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا شق صدر ہوا۔ بدنِ اطہر سے بالکل جُدا کر کے قلب مبارک کو جنت کے طشت میں رکھ کر اس کو سی دیا لیکن حضور صلی اللہ علیہ وسلم بے ہوش ہی نہیں ہوئے اور نہ ہی جسمانی ضعف لاحق ہوا بلکہ قدرتِ خداوندی سے آپ کے اندر پہلے سے زیادہ قوت بھر دی گئی اور فوراً ہی زمین و آسمان اور عرش کے سفر کے لیے روانہ ہو گئے بلکہ شق صدر ہونے کے باوجود آپ خود اپنی آنکھوں سے فرشتوں کا عمل قلب مبارک کا زمزم سے دھونا وغیرہ دیکھتے رہے کیونکہ موت و حیات قبضۂ قدرت میں ہے جس میں کسی مخلوق کی طاقت اور کا دخل نہیں۔

(۷) سائنس کے ایجاد کردہ تیز رفتار طیاروں کے مقابلے میں براق کی تیز رفتاری ایک جانور کی حیثیت سے ہے۔ طیارے خراب ہو جاتے ہیں۔ طیاروں میں پرواز کرنے والے ہلاک ہو جاتے ہیں لیکن

براق میں یہ کمزوریاں اور خرابیاں نہیں پائی جاتیں۔

⑧ ٹی۔وی میں اگرچہ ہزاروں میل دور تک مشاہدہ ہوسکتا ہے اور آوازیں سنائی دیتی ہیں لیکن یہ سب کچھ اسباب کے تحت ہے۔ ٹی وی کے خراب ہونے سے یہ سارا کھیل ختم ہوجاتا ہے۔ نہ کسی دُور کی چیز کو دیکھا جاسکتا ہے اور نہ دُور کی آوازیں سنائی دیتی ہیں لیکن آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حق تعالیٰ نے بیٹھے بیٹھے بیت المقدس کا نقشہ دکھلا دیا۔ خواہ درمیانی حجابات دُور کردیے خواہ بیت المقدس کو آپ کے پاس لایا گیا۔ ھوعلیٰ کل شیءٍ قدیر وہ جو چاہے کرسکتا ہے۔

⑨ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی تیز رفتاری اور بلند پروازی کا یہ حال کہ ساتوں آسمانوں سے گذر گئے اور انبیاء علیہم السلام کی ملاقاتیں ہوئیں لیکن سائنس دان اور ہوا باز ابھی تک پہلے آسمان کو ہی نہیں دیکھ سکے چہ جائیکہ وہاں ان کی رسائی ہو اور آسمانوں کو چیر کر آگے نکل جائیں۔ اور سائنس کے حیرت انگیز کرشمے بھی تو اللہ تعالیٰ کی قدرت ہی کے مظاہر ہیں جس نے انسان کو اتنی عقل اور اتنا دماغ عطا فرمایا کہ وہ عالمِ اسباب میں اتنی ترقی کرسکے لیکن معجزاتِ نبویؐ چونکہ عالمِ اسباب سے بالاتر ہوتے ہیں جہاں صرف کلمہ "کُنۡ" کارفرما ہوتا ہے اس لیے قیامت تک سائنس کی ترقیاں حضور خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم کے معراج کے سامنے ہیچ ہیں۔ صلی اللہ علیہ وسلم

معراج نبویؐ اور عظمت صحابہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت اور رسالت کے تمام کمالات عطا فرمائے گئے ہیں۔ آپؐ کا علمی معجزہ قرآن اور عملی معجزہ معراج بھی آپ کی خصوصیات میں سے ہے۔ آپ صلی اللہ علیہ وسلم ساری کائنات سے اعلیٰ و افضل ہیں۔ آپؐ کی ادائیں بھی معجزانہ ہیں۔ آپؐ کی سنت کی نورانیت اور جامعیت بھی بے نظیر ہے لیکن سوچنا یہ ہے کہ ان سارے صوری اور معنوی کمالات کے باوجود آپ اپنے مقصدِ بعثت میں کامیاب ہوئے ہیں یا محض۔ ہم اہلِ سنت کا یہ عقیدہ ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کو شانِ تربیت و تزکیہ بھی اعلیٰ درجے کی عطا ہوئی ہے اور آپؐ کے فرائض میں جہاں تلاوتِ کتاب، تعلیم کتاب اور تعلیم حکمت ہے وہاں وَیُزَکِّیۡھِمۡ بھی ہے (سورۃ الجمعہ) اور آپؐ کی بعثت کا مقصد ہی یہی ہے کہ آپؐ پر ایمان لانے والے عقائد، اعمال، اخلاق اور نیات میں پاک و صاف ہوجائیں۔ آپؐ کے فیضِ صحبت سے تمام اصحاب کا تزکیۂ نفس ہوگیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے خلوصِ نیت کی خود شہادت

دی ہے۔ چنانچہ سورۃ الفتح کے آخری رکوع میں ہے:

یَبْتَغُوْنَ فَضْلًا مِّنَ اللّٰهِ وَرِضْوَانًا — وہ اللہ کے فضل اور اس کی رضامندی ہی کے طالب ہیں

ہمارا عقیدہ ہے کہ جب حضور رحمت للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو جسم اطہر سمیت بیداری کی حالت میں شب معراج میں اتنا عروج عطا فرمایا گیا تو اس کا یہ بھی تقاضا ہے کہ آپ کے صحابۂ کرام کو بھی ان روحانی بلندیوں تک پہنچایا جائے جو کسی اور امتی کو نصیب نہ ہوں۔ معراجِ نبوی کے پرتو سے صحابۂ کرامؓ کو تقویٰ اور للہیت کی بلندیوں سے سرفراز فرمایا اور زندگی میں ہی ان کو رضی اللہ عنہم ورضوا عنہ کی قرآنی ابدی سند عطا فرمادی لیکن اس کے برعکس مذہب شیعہ اثنا عشریہ میں سوائے چند محدود صحابہؓ کے باقی سب خلوص و تقویٰ سے محروم تھے بلکہ ان کے ایمان کو بھی وہ تسلیم نہیں کرتے۔ اگر یہ عقیدہ تسلیم کرلیا جائے تو صاحبِ معراج صلی اللہ علیہ وسلم کا دورِ رسالت کے لوگوں کو ایمان وعمل کے اعتبار سے کیا فائدہ حاصل ہوا۔ فاعتبروا یا اولی الابصار۔

(نوٹ) یہ پرچہ بجائے رجب کے رمضان میں قارئین کے پاس پہنچ رہا ہے اور عموماً ماہِ رجب میں معجزہ معراج کا بیان ہوا کرتا ہے۔ پرچہ کی تاخیر کے لیے تو ہم معذرت خواہ ہیں لیکن اس مضمون کی تاخیر میں کوئی حرج نہیں۔ اصل مقصود تو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کے کمالات ومعجزات کا بیان ہے اور وہ کسی مہینہ کے ساتھ مختص نہیں ہے۔ علاوہ ازیں معجزۂ معراج کس سال اور کس مہینہ میں ہوا۔ اس میں بھی اختلاف پایا جاتا ہے گو عام طور پر مشہور ۲۷ رجب کی تاریخ ہی ہے۔ واللہ اعلم

خادم اہل سنت مظہر حسین غفرلہٗ

میرا ہر سانس تری حمد و ثنا ہو جائے
نغمۂ شوق محبت کی ادا ہو جائے

سایۂ لطف و کرم سے ہے عبارت ہستی
حشر ہو جائے جو تو مجھ سے خفا ہو جائے

ایک پل میں مجھے مقصودِ نظر مل جائے
میرا ہر اشک اگر حرفِ دُعا ہو جائے

ذہن کی بات کو تُو لفظ بنا دیتا ہے
کیا عجب ہے کہ خموشی ہی صدا ہو جائے

گر ہر اک لمحہ تری یاد سے منسوب رہے
درد ہی میرے ہر اک دکھ کی دُعا ہو جلئے

مجھ کو ہر غم میں نظر آئے مسرت کا پیام
شاملِ حال اگر تیری رضا ہو جائے

ہو مقدر میں مرے ایسی بھی منزل یارب
ترا ہر حکم مرا راہنما ہو جائے

اس گزرتے ہوئے لمحے کو غنیمت جانو
دوسرے لمحے خبر کس کو کہ کیا ہو جائے

اس پہ ہو جائے اگر لطف کی اک بار نظر
حافظِ خستہ ہر اک غم سے رہا ہو جائے

حضرت حافظ لدھیانوی

مولانا حق نواز جھنگوی مرحوم کی شہادت

قائد اہلسنت حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب مدظلہٗ

جناب مولانا حق نواز جھنگوی شہید مرحوم و مغفور بانی و سرپرست سپاہ صحابہؓ پاکستان کو جھنگ میں رات کے قریباً ۸ بجے قتل کر دیا گیا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ حق تعالیٰ مغفرت فرمائیں اور جنت الفردوس نصیب ہو۔ آمین۔ اخبارات میں ان کے اس المناک قتل کی حسب ذیل تفصیلات شائع ہوئی ہیں۔

جھنگ: رات کے ۸ بجے کے قریب انجمن سپاہ صحابہؓ پاکستان کے سرپرست اعلیٰ اور جمعیۃ علماء اسلام کے رہنما مولانا حق نواز جھنگوی کو گولی مار کر ہلاک کر دیا۔ مولانا حق نواز اپنے گھر سے نکل کر قریب ہی شادی کی ایک تقریب میں جا رہے تھے کہ نامعلوم حملہ آوروں نے ریوالوروں سے گولیوں کی بوچھار کر دی۔ گولیاں ان کے سر، پیٹ اور گلے میں لگیں اور وہ موقع پر ہی دم توڑ گئے۔ مرحوم کے انتقال کی خبر سنتے ہی شہر میں کہرام مچ گیا اور ان کی میت دیکھنے کے لیے لوگ ہسپتال پہنچنا شروع ہو گئے۔ یاد رہے کہ انہوں نے گذشتہ جمعہ کو خطاب کرتے ہوئے عوام کو بتایا تھا کہ ان کے خلاف ایران، دوبئی اور پاکستان میں قتل کرنے کی سازش کا منصوبہ تیار کیا گیا ہے اور ان کے قتل کا منصوبہ ۲۰ اور ۲۵ فروری کے درمیان مکمل کیا جائے گا لیکن مقامی انتظامیہ نے اس کا کوئی نوٹس نہ لیا۔ مولانا بالعموم حفاظتی گارڈ اپنے ساتھ رکھتے تھے لیکن جمعرات کو ان کے ساتھ کوئی حفاظتی گارڈ نہیں تھا۔ مولانا حق نواز کی عمر تقریباً ۳۸ سال تھی اور انہوں نے پسماندگان میں بیوہ اور تین بچے چھوڑے ہیں۔ (جنگ راولپنڈی جمعہ ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء)۔

اور نوائے وقت راولپنڈی ۲۳ فروری ۱۹۹۰ء میں یہ خبر شائع ہوئی کہ۔ انجمن سپاہ صحابہؓ کے سرپرست مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کی خبر شہر اور گردونواح میں جنگل کی آگ کی طرح پھیل گئی اور

لوگ گھروں سے نکل آئے ہیں۔ مولانا کی رہائش گاہ اور ڈسٹرکٹ ہسپتال کے درمیان لوگ دیوانہ وار بھاگے پھر رہے ہیں۔ پولیس گشت کر رہی ہے۔ شہر میں سخت کشیدگی پائی جاتی ہے۔ انجمن سپاہ صحابہؓ کے کارکنوں اور مولانا کے عقیدت مندوں نے رات گیارہ بجے جھنگ سٹی میں جلوس نکالا۔ جلوس جب سبزی منڈی کے قریب پہنچا تو سبزی منڈی سے ملحقہ جامع مسجد سے جلوس پر فائرنگ کی گئی جس سے ٹھیکیدار محمدؐ گلزار کا جواں سال بیٹا ندیم شدید زخمی ہو گیا اور ہسپتال پہنچنے سے قبل دم توڑ گیا جبکہ آٹھ افراد زخمی ہو گئے ہیں۔ مشتعل ہجوم نے پولیس سٹیشن جھنگ سٹی کو آگ لگانے کی کوشش کی لیکن ناکام رہی البتہ تھانہ سے ملحقہ زیدی ہاؤس کو آگ لگادی گئی۔ ادھر جھنگ صدر میں بازار کھیوالہ سے بھی فائرنگ کی اطلاع موصول ہوئی ہے، تاہم زخمی افراد کے بارے میں معلوم نہیں ہو سکا۔

وزیراعلیٰ پنجاب کا اظہارِ افسوس وزیراعلیٰ پنجاب نواز شریف نے عالم دین مولانا حق نواز جھنگوی کے سفاکانہ قتل پر گہرے دکھ اور افسوس کا اظہار کیا ہے۔ پسماندگان کے نام ایک تعزیتی پیغام میں وزیراعلیٰ نے کہا کہ مولانا اسلام کے اعلیٰ پائے کے مبلّغ تھے جنہوں نے اپنی ساری زندگی تبلیغ اسلام اور ختم نبوّت کے لیے وقف کر رکھی تھی۔ ان کی وفات ملک میں اسلامی قوتوں کے لیے ایک عظیم نقصان ہے۔" (جنگ راولپنڈی ۲۳ ۲/۹۰)

(۲) وزیراعلیٰ پنجاب جناب نواز شریف نے پولیس اور جھنگ کی ضلع انتظامیہ کو ہدایت کی ہے کہ وہ مولانا حق نواز جھنگوی کے سفاک قاتلوں کی فوری طور پر گرفتاری کے لیے ہر ممکن اقدام کریں اور ظالموں کو کیفر کردار تک پہنچانے کے سلسلے میں کوئی دقیقہ فروگذاشت نہ کیا جائے۔ وزیراعلیٰ نے کہا کہ ایک عالم دین کے ساتھ دن دیہاڑے یہ ظلم کسی بھی صورت میں برداشت نہیں کیا جا سکتا۔ جن مذموم عزائم کے پیش نظر دہشت گرد تخریب کاروں نے یہ انتہائی اندوہناک اور گھناؤنا اقدام کیا ہے انہیں ان شاء اللہ کسی بھی صورت میں پورا نہیں ہونے دیا جائے گا۔ وزیراعلیٰ نے توقع ظاہر کی کہ مولانا جھنگوی کے مدّاح اور پیروکار صبر و ضبط کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑیں گے اور اللہ تبارک و تعالیٰ کی اس بشارت کو پیش نظر رکھیں گے کہ وہ قادر مطلق صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے اور ظالموں کو معاف نہیں کیا جا سکتا۔

جناب نواز شریف نے انتظامیہ کو یہ ہدایت بھی کی کہ انہیں پولیس اور انتظامیہ کے ان اقدامات

سے باخبر رکھا جائے جو سفاک قاتلوں کی فوری گرفتاری کے سلسلے میں کیے جا رہے ہیں۔

(روزنامہ "مرکز" اسلام آباد ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

صدر اسحٰق خان اور بے نظیر بھٹو نے بھی مولانا مرحوم کے قتل پر اظہارِ افسوس کیا ہے حتیٰ کہ شیعہ سیاست دانوں میں سے وفاقی وزیر بلدیات و دیہی ترقی سید فیصل صالح حیات نے بھی مولانا مرحوم کے قتل کی مذمت کرتے ہوئے اسے ملک کو غیر مستحکم کرنے کی سازش قرار دیا ہے۔ اپنے ایک بیان میں انہوں نے کہا کہ مولانا حق نواز کے قتل کا مقصد ملک میں جمہوری عمل کو سبوتاژ کرنا ہے۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی نے ہمیشہ تشدد کی سیاست کی مخالفت اور تحمل کی سیاست کی حمایت کی ہے۔ انہوں نے کہا کہ ملک میں عوام دشمن اور جمہوریت دشمن قوتوں کو اس وقت سخت دھچکا لگا جب لاکھوں عوام نے پیپلز پارٹی کے حق میں ووٹ دے کر اسے اقتدار سونپ دیا۔ انہوں نے کہا کہ یہی عناصر مذموم عزائم کی تکمیل کے لیے اپنی سرگرمیوں کے ذریعہ جمہوری عمل کی راہ میں رکاوٹیں ڈال رہے ہیں۔ سید فیصل حیات نے کہا کہ مولانا احسان الٰہی ظہیر، علامہ عارف حسین الحسینی کے قتل محب وطن عوام نے ابھی فراموش نہیں کیے تھے کہ ایک اور مذہبی عالم مولانا حق نواز کو ہلاک کر دیا گیا۔ انہوں نے کہا کہ حکومت پنجاب نے اپنی توجہ صرف سیاسی مخالفین کو مغلوب کرنے پر رکھی ہے لیکن امن و امان کی صورتِ حال شہریوں کی جان و مال کا تحفظ جیسے معاملات کو بے حسی سے نظر انداز کیا جا رہا ہے۔ انہوں نے کہا کہ عوام بہترین منصف ہیں اور حکومتِ پنجاب کو بہت جلد اپنے جرائم کی قیمت ادا کرنی پڑے گی۔" (جنگ راولپنڈی ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

عابدہ حسین کا بیان

رکن قومی اسمبلی سیدہ عابدہ حسین نے مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل پر گہرے دکھ کا اظہار کرتے ہوئے کہا ہے کہ ان کا قتل امن عامہ کو تباہ کرنے کی سوچی سمجھی سازش ہے۔ (مرکز اسلام آباد ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

دوسرا بیان

عابدہ حسین ایم۔این اے جھنگ کا دوسرا بیان حسبِ ذیل ہے:

"قومی اسمبلی کی رکن اور سی او پی کی رہنما سیدہ عابدہ حسین نے مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادت پر گہری تشویش کا اظہار کرتے ہوئے کہا کہ مولانا کا قتل پاکستان دشمن قوتوں نے کرایا ہے اور اس سازش میں بھارت کا ہاتھ ہے کیونکہ بھارت مسئلہ کشمیر سے پاکستانی عوام کی

توجہ ہٹانا چاہتا ہے ——— انہوں نے کہا کہ مولانا جھنگوی کے وحشیانہ قتل میں کوئی مقامی ہاتھ ملوث نظر نہیں آتا۔ دراصل یہ گھناؤنا کردار ان طاقتوں کا ہے جو پاکستان میں فرقہ وارانہ منافرت کو ہوا دینا چاہتی ہیں۔ انہوں نے مطالبہ کیا کہ مولانا کے قتل میں جو لوگ ملوث ہیں انہیں جلد منظر عام پر لایا جائے ——— انہوں نے ٹیلی ویژن، ریڈیو اور اخبارات کے کردار پر کڑی تنقید کرتے ہوئے کہا کہ اس قسم کے بیانات سے اشتعال پھیلایا جا رہا ہے اور ایسے بیانات قطعی طور پر ہمارے لیے موزوں نہیں۔" (جنگ لاہور ۱۶ مارچ ۱۹۹۰ء)

مولانا جھنگوی کا جنازہ

مولانا حق نواز صاحب جھنگوی شہید مرحوم کے جنازے کے متعلق اخبارات میں حسب ذیل خبر شائع ہوئی ہے: ———

مولانا حق نواز جھنگوی کو ہزاروں سوگواروں کی موجودگی میں جمعہ کے روز جامعہ محمودیہ میں سپرد خاک کر دیا گیا۔ ان کی نماز جنازہ جے یو آئی (جمعیۃ علماء اسلام) کے سربراہ مولانا عبداللہ درخواستی نے پڑھائی۔ لوگوں نے میلوں دور سے پیدل سفر کر کے نماز جنازہ میں شرکت کی کیونکہ ٹرانسپورٹ بند تھی۔ اس کے علاوہ صوبہ سرحد، بلوچستان اور سندھ سے بھی وفود نے شرکت کی الخ

(جھنگ راولپنڈی ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

احتجاجی جلسے اور جلوس

ممتاز عالم دین اور انجمن سپاہ صحابہ رض کے سرپرست اعلیٰ مولانا حق نواز جھنگوی کے بہیمانہ قتل کے خلاف پورے ملک میں احتجاجی جلوس اور جلسے منعقد کیے گئے۔ ملک کی بڑی بڑی مساجد میں نماز جنازہ کے بعد احتجاجی مظاہرے ہوئے جن میں قاتلوں کو فی الفور گرفتار کر کے قرار واقعی سزا دینے کا مطالبہ کیا گیا۔

(ایضاً جنگ راولپنڈی ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

مولانا جھنگوی مرحوم کے اس سانحہ کے ردعمل میں بہت زیادہ جلسے اور جلوسوں کے ذریعہ شدید مظاہرہ کیا گیا اور علماء اور سیاسی زعماء نے اس کے خلاف سخت احتجاج کیا۔ اخبار بین طبقہ جانتا ہے۔ تفصیلات کی یہاں گنجائش نہیں۔

سیاسی پارٹیوں کی سیاست کاری

ملک میں دو بڑی سیاسی پارٹیاں ہیں:

(۱) اسلامی جمہوری اتحاد (۲) پیپلز پارٹی

یہ دونوں پارٹیاں چونکہ ہر محاذ پر ایک دوسرے کے مقابل دکھائی دیتی ہیں اس لیے انہوں نے مولانا جھنگوی کی اس شہادت کو بھی ایک دوسرے کو مطعون کرنے کا ذریعہ بنا لیا۔ چنانچہ پیپلز پارٹی کے وفاقی وزیر فیصل حیات کا بیان پہلے گزر چکا ہے اس کے برعکس آئی جے آئی کے لیڈروں نے اس کا الزام پیپلز پارٹی پر لگایا ہے۔ چنانچہ آئی جے آئی کے پارلیمانی سیکرٹری جنرل شیخ رشید احمد نے کہا ہے کہ کشمیر سے توجہ ہٹانے کے لیے غیر ملکی طاقتیں اور پاکستان کے اندر دشمن کے ایجنٹ خانہ جنگی کی فضا پیدا کرنا چاہتے ہیں۔ مولانا جھنگوی کی شہادت بہت بڑا سانحہ ہے۔ دینِ اسلام کے لیے ان کی بیش بہا خدمات ہیں۔ انہوں نے کہا کہ پنجاب میں امن و امان کو تباہ کرنے کے لیے پیپلز پارٹی ایک عرصے سے سازشیں کر رہی ہے لیکن پنجاب کے محب وطن تخریب کاری اور دہشت گردی کی ہر کوشش ناکام بنا دیں گے۔ انہوں نے شہریوں سے کہا کہ وہ پُرامن رہیں اور صبر و تحمل کا مظاہرہ کریں۔ حکومت پنجاب مجرموں کو کیفرِ کردار تک پہنچانے کے لیے کوئی دقیقہ فروگزاشت نہیں کرے گی۔

(جنگ راولپنڈی ۲۴ فروری ۱۹۹۰ء)

قتل کے ملزم گرفتار کر لیے گئے

انجمن سپاہ صحابہؓ کے سرپرستِ اعلیٰ مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کے الزام میں گرفتار کیے گئے ملزمان طاہر سیال، کاظم، فیض اللہ اور محمد نواز کو پوچھ گچھ کے لیے لاہور منتقل کر دیا گیا ہے۔ منگل کے روز یہاں ہونے والی گڑبڑ اور مکانات، دکانیں نذرِ آتش کرنے پر پولیس نے گذشتہ رات ۱۵۰ افراد کو گرفتار کر لیا تھا ان میں سے ۱۳۱ افراد کو جیل بھیج دیا گیا۔ پولیس نے بدھ کے روز لڈھن شاہ، سلطان والا، دھوپ سڑی کے محلوں جھنگ شہر اور دیگر علاقوں میں چھاپے مار کر مزید متعدد افراد کو گرفتار کر لیا ہے۔"

(جنگ راولپنڈی یکم مارچ ۱۹۹۰ء)

(۲) مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کے چاروں ملزموں کو خصوصی تفتیشی ٹیموں کے حوالے کر دیا گیا ہے۔ تفتیش کی نگرانی آئی جی پنجاب چودھری منظور احمد خود کر رہے ہیں۔ یہ بھی پتہ چلا ہے کہ مقدمے کی سماعت خصوصی عدالت میں ہوگی۔ ایس ایس پی جھنگ ملک طارق مجاہد نے اخبار نویسوں کو بتایا ہے کہ تینوں ملزموں فیض اللہ عرف کاکا، محمد نواز اور طاہر بھٹی کو گزشتہ رات جبکہ چوتھے ملزم کاظم حسین کو آج صبح گرفتار کیا گیا ہے۔ (نوائے وقت راولپنڈی ۲۶ فروری ۱۹۹۰ء)

۳) پولیس نے مولانا حق نواز جھنگوی کے تین مبینہ قاتلوں محمد نواز اور فیض اللہ عرف کاکا کو بھی آج گرفتار کرلیا ہے۔ فیض اللہ ایک سابق ایم این اے امان اللہ خان سیال کا چچا زاد بھائی ہے۔" (مشرق ۲۶ فروری ۹۰ء)

۴) مولانا حق نواز کے قتل میں ملوث تین ملزموں کو گرفتار کرلیا گیا جبکہ ایک ملزم مفرور ہے۔ ملزموں میں محمد نواز، فیض اختر اور طاہر ولد ذوالفقار بھٹی شامل ہیں۔ چوتھے ملزم کاظم حسین کی گرفتاری کے لیے پولیس چھاپے مار رہی ہے۔ بتایا گیا ہے کہ چاروں ملزموں کا تعلق جھنگ شہر سے ہے اور انہیں ایف آئی آر میں نامزد کیا گیا تھا۔" (نوائے وقت راولپنڈی ۲۵ فروری ۱۹۹۰ء)

امیر حسین گیلانی کی پریس کانفرنس

جمعیۃ علماء اسلام صوبہ پنجاب کے امیر مولانا سید امیر حسین گیلانی نے آج ایک پریس کانفرنس میں مطالبہ کیا کہ مولانا جھنگوی کے قتل کے پس منظر میں کارفرما سازش اور اس کے اصل ملزموں کو بے نقاب کیا جائے۔ انہوں نے کہا کہ جب تک اصل قاتل نہیں پکڑے جاتے حکومت کو اس واردات کا ذمہ دار سمجھا جائے گا۔ مولانا امیر حسین گیلانی نے کہا کہ مولانا حق نواز جھنگوی نے چند روز قبل واضح طور پر بتا دیا تھا کہ ۲۰ فروری سے ۲۵ فروری کے درمیان انہیں ہلاک کرنے کی سازش کی گئی ہے۔ اس کے باوجود صوبائی اور ضلعی انتظامیہ نے ان کی جان بچانے کے لیے کوئی اقدام نہیں کیا ——— مولانا گیلانی نے کہا کہ قتل کے اس واقعہ سے کچھ عرصہ پہلے جھنگ میں آئی جے آئی کے رکن اسمبلی سردار زادہ ظفر عباس نے دیواروں پر پوسٹر لگوائے۔ ان میں اعلان کیا گیا تھا کہ جو شخص مولانا حق نواز کو قتل کرے گا اسے چھ لاکھ روپے نقد، دو مربع اراضی اور مقدمہ کے اخراجات دیے جائیں گے۔ اس پوسٹر کے بارے میں ضلعی انتظامیہ کو مطلع کر دیا گیا۔ ۲۸ اکتوبر ۱۹۸۹ء کو مولانا جھنگوی پر قاتلانہ حملہ ہوا تو انہوں نے واضح طور پر اعلان کیا کہ یہ حملہ سردار ظفر عباس نے کرایا ہے۔ مولانا گیلانی نے مزید کہا کہ مولانا جھنگوی کو دبئی سے ٹیلی فون پر بتایا گیا کہ دبئی، ایران اور پاکستان کے بعض لوگوں نے انہیں ۲۰ سے ۲۵ فروری کے درمیان قتل کا منصوبہ بنایا گیا ہے۔ یہ بات ایک تقریر میں کہی گئی مگر ضلعی حکام نے اسے نظر انداز کر دیا ——— انہوں نے مزید کہا کہ قتل کے دو ملزم عابدہ حسین کے گھر سے اور ایک ملزم سابق ایم پی اے امان اللہ کے گھر سے گرفتار ہوا۔ اس سے معاملات کا اندازہ ہو سکتا ہے۔ انہوں نے کہا کہ اتنے بڑے واقعہ کے بعد جھنگ کے ڈپٹی کمشنر اور ایس پی کو اب تک تبدیل نہیں

کیا گیا۔ ایسی صورت میں غیر جانبدارانہ تفتیش نہیں ہو سکتی۔ انہوں نے کہا کہ مجھے اوکاڑہ میں سیّدہ عابدہ حسین کا فون آیا۔ وہ اس واقعہ پر اظہارِ افسوس کر رہی تھیں۔ میں نے انہیں کہا کہ جب تک اصل قاتل نہ پکڑے جائیں ہم حکومت کو ذمہ دار سمجھیں گے۔ انہوں نے کہا کہ جھنگ میں ایک طبقہ نے گھروں پر مورچے بنا رکھے ہیں اور وہاں سے گزرنے والے لوگوں پر فائرنگ کی جاتی ہے۔ یہ مورچے ختم کیے جائیں اور اسلحہ برآمد کیا جائے۔" (مشرق لاہور ۲ مارچ ۱۹۹۰ء)

عبداللہ سلفی

مولانا حق نواز جھنگوی کو پیپلز پارٹی کے ایما پر شہید کیا گیا ہے اور اس کا مقصد پنجاب میں اسلامی جمہوری اتحاد کو ناکام بنانا اور پنجاب میں سندھ جیسے حالات پیدا کرنا ہے۔ یہ بات مرکزی جمعیۃ اہلِ حدیث پنجاب کے امیر مولانا عبداللہ سلفی نے ہفتہ کو ایک پریس کانفرنس کے دوران کہی۔ انہوں نے کہا کہ مولانا فیض عالم صدیقی، علامہ احسان الٰہی ظہیر اور مولانا حق نواز جھنگوی جیسے جید علماء کی تواتر سے شہادت سے یہ ظاہر ہوتا ہے کہ ملک میں اسلامی نظام کے عمل کو ناکام کرنے کی سازش کی جا رہی ہے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ علماء کا تحفظ یقینی بنایا جائے اور مولانا حق نواز جھنگوی شہید کے قاتلوں کو جلد از جلد گرفتار کیا جائے اور تحقیقات کے عمل کو تیز اور مؤثر بنایا جائے۔ انہوں نے انکشاف کیا کہ انجمن سپاہ صحابہؓ اور جمعیت اہلِ حدیث نے متحد ہونے کا فیصلہ کر لیا تھا جس کا رسمی اعلان ۲۶ فروری کو کوٹ ادّو کے جلسۂ عام میں کرنا تھا۔ انہوں نے الزام لگایا کہ مولانا حق نواز جھنگوی کو صحابہؓ کے دشمنوں اور الذوالفقار نے شہید کیا ہے کیونکہ مولانا سچے عاشقِ رسولؐ اور صحابۂ کرامؓ کے جاں نثار تھے۔ انہوں نے کہا کہ پیپلز پارٹی پنجاب میں علماء کرام کو قتل کرا کے، افراتفری اور خانہ جنگی کی فضا پیدا کرنی چاہتی ہے انہوں نے کہا کہ علامہ احسان الٰہی ظہیر، جنرل ضیاء الحق اور مولانا حق نواز جھنگوی کی شہادتیں ایک ہی سلسلے کی کڑیاں ہیں اور اس واقعہ کے پیچھے وہی ہاتھ ہیں جنہیں یہودی، ہندو لابی اور ایک مسلم ملک کی پشت پناہی حاصل ہے اور ان کی سرپرستی پیپلز پارٹی کر رہی ہے۔ (جنگ راولپنڈی ۲۵ فروری ۹۰ء)

کرنل اکرام اللہ کی تجزیاتی رپورٹ

کرنل اکرام اللہ مشرق لاہور میں کام کرتے ہیں اور اہلِ تشیع میں سے ہیں۔ انہوں نے حسبِ ذیل تجزیاتی رپورٹ شائع کی ہے:

"جھنگ میں کئی دنوں کے متواتر ہنگاموں کے بعد بالآخر شہر کو فوج کے حوالے کر دیا گیا چونکہ صوبہ پنجاب میں یہ پہلا ضلعی صدر مقام ہے جہاں ڈپٹی کمشنر اور سپرنٹنڈنٹ پولیس کی چوبیس گھنٹہ موجودگی اور نگہداشت کے باوجود سول انتظامیہ امن وامان بحال رکھنے میں ناکام ہو گئی ہے اس لیے حالات کا تجزیہ کرنے کے لیے راقم نے جھنگ کا مختصر دورہ کیا۔ اپنے تأثرات قارئین کے پیش خدمت ہیں: سب سے پہلی حیرت انگیز بات یہ ہے کہ موجودہ ہنگامے اور فسادات اچانک نمودار نہیں ہوئے۔ مرحوم مولانا حق نواز جھنگوی کو اپنے قتل کا خدشہ تھا اور انہوں نے پورے شہر اور انتظامیہ کو ان خدشات سے آگاہ کر دیا تھا نہ صرف یہ بلکہ انہوں نے ان لوگوں کے نام کا بھی اعلان کر دیا تھا جو اُن کے قتل کی سازش میں (ان کے مطابق) ملوث تھے۔ اپنے قتل سے قبل انہوں نے نمازِ جمعہ میں خطبہ دیتے ہوئے لوگوں کو خبردار کیا۔ میرے قتل کا منصوبہ بن چکا ہے۔ اگر میں قتل ہو گیا تو میرے قاتل سردارزادہ ظفر عباس ایم پی اے، بی بی عابدہ ایم این اے اور سابق ایم پی اے امان اللہ ہوں گے۔ ایک عالمِ دین کے اس انتباہ سے نہ صرف ضلعی انتظامیہ کو فوراً خبردار ہو جانا چاہیے تھا بلکہ ان کا فرض تھا کہ اپنے حکام بالا کو مطلع کرتے اور صوبائی انتظامیہ سے بھی ہدایات حاصل کرتے۔ نہ صرف یہ کہ جھنگ میں ہمیشہ فرقہ وارانہ کشیدگی پیدا ہو جاتی ہے مولانا کے قتل سے چند دن قبل ایک تعزیہ کے جلانے کی کوشش ہو چکی ہے اور مقامی افسران کے علاوہ کمشنر اور ڈی آئی جی فیصل آباد راکھ میں سلگتی ان چنگاریوں سے بخوبی واقف تھے جو کسی وقت بھی بھڑک کر نفرت کے شعلوں کی حدت میں سارے شہر کو اپنے لپیٹ میں لے سکتی تھیں، لیکن جھنگ، فیصل آباد اور لاہور ہر سطح پر انتظامیہ آنے والے دنوں میں ہوا کے رُخ کو کیوں نہ محسوس کر سکے۔ مولانا حق نواز جھنگوی کے اپنے آخری خطبہ میں وارننگ کے باوجود مولانا کی حفاظت کا قطعاً کوئی بندوبست نہیں کیا گیا جبکہ اسلامی جمہوری اتحاد کے ایم پی اے سردارزادہ ظفر عباس نے پوسٹروں میں مولانا کے قتل کے لیے چھ لاکھ روپے کا انعام مقرر کیا تھا۔ (مشرق یکم مارچ) مولانا کے قتل کی واردات بھی ظاہر کرتی ہے کہ وہ ایک گہری سازش کا نتیجہ تھی۔ اس کی تفصیل چونکہ کسی اخبار میں شائع نہیں ہوئی اس لیے قارئین کے پیش خدمت ہے۔ قتل کے وقوعہ سے کچھ دیر پہلے مولانا مرحوم اپنے ہمسایوں کے ہاں ایک محفل بارات میں بیٹھے ہوئے تھے۔ انہوں نے اپنے میزبانوں کو کہا کہ وہ چند منٹ میں واپس

آتے ہیں۔ یہ کہہ کر وہ قریب ہی اپنے مکان میں چلے گئے اور تھوڑی ہی دیر بعد اپنے گھر سے نکلے اپنے دستور کے مطابق انہوں نے اپنے اہل خانہ کو کہا کہ اندر سے دروازہ بند کرلیں۔ اس کے بعد انہوں نے حسب عادت مڑ کر دروازہ چیک کیا کہ اندر سے بند ہوچکا ہے یا نہیں۔ تسلی ہو جانے پر کہ دروازہ اندر سے بند ہوگیا ہے وہ چلنے کے لیے مُڑے۔ ابھی چلنے ہی لگے تھے کہ موٹر سائیکل پر سوار چار اشخاص نے نزدیک آکر اچانک فائرنگ کردی۔ مولانا شدید زخمی ہوچکے تھے۔ اس لیے پیشتر اس کے کہ ڈسٹرکٹ ہسپتال کے ڈاکٹر کچھ کرسکتے مولانا اپنے مالک حقیقی کے پاس جاچکے تھے مولانا کی اپنے قتل کے بارے میں پیشگوئی پوری ہوگئی تھی۔ مولانا نے اپنے مبینہ قاتلوں کی خود اپنے خطبۂ جمعہ میں نشان دہی کردی تھی۔ اس کے قتل کی اس سازش کے پیچھے "خفیہ ہاتھوں" کو بے نقاب کرنے میں مقامی انتظامیہ کو خاص دقت پیش نہیں آنی چاہیئے لیکن اگر سیاسی مصلحتیں راہ میں پہاڑ کی طرح حائل ہیں تو ان کا نتیجہ عبرت ناک بھی نکل سکتا ہے۔ یہ کیسی شرافت کی سیاست ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد کا ایک ممبر صوبائی اسمبلی مولانا جھنگوی کے قتل کے لیے چھ لاکھ کا انعام مقرر کرے اور صوبے کا وزیراعلیٰ اس قتل کا ذمہ دار پیپلز پارٹی کو ٹھہرائے۔ کسی تحقیقات سے پہلے ہی فیصلہ صادر فرما دینا کہاں کا انصاف ہے۔" اسی سلسلے میں کرنل موصوف لکھتے ہیں۔ دوسرے دن بھی ہنگامے جاری رہے اور فائرنگ کے دوران اہل سنت والجماعت کا لڑکا بھی ہلاک ہوگیا۔ تیسرے دن قائم ختم ہونے پر اہل سنت وجماعت کے قائدین نے مسجد لال جھنگ سٹی سے اعلان کیا کہ ساڑھے گیارہ بجے وہ جلوس کی شکل میں تھانے کوتوالی کے علاقہ میں جائیں گے لیکن فساد کے خطرہ کے پیش نظر لوگ ٹولیوں کی شکل میں جانا شروع کردیں۔ اس کے ساتھ ہی شیعہ علماء نے بھی اعلان کردیا کہ اہل شیعہ اپنی امام بارگاہ اور جان ومال کے تحفظ کے لیے گلیوں کے کونوں پر مورچہ بندی کریں۔ یہ حکم ملتے ہی شیعہ حضرات بھی اپنے علاقہ میں اکٹھے ہونے شروع ہوگئے۔ ادھر سنی لوگوں نے بھی مورچہ بندی کا اعلان کردیا اور مسجد لال جھنگ سٹی جانے والی سڑک پر بڑی رکاوٹیں کھڑی کردیں تاکہ شیعہ طبقہ ان پر حملہ نہ کردے۔ خانہ جنگی کی ان تیاریوں کو اپنی آنکھوں سے دیکھتے ہوئے لوکل پولیس اپنے پاس بکتر بند گاڑیوں کے ہوتے ہوئے کیوں بے بس رہی۔ جنگ کا آغاز شیعہ کیمپ کی طرف سے پایا جاتا ہے۔ اس کے بعد جوابی فائرنگ اور پھر دونوں طرف سے گولیوں کی بوچھاڑ صبح ساڑھے گیارہ بجے سے شام ساڑھے ۶ بجے

تک جاری رہی ـــــ مولانا جھنگوی کے قتل کی شدید مذمت کرتے ہوئے تحریک فقہ جعفریہ کے سربراہ علامہ سید ساجد نقوی نے کہا ہے کہ امن و امان رکھنے والے ادارے پنجاب میں فقہ جعفریہ کے لوگوں کو تحفظ مہیا کرنے میں ناکام ہو چکے ہیں۔ اس لیے دہشت گردی کے علاقوں میں شیعہ برادری کا فرض ہے کہ وہ اب اپنے تحفظ کے لیے خود انتظامات کی منصوبہ بندی کرے۔ اس کے ساتھ ہی ساتھ علامہ سید ساجد علی نقوی نے پنجاب انتظامیہ پر تنقید کرتے ہوئے مطالبہ کیا ہے کہ مختلف الزامات کے پیش نظر کسی محکمانہ تحقیق کے بجائے ہائی کورٹ کا ایک فل بنچ مولانا جھنگوی کے قتل اور اس کے محرکات کی تحقیقات کرے۔ انصاف کے تقاضے پورے کرنے کے لیے ہر مکتب فکر کے دانشمند علماء اور عوام علامہ سید ساجد علی نقوی کے اس مطالبہ کی پُرزور حمایت کرتے ہیں اور مطالبہ کرتے ہیں کہ اگر حکومت پنجاب اپنا یہ فریضہ ادا کرنے میں مزید تاخیر سے کام لے تو صدر مملکت یا وزیر اعظم اس اعلیٰ سطح جوڈیشل تحقیقات کا اہتمام کریں۔ (مشرق لاہور، ۲ مارچ ۱۹۹۰ء)

حامد علی موسوی کی پریس کانفرنس

اسی مشرق میں یہ شائع ہوا ہے کہ: ملت جعفریہ کے قائد آغا حامد علی شاہ الموسوی نے علی مسجد راولپنڈی میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا۔ اخبار میں ان کا خطاب جو شائع ہوا ہے اس میں مارشل لاء وغیرہ کی باتیں بھی ہیں۔ ہم یہاں وہ حصہ پیش کر رہے ہیں جس کا تعلق مولانا حق نواز جھنگوی کے سانحہ سے ہے۔

ان سے سوال کیا گیا کہ: مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کے بارے میں آپ کیا فرمائیں گے؟

جواب: میں پہلے بھی کہہ چکا ہوں کہ ان اقدام کے ذمہ دار وہی لوگ ہیں جو جمہوریت کا فروغ نہیں چاہتے اور افراتفری پھیلا کر ملک کو فرقہ وارانہ فسادات کی آماجگاہ بنانے کے درپے ہیں اس سلسلے میں مجھے پریس اور حکمرانوں سے شکایت ہے کہ ہوا کا رخ دیکھ کر بعض معاملات میں دباؤ قبول کر لیتے ہیں جس سے کئی مسائل پیدا ہو جاتے ہیں جیسا کہ کسی اخبار نے جھنگوی قتل کیس کے سلسلہ میں ایک خبر شائع کی تھی جس میں خدشہ ظاہر کیا گیا تھا کہ اس کیس میں شاید ایران کا ہاتھ ہو گا حالانکہ ایسا نہیں ہے بلکہ سب کو علم ہے کہ ایران وہ ملک ہے جس نے سب سے پہلے پاکستان کو قبول کیا اور رشدی شاتم رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے واجب القتل ہونے کے بارے میں فتویٰ بھی پورے عالم میں سے صرف ایران ہی سے جاری ہوا علاوہ ازیں ۱۹۶۵ء کی جنگ میں بھی ایران نے مدد کی اور اب یہ مسئلہ کشمیر جو استصواب رائے

سے ہم حل کرنا چاہتے ہیں اس معاملہ میں بھی پورے دنیائے اسلام میں سے کھل کر پاکستان کی تائید صرف ایران نے کی ہے۔ انصاف کا تقاضا ہے کہ ایک ایسا ملک جو مشترکہ دشمن کے خلاف کھل کر پوری قوت سے آپ کا ساتھ دیتا ہے وہ چاہے گا کہ پاکستان میں افراتفری ہو۔ یہ ان لوگوں کی سازش ہے جو پاکستان میں فسادات پھیلا کر مسئلہ کشمیر سے توجہ ہٹانا چاہتے ہیں۔

(سوال) : کیا مولانا جھنگوی کا قتل بھی علامہ احسان الٰہی ظہیر، علامہ عارف الحسینی اور دیگر مختلف فرقوں کے علماء کے قتل کی سازش کی ہی کڑی ہے تاکہ زیادہ سے زیادہ فرقہ وارانہ فسادات کرائے جاسکیں؟

(جواب) مارشل لاء دور میں جس طرح اہل تشیع کو کچلا گیا تھا اس طرح کسی کو نقصان نہیں پہنچا۔ صدہ میں ہمارے ۱۷ افراد شہید ہوئے۔ کراچی میں شیعوں کا قتل عام کیا گیا۔ لاہور میں ۲۲ مساجد اور امام بارگاہیں جلائی گئیں۔ گلگت میں اہل تشیع کو تہ تیغ کیا گیا اور نجی املاک کو نقصان پہنچایا گیا۔ پھر ڈیرہ اسمٰعیل خاں میں ہمارے دس افراد شہید کیے گیے اور علامہ عارف حسین سیّد طاہر علی شاہ جیسی شخصیتوں کو شہید کیا گیا لیکن آپ یہ بتائیں کہ اتنا جانی و مالی نقصان ہوا لیکن ہم نے کسی کی مسجد، مدرسے یا دینی مرکز کو آگ نہیں لگائی اور نہ کسی کو کافر کہا لیکن مقام افسوس ہے کہ ایک مخصوص شر پسند ٹولہ کافی عرصہ سے ہر بات پر اہل تشیع کے خلاف تکفیر کے نعرے لگا رہا ہے۔ نہ تو کسی سیاست داں نے اس بارے میں آواز اٹھائی نہ حکومت نے اس اشتعال انگیزی کا نوٹس لیا اور نہ کسی اخبار نے آج تک اس بارے میں کوئی اداریہ لکھا۔ میں یہ سمجھتا ہوں کہ اس سلسلے میں سیاست داں حکمران اور پریس اپنی ذمہ داریاں پوری کریں۔ دشمن کی تو کوشش یہ ہے کہ پاکستان فرقہ واریت کی بھینٹ چڑھے اور یہ وطن نہ رہے لیکن ہمارا عہد ہے کہ ان عناصر کی تمام سازشوں کو خاک میں ملادیں گے۔ میں تو یہ عرض کروں گا کہ پورا ملک شرارتی چہروں سے بخوبی واقف ہے کہ یہ وہی لوگ ہیں جو پاکستان کی تشکیل کے بھی خلاف تھے اور قائداعظم جیسی ہستی کو بھی انہوں نے کافراعظم کہا تھا۔ اس سلسلے میں یہ عرض کروں گا کہ پریس کو شیعہ فرقے کے ساتھ سوتیلی ماں والا سلوک نہیں کرنا چاہیئے۔ اسے بھی کلمۂ حق کہنا چاہیئے۔ جب سے جھنگوی کا قتل ہوا ہے اہلِ تشیع کے خلاف ایک رخ اختیار کرلیا گیا ہے جس کی اخبارات حوصلہ افزائی کررہے ہیں حالانکہ ایسا نہیں ہونا چاہیئے۔ اسلام میں الزام تراشی حرام ہے خاص طور پر اخبار کو یہ زیب نہیں دیتا کہ وہ بغیر دلیل و شاہد کے کسی کو موردالزام ٹھہرائیں۔

(سوال): کس اخبار نے اہلِ تشیع کے خلاف لکھا ہے؟ اخبارات میں تو آپ کے بیانات بھی آتے ہیں۔
(جواب): میں خبروں کے بارے میں بھی احتیاط کرنے کے لیے کہہ رہا ہوں۔ مثلاً ایک اخبار میں یہ خبر آئی ہے کہ ایک صاحب نے بیان دیا ہے کہ اہلِ تشیع کے خلاف غیر شیعہ متحد ہو جائیں۔ ہم نے تو آج تک اہلِ تشیع کو کسی کے خلاف متحد ہونے کے لیے نہیں کہا بلکہ ہم تو کہتے ہیں کہ تمام سنی اور شیعہ آپس میں بھائی بھائی ہیں اور جو بھی ان میں تفریق ڈالتا ہے وہ مسلمان ہی نہیں ہے۔ جو لوگ شیعہ کافر کے نعرے لگا رہے ہیں شیعہ بھی انہیں کافر کہنا شروع کر دیں تو پھر مسلمان کون رہے گا۔ آپ دیکھیں کہ رسول تو کافروں کو مسلمان بنانے آئے تھے اور پاکستان کے بعض لوگ مسلمانوں کو کافر قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں۔ میں یہ چاہتا ہوں کہ اخبارات میں جب مختلف مسائل کے بارے میں اداریہ لکھے جاتے ہیں تو اس اہم مسئلے کے بارے میں اخبارات کو ضرور آواز اٹھانی چاہیئے۔ اس موقع پر ان اخبارات کو خراجِ تحسین پیش کرتا ہوں جو بھائی چارے کو فروغ دینے پر زور دیتے ہیں۔ تمام اخبارات کو چاہیئے کہ وہ لسانیت اور فرقہ واریت کے خاتمے کے لیے بھی اپنے کالموں میں خصوصی طور سے لکھیں۔ حال ہی میں گلگت میں ۱۳ رجب کے موقع پر پانچ اہلِ تشیع کو اغواء کر کے شہید کر دیا گیا لیکن کسی اخبار نے اس بربریت کے خلاف آواز نہیں اٹھائی اور کوئی اداریہ نہیں لکھا۔ پاکستان کی تشکیل میں ہمارا خون شامل ہے۔ ہمیں درجہ چہارم کا شہری نہ سمجھا جائے۔ اس زمین پر ہمارا درجہ اوّل کے شہری کا حق ہے۔ ہمارے ساتھ جب بھی ظلم ہوتا ہے اس کے بارے میں ضرور ردِ عمل ہونا چاہیئے ؂

ہم آہ بھی کرتے ہیں تو ہو جاتے ہیں بدنام ۔۔۔ وہ قتل بھی کرتے ہیں تو چرچا نہیں ہوتا

علاوہ ازیں ۲۱ مارچ کو پورے ملک میں جشنِ نوروز کے جلوس برآمد ہوتے ہیں۔ میں حکومت سے مطالبہ کرتا ہوں کہ ان جلوسوں کو تحفظ فراہم کرے۔ جھنگ میں حال ہی میں ہماری امام بارگاہیں اور تبرکات کو نذرِ آتش کیا گیا ہے جو ہمارے لیے ناقابلِ برداشت ہے۔ ہماری شرافت اور صبر و تحمل کو کمزوری نہ سمجھا جائے۔ ہمارا صبر اور خاموشی صرف ملکی بقاء کے لیے ہے۔ ہم نے آٹھ ماہ تک راولپنڈی میں ایجی ٹیشن کیا لیکن کسی ریڑھی یا دکان کو ذرا بھی نقصان نہیں پہنچایا گیا۔ ایک قتل کیس کی آڑ میں عبادت گاہوں کی بے حرمتی کہاں کا اسلام ہے۔ حکومت کو چاہیئے کہ وہ پیمانہ لبریز ہونے سے پہلے شرپسندوں کو لگام دے۔ اس سلسلے میں علماء کرام اور لیڈروں سے کہوں گا کہ وہ اپنے کارکنوں کو قابو میں رکھیں اور کسی کو بُرا نہ کہیں۔ سُنّی شیعہ

نہ صرف پاکستان بلکہ اسلام کے مضبوط بازو ہیں جنہیں مشترکہ دشمن کا ڈٹ کر مقابلہ کرنا ہوگا۔ آپس میں دست د گریباں ہونا کسی کے مفاد میں بھی نہیں ہے۔ ہم ملک میں ہونے والی تخریب کاری اور قتل و غارت گری کی پُرزور مذمت کرتے ہیں اور عہد کرتے ہیں کہ وہ کام کریں گے جس میں پاکستان کی عزت اور عوام کا وقار بلند ہو۔

(روزنامہ مشرق لاہور ۷ مارچ ۱۹۹۰ء)

ساجد نقوی کی پریس کانفرنس

تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے دوسرے قائد مولوی ساجد علی نقوی نے ۲۷ فروری کو اسلام آباد میں پریس کانفرنس سے خطاب کیا ہے۔ اس کا کچھ حصہ جنگ راولپنڈی ۲۸ فروری کی اشاعت میں اور مکمل متن شیعہ ہفت روزہ رضا کار لاہور ۲۳/۱۶ مارچ میں شائع ہوا ہے جس کے بعض اقتباسات حسب ذیل ہیں:

آج میں پنجاب میں فرقہ واریت کی تازہ ترین صورتِ حال کے پس منظر اور مضمرات پر آپ سے تبادلہ خیالات کرنا چاہتا ہوں ــــــ مارشل لاء حکومت نے خاص مقاصد کے حصول کے لیے فرقہ واریت کی سرپرستی کی اور بعض اندرونی اور بیرونی عوامل کے پیش نظر اس ساری مہم کا نشانہ اہلِ تشیع کو بنایا گیا۔ گلگت، پارہ چنار، ڈیرہ اسمٰعیل خان اور کوئٹہ میں شیعہ عوام کا قتل عام کیا گیا۔ لاہور، کراچی، ملتان، سرگودھا، فیصل آباد، بکھر شکارپور اور دیگر درجنوں شہروں میں شیعہ املاک اور عبادت گاہوں پر مسلح حملے کیے گئے۔ پاکستان کی دیواریں نفرت انگیز نعروں سے سیاہ کر دی گئیں، تقریروں اور تحریروں کے وسیع سلسلوں میں غلیظ الزامات اور کفر کے فتوے جاری ہوئے، گلیوں اور بازاروں میں کھلے بندوں شیعہ کافر کے نعرے لگائے گئے، لیکن پاکستان کے شیعہ مسلمانوں نے وحدت المسلمین اور ملک و ملّت کے مفاد میں صبر و تحمل کا دامن ہاتھ سے نہ چھوڑا۔ ہم نے مقامی تھانہ انچارج سے لے کر صدرِ پاکستان اور وزیر اعظم اور وزرائے اعلیٰ تک کو بار بار ان مذموم اور ملک دشمن حرکتوں کی طرف متوجہ کیا اور کہا کہ فرقہ واریت کی اس لہر کو آج ہی روکیں جو زبان اور قلم کے ذریعے شدت اختیار کرتی جا رہی ہے ورنہ کل ملک دشمنوں کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔

(۲) مولانا حق نواز جھنگوی کے قتل کے سلسلے میں نقوی صاحب نے کہا کہ ہم مطالبہ کرتے ہیں کہ جھنگ میں ہونے والے اس حالیہ قتل کی تحقیقات ہائی کورٹ کے ججوں سے کروائے ورنہ اس مقدمہ قتل کی تحقیقات پر ہم اعتماد نہیں کریں گے۔ ہم واضح الفاظ میں کہتے ہیں کہ صوبہ پنجاب کے وزیر اعلیٰ جناب نواز شریف، ان کی انتظامیہ اور پولیس پر ہمیں قطعاً کوئی اعتماد نہیں۔ لہٰذا اگر پنجاب حکومت اس قتل میں ملوث نہیں ہے

ترا سے چاہیئے کہ اس قتل کی تحقیقات ہائی کورٹ کے ججوں سے کروائے اور ایسی تحقیقات کی روشنی میں قاتلوں کو، خواہ وہ کتنے ہی با اثر کیوں نہ ہوں، بلا تاخیر سزا دی جائے۔ یہاں اس بات کا ذکر بھی مناسب ہوگا کہ پنجاب پولیس کا یہ دعویٰ انتہائی غلط اور بے بنیاد ہے کہ انہوں نے قتل کے چاروں ملزموں کو چھاپے مار کر گرفتار کیا ہے حالانکہ صحیح صورتِ حال یہ ہے کہ وہ خود گرفتاری کے لیے پیش ہوئے ہیں۔ چونکہ ان کو ایف آئی آر میں نامزد کیا گیا ہے اس لیے شہری اور قانونی ذمّہ داریوں سے عہدہ برآ ہونے کے لیے وہ قانون کے سامنے پیش ہو گئے۔

(۳) ہم نے گیارہ سال صبر و تحمل کا مظاہرہ کیا کہ شاید جمہوریت کے طلوع کے ساتھ ہی فرقہ واریت کے یہ منحوس سائے اپنے پر سمیٹ لیں گے مگر افسوس کہ ہماری توقعات پوری نہ ہو سکیں۔ لہٰذا اب ہم نے فیصلہ کیا ہے کہ اپنے عقائد، مقدسات اور جان و مال کا دفاع ہم خود کریں گے۔ ریاستی ڈھانچہ اور ادارے اپنی ذمّہ داریاں ادا کرنے میں یکسر ناکام ہو چکے ہیں۔ ہم غیر معیّنہ مدّت کے لیے تشدّد کی یک طرفہ کارروائیوں کے ذریعہ مزید جانی و مالی نقصانات کو برداشت کرنے کے لیے تیار نہیں۔ دفاع ہمارا شرعی، قانونی اور بنیادی حق ہے اور ملّتِ جعفریہ اپنے اس حق کو بھرپور استعمال کرے گی۔ میں شیعانِ پاکستان سے اپیل کرتا ہوں کہ وہ اپنے عقائد دینی شعائر، جان و مال اور آبرو کے تحفظ کے لیے نہایت ہوشمندی کے ساتھ ملک کی سلامتی کے تقاضوں کو ملحوظ رکھتے ہوئے اپنے دفاع کا حق پوری شدّت کے ساتھ استعمال کریں۔ یہاں میں دیوبندی مکتبِ فکر کے سنجیدہ طبقات اور اسلام و مسلمین کے لیے درد رکھنے والے رہنماؤں کو بھی متوجہ کرنا چاہتا ہوں کہ وہ اپنی صفوں میں گھسے ہوئے ایسے تشدّد اور شر پسند عناصر کی حوصلہ شکنی کریں۔ میں سوال کرتا ہوں کہ آخر یہ کونسا اسلام ہے کہ جو لوگوں کے گھروں کو لوٹنے اور جلانے کی اجازت دیتا ہے میں سوال کرتا ہوں رائے عامہ کے راہنماؤں سے کہ آئیں تجزیہ کریں کہ اس قتل اور اس کے نتیجے میں ہونے والے فسادات براہِ راست فائدہ کس کو پہنچا رہے ہیں۔ کہیں یہ مسئلہ کشمیر سے اسلامیانِ پاکستان کی توجّہ ہٹانے کی سازش تو نہیں؟ کہیں یہ ان غیر ملکی ایجنٹوں کا کھیل تو نہیں جو لسانی بنیادوں پر خون کی ہولی کھیل رہے ہیں؟ اور اب پنجاب کو جہنم بنانا چاہتے ہیں۔

(۴) مجھے یقین کامل ہے کہ کراچی، جھنگ، گلگت، لاہور کے واقعات کوئی الگ الگ واقعات نہیں بلکہ ایک منظم منصوبہ بندی کی باہمی طور پر مربوط ایسی کڑیاں ہیں جس کا لازمی مقصد پاکستان کو داخلی طور پر

تباہ کرنے کے علاوہ اور کچھ نہیں۔ مجھے یہ بھی یقین ہے کہ اس سازش کا آخری مرحلہ ایک وسیع خارجی جارحیت کی شکل میں رُونما ہوگا۔

⑤ اس پریس کانفرنس میں نقوی صاحب نے یہ بھی کہا کہ: لیکن ان تمام حقائق کے باوجود پاکستان میں موجود ایک قلیل گروہ اپنے بیرونی آقاؤں کے اشاروں پر شیعوں کو غیر محب وطن اور کافر قرار دے رہا ہے۔ میں یہاں صاف صاف کہتا ہوں کہ ہمیں ان الزامات کی کوئی پرواہ نہیں ہے اور نہ ہی ہم ایسے لوگوں سے اسلام کی سند حاصل کرنا چاہتے ہیں جن کا خود مسلمان ہونا مشکوک ہے اور نہ ہی ہمیں ایسے عناصر سے محب وطن ہونے کا سرٹیفکیٹ حاصل کرنے کی کوئی ضرورت ہے جن کی حب الوطنی کی داستانیں تحریک پاکستان کی تاریخ کا سیاہ باب ہیں

محمد عظیم صدیقی کا بیان

ہفت روزہ اسد لاہور ۱۰ مارچ ۱۹۹۰ء میں وقائع نگار خصوصی محمد عظیم صدیقی کی جو خصوصی رپورٹ شائع ہوئی ہے، اس کے اہم اقتباسات حسب ذیل ہیں۔

① اسلام آباد۔ پاکستان کے بلند پایہ اور شعلہ بیان عالم دین مولانا حق نواز جھنگوی کو جنہیں گذشتہ روز جھنگ میں بڑی بیدردی سے قتل کیا گیا تھا، کے متعلق انتہائی اعلیٰ حلقوں سے یہ عندیہ ملتا ہے کہ یہ کارروائی ہندوستانی انٹیلی جنس "را" کی کارروائی ہے۔

② اس سے قبل ممتاز شیعہ عالم علامہ عارف الحسینی، جو ملک کے ہر مکتب فکر میں یکساں مقبول تھے، کے قتل کے بعد مولانا جھنگوی کو قتل کرکے انہیں شیعہ برادری کے خلاف استعمال کرنے کے لیے "را" کے اعلیٰ دماغ نے منصوبہ بندی کی اور اس کام کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لیے جو انتہائی اعلیٰ تخریب کاروں کو منتخب کیا گیا انہیں اس کام کے عوض انتہائی پرکشش مراعات اور انعامات کا بھی وعدہ کیا گیا تھا۔ مولانا جھنگوی کی نماز جنازہ اور تدفین کے بعد جھنگ شہر میں فسادات کرانے کی غرض سے ایک خوفناک منصوبے کے تحت وہ تخریب کار جھنگ کے ہوٹلوں میں نہیں ٹھہرے تاکہ پولیس کے ہتھے چڑھ سکیں بلکہ اس مقصد کے لیے فیصل آباد اور لاہور میں ٹھہرے اور وہاں سے آتے جاتے رہے۔ اس کام کے بعد یہ تخریب کار اب ملک کے مختلف حصوں میں پھیل گئے ہیں اور اب وہ اپنی مذموم کارروائی کے لیے صوبہ سرحد کا رُخ بھی کرنے والے ہیں۔

(۳) انتہائی اعلیٰ حلقوں سے پتہ چلا ہے کہ وفاقی حکومت نے سیکورٹی ایجنٹوں کو ہدایت کی ہے کہ وہ مذہبی شخصیات کی حفاظت کے لیے خصوصی انتظامات کرے کیونکہ "را" اپنی آئندہ کارروائیوں کے لیے دوسری اہم شخصیتوں کو بھی نشانہ بنا سکتی ہے الخ۔

تبصرہ مولانا حق نواز شہید مرحوم کے سانحہ کے سلسلے میں ہم نے سیاسی علماء، زعماء اور صحافیوں کے بیانات درج کر دیے ہیں جس کے پیشِ نظر قارئین حضرات کسی نتیجہ پر پہنچ سکتے ہیں۔ ہم نے خصوصاً نفاذ فقہ جعفریہ کے دونوں دھڑوں کے سربراہوں کی پریس کانفرنسوں کے ضروری اقتباسات بھی نقل کر دیے ہیں۔ ان دونوں سربراہوں نے اپنی مظلومیت کا رونا تو رویا ہے لیکن بعض حقائق کو یکسر نظر انداز کر دیا ہے۔ ان شیعہ زعماء کا یہ دعویٰ محلِ نظر ہے کہ پاکستان میں اور خصوصاً صدر ضیاء الحق مرحوم کے گیارہ سالہ دَورِ حکومت میں شیعوں پر مظالم ڈھائے گئے ہیں۔ یہاں تفصیل کا تو موقع نہیں لیکن حسب ذیل معروضات سے حقیقت کا انکشاف ہو جاتا ہے۔

(۱) صدر ضیاء الحق کے دَور میں محرم کی دو چھٹیاں کر دی گئیں حالانکہ پہلے صرف دس محرم کی ایک ہی چھٹی ہوتی تھی۔

(۲) ۱۹۸۰ء میں شیعہ مطالبات منوانے کے لیے مفتی جعفر حسین کی قیادت میں باوجود حکومت کی مخالفت کے شیعہ لاکھوں کی تعداد میں اسلام آباد میں جمع ہوئے۔ احتجاجی مظاہرے کیے حتیٰ کہ سیکرٹریٹ کا گھیراؤ کر لیا۔ پولیس کے آدمیوں کو زخمی کیا۔ اس وقت کے مذہبی امور کے وزیر کی کارروکی۔ اس کو دھمکیاں دیں۔ صدر ضیاء الحق پر لعن طعن کی بوچھاڑ کی کیا یہ تحت شیعہ کا پُرسکون مظاہرہ تھا؟ لیکن اس کے باوجود صدر مرحوم نے صبر و تحمل سے کام لیا۔

(۳) ۶ر جولائی ۱۹۸۵ء میں تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے سابق صدر عارف الحسینی کے پروگرام کے تحت کوئٹہ میں شیعوں نے اپنی جنگی طاقت کا مظاہرہ کیا۔ پولیس والوں کو قتل اور زخمی کیا۔ ان کی گردنیں کاٹ کر ان کے سروں کو ماتمی علموں پر لٹکایا، سکول کی طالبات کی بے عزتی کی۔ اس میں قریباً دو سو ایرانی مسلح شیعہ بھی شریک ہوئے حتیٰ کہ فوج نے آکر کنٹرول کیا اور جدید بھاری اسلحہ برآمد کیا۔ پھر بھی صدر ضیاء الحق نے ایرانی تخریب کاروں کو بغیر کسی انتقام کے واپس ایران بھیج دیا۔

(۴) صدر ضیاء الحق کے دَور میں ماتمی جلوسوں میں بہت زیادہ اضافہ ہوا۔ محرم اور چہلم میں ملک بھر

میں ہزاروں ماتمی جلوس اپنی پوری ہنگامہ آرائی کے ساتھ برآمد ہوتے ہیں اور پولیس یا فوج ان کی حفاظت کرتی ہے۔ پبلک کاروبار معطل ہو جاتے ہیں۔ سرکاری کچہریاں اور عدالتیں ماتمی جلوس کے موقع پر ویران نظر آتی ہیں اور قوم کا کروڑوں روپیہ حکومت کی طرف سے ماتمی جلوس کی نذر ہو جاتا ہے۔

۵ موجودہ ایرانی انقلاب کے بانی خمینی صاحب نے اپنے خطبہ محرم میں واضح کر دیا کہ یہ ماتمی جلوس سیاسی ہیں۔ چنانچہ لکھا:

"شاید یہ لوگ خیال کرتے ہیں کہ یہ صرف ایک گریہ ہے۔ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہمارا یہ گریہ سیاسی، اجتماعی اور نفسیاتی مسئلہ ہے ـــــ عاشورے کے دن جو ہمارے جلوس نکلتے ہیں ان کے بارے میں یہ خیال نہ کریں کہ اس کو ہم لانگ مارچ سے تعبیر کرتے ہیں۔ یہ جلوس مارچ ہیں جو سیاسی تقاضوں کے مطابق ہیں۔ یہ شعائر سابقہ روایات کی طرح بلکہ اس طرح سے بہتر طریقے پر منائیں۔ وہی سینہ زنی، وہی نوحے، وہی گریہ ہول اور یہی ہماری کامیابی کا راز ہے۔ سیدالشہداء کی مصیبت کے بارے میں جو ہم آہنگی پائی جاتی ہے، یہ دنیا میں سب سے بڑی سیاسی طاقت ہے الخ"

(ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم تا ۸ جنوری ۱۹۸۰ء)

زکوٰۃ آرڈیننس صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق نے جب زکوٰۃ و عشر آرڈیننس نافذ کیا تو شیعوں نے اس کی مخالفت کی۔ چنانچہ شیعہ مجتہد مفتی جعفر حسین صاحب نے اسلامی نظریاتی کونسل سے استعفےٰ دیتے ہوئے یہ بیان دیا کہ:

اسلامی نظریاتی کونسل کے سامنے ابھی تک دو ایسے مسائل پیش ہوئے ہیں جن میں شیعہ سُنی نظریات میں اختلاف ہے۔ ایک مسئلہ زکوٰۃ اور دوسرا چور پر حد جاری کرنے یعنی ہاتھ کاٹنے کے بارے میں۔ مولانا مفتی جعفر حسین نے کہا کہ فقہ جعفریہ کے مطابق نو ۹ چیزوں پر زکوٰۃ واجب ہے۔ سونے چاندی اور نوٹوں پر زکوٰۃ نہیں بلکہ سکوں پر ہے اور پھر یہ کہ شیعوں سے زکوٰۃ پر وصول شدہ رقم شیعوں پر ہی صرف ہو سکتی ہے۔ عشر بھی زمین پر سرے سے واجب نہیں۔ یہ صرف اس سرکاری زمین پر ۱/۲ فیصد لگتی ہے جو مزارعین کو پٹہ پر دی جاتی ہے۔ چور کے چوری کرنے پر بائیں ہاتھ کی چار انگلیاں کاٹی جاتی ہیں۔ (بحوالہ روزنامہ مشرق لاہور ۱۴ فروری ۱۹۷۹)

صدر ضیاء الحق نے بڑی کوشش کی لیکن اہلِ تشیع نے زکوٰۃ دینا تسلیم نہ کیا اور آخر کار مرحوم سلطان کو

زکوٰۃ آرڈی ننس سے مستثنیٰ کر دیا اور اس وجہ سے کئی اہل سنت نے بھی زکوٰۃ سے بچنے کے لیے شیعہ فارم پُر کر دیے۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ یہ صدر ضیاء الحق کی سنگین شرعی غلطی تھی لیکن شیعوں کو تو اس کا یہ احسان بھولنا نہیں چاہیے۔ جنرل ضیاء الحق نے شیعہ مطالبات پر غور کرنے کے لیے سُنّی شیعہ علماء پر مشتمل ایک سٹینڈنگ کمیٹی (مجلس قائمہ) بھی قائم کی تھی جس کے ایک اجلاس میں شرکت کے بعد مفتی جعفر حسین صدر انجمن نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان اس کمیٹی سے بھی مستعفی ہو گئے اور تحریک نفاذ فقہ جعفریہ ملک بھر میں شروع کر دی اور اسی سلسلے میں انہوں نے اسلام آباد کے گھیراؤ کا منصوبہ تیار کیا جس کا ذکر پہلے گزر چکا ہے۔

خامنائی کا دورۂ پاکستان

سابق صدر ایران خامنہ ای نے (جو اب خمینی کے بعد رہبر اور سرپرست ہیں) جنوری میں پاکستان کا چار روزہ دورہ کیا تھا۔ وہ ۱۲ جنوری کو اسلام آباد ایئرپورٹ پر اترے تو حکومتِ پاکستان نے ان کو ۲۱ توپوں کی سلامی دی۔ پھر ۱۵ جنوری کو جب وہ لاہور ایئرپورٹ پر اترے (اور ان کے ساتھ صدر پاکستان جنرل محمد ضیاء الحق بھی تھے) تو شیعوں نے بڑی تعداد میں ان کا استقبال کیا اور جہاں انہوں نے ایران زندہ باد کے نعرے لگائے وہاں ضیاء الحق مردہ باد کے بھی نعرے لگائے۔ چنانچہ اخباری رپورٹ درج ذیل ہے:

شیعہ حضرات کا ہجوم جس نے سڑک روک رکھی تھی اور سڑک پر دو رویہ بھی ایئرپورٹ سے اَپر مال تک ٹولیوں میں موجود تھے صدر خامنہ ای اور ایران کے حق میں نعرے لگا رہے تھے جبکہ وہ صدر ضیاء الحق مردہ باد، وزیر اعظم محمد خان جونیجو مُردہ باد۔ امریکہ مُردہ باد۔ امریکی کتے ہائے ہائے کے نعرے لگا رہے تھے۔ بعد ازاں یہ حضرات جب بسوں پر سوار ہو کر واپس اپنے گھروں کے لیے روانہ ہوئے تو جدھر سے گزرتے رہے حکومتِ پاکستان، صدر ضیاء الحق اور وزیر اعظم جونیجو کے خلاف اشتعال انگیز اور توہین آمیز نعرے لگاتے رہے۔

(نوائے وقت راولپنڈی ۱۶ جنوری ۱۹۸۶ء)

(۲) صدر ایران خامنائی سے ملاقات کے لیے ایرانی سفیر نے متعدد علماء کو دعوت دی۔ ۱۳ جنوری کو قریباً ایک سو علماء خامنائی کی ملاقات کے لیے جمع ہوئے جن میں اکثریت شیعہ علماء کی تھی۔ اس اجتماع میں سید اسعد گیلانی (مودودی جماعتِ اسلامی کے سابق ایم این اے) بھی تھے۔ بریلوی مکتب فکر کے ایک عالم قاضی اسرار الحق صاحب بھی تھے۔ اس ملاقات کی اخباری رپورٹ بعنوان "جھلکیاں" حسب ذیل ہے:

اجلاس میں بار بار جو نعرے بلند کیے جاتے رہے وہ یہ تھے۔ مُردہ باد امریکہ، مُردہ باد روسیہ، مُردہ باد

اسرائیل۔ مُردہ باد دشمن ولایت فقیہ۔ نعرہ حسینی۔ رہبر خمینی۔ ای الٰہی تا انقلاب مہدی۔ زندہ رہے خمینی۔
صلوات بر آل محمد۔ صلوٰۃ بر امام خمینی۔ علامہ عارف حسین اور ان کے بعض ساتھیوں نے ایک خون سے لکھا ہوا کتبہ
ایرانی صدر کی آمد پر انہیں پیش کیا جبکہ سید اسعد گیلانی نے اپنی کتاب "سفر نامہ ایران" صدر ایران کو پیش کی۔
اثنا عشری عالم صفدر حسین نجفی نے اپنی تقریر میں حکومتِ پاکستان اور صدر ضیاء الحق کا براہِ راست نام لیے
بغیر دو نو پر محاکاتی انداز میں تنقید کی اور ایران کی حکومت کو زبردست خراجِ عقیدت پیش کیا۔ انہوں نے کہا کہ
جو منافق تھے وہ بس باتیں ہی کرتے رہے اور آخر کار یہ کہہ دیا کہ ہم دین کے نفاذ میں ناکام ہو گئے مگر جو
مومنین تھے انہوں نے پہلے ہی روز سے مکمل اسلام نافذ کر کے دکھا دیا اور یہ ایسا کارنامہ ہے جس کے لیے
ہمارا امام ہر تہنیت اور تحسین کا سزاوار ہے۔ ان کی تقریر کے بعد حاضرین کی جانب سے ایک نیا نعرہ بلند ہوا
اور وہ یہ تھا — دشمن دین متین۔ منافقین منافقین۔ منافقین" (نوائے وقت راولپنڈی ۱۴ جنوری ۸۵ء)
خامنائی کی آمد پر صدر ضیاء الحق کی موجودگی میں ایئرپورٹ پر شیعوں کا ضیاء الحق مُردہ باد کے نعرے لگانا
اور خامنائی کے اجلاس میں منافقین منافقین کا طعنہ دینا یہ کوئی معمولی اشتعال انگیزی نہیں ہے لیکن
صدر ضیاء الحق مرحوم نے بڑے حوصلہ سے برداشت کیا اور شیعوں کے خلاف کوئی انتقامی کارروائی
نہیں کی لیکن اس کے باوجود بھی تحریک نفاذ فقہ جعفریہ کے دونوں سربراہ ساجد نقوی صاحب اور حامد موسوی
صاحب صدر ضیاء الحق کے دَور کو گیارہ سالہ ظالمانہ دَورِ آمریت قرار دیتے رہے ہیں۔ علاوہ ازیں صدر
ضیاء الحق کے دَور میں شیعہ مصنفین نے کھُل کر اپنی تصانیف میں صحابہ کرامؓ۔ امہات المومنین اور خلفائے
راشدین رضؓ کے خلاف زہر اگلا ہے لیکن صدر ضیاء الحق مرحوم نے صحابہ آرڈیننس کے باوجود کسی شیعہ مصنف
پر ہاتھ نہیں ڈالا۔ یہ اس کی کمزوری تھی یا شیعوں کے ساتھ رواداری کرنے کی ایک پالیسی۔ بہرحال ضیاءُ
دَور میں شیعیت کو تقویت ہی ملی۔ اس کے باوجود اگر وہ اپنی مظلومیت کا اظہار کرتے رہے ہیں تو یہ
ان کی مخصوص سیاست کا ایک اہم حصہ ہے۔

حج ۱۴۰۷ھ اور سانحہ مکہ مکرمہ

چند سالوں سے ایرانی شیعہ حج کے بہانے ہزارہا کی تعداد
میں حرمین شریفین میں سیاسی مظاہرے کرتے رہے
ہیں اور ۱۴۰۶ھ میں بھی ہنگامہ خیز مظاہرے کئے تھے حتیٰ کہ ان کے تھیلوں سے قریباً ڈیڑھ سو کلو دھماکہ خیز
مواد بھی برآمد ہوا تھا لیکن خادم الحرمین الشریفین شاہ فہد نے اپنی وسعت قلبی کی بنا پر ان سے مؤاخذہ نہیں

کیا بلکہ حکومت کی طرف سے اس بات کو صیغہء راز میں رکھا گیا۔ اس سے ایرانیوں کے حوصلے بڑھ گئے اور ۱۴۰۷ھ میں انہوں نے ڈیڑھ لاکھ سے زیادہ تعداد میں ایامِ حج میں اجتماع کیا جس میں فوجی افسر اور گوریلے کثیر تعداد میں شامل تھے۔

حج سے پہلے ایرانیوں نے مدینہ منورہ میں زبردست سیاسی مظاہرہ کیا لیکن حکومت نے ان پر کوئی گرفت نہ کی پھر انہوں نے مکہ مکرمہ میں ایک خاص منصوبہ کے تحت ہنگامہ آرائی کی۔ چنانچہ ہفت روزہ حرمت (اسلام آباد) میں جو خصوصی رپورٹ شائع ہوئی ہے اس کے اہم اقتباسات درج ذیل ہیں:

(۱) ۳۱ جولائی ۱۹۸۷ء مطابق ۶ ذی الحجہ ۱۴۰۷ھ جمعہ کا مبارک دن تھا۔ چونکہ ۲۹ جولائی سعودی عرب میں حج کے لیے آنے والوں کی آخری تاریخ تھی لہٰذا تمام عازمینِ حج نے جمعہ کی نماز حرم شریف میں ادا کی۔ اس وقت یہ بات کسی کے خواب و خیال میں بھی نہ تھی کہ اس جمعہ کے مُبارک دن اور حُرمت والے مہینے میں تھوڑی ہی دیر کے بعد حرم شریف سے چند گز دُور ایسا افسوسناک واقعہ رُونما ہوگا جو پوری امتِ اسلامیہ کو خون کے آنسو رُلا دے گا۔ ۶ ذوالحجہ کا یہ واقعہ حرم شریف سے چند گز دُور مرکزی پوسٹ آفس کے پاس ہوا۔ جبکہ عصر کی نماز ہونے والی تھی کہ مختلف راستوں سے ایرانی حجاج اپنے روحانی پیشوا امام خمینی اور شریعت مدار کی بڑی بڑی تصویروں کے ہمراہ اور سُرخ اور سبز رنگ کے بڑے بڑے بینروں کے ساتھ اپنے اپنے علاقوں اور بلڈنگوں سے باہر نکل کر اس مرکزی شاہراہ پر چلنا شروع ہوئے۔ ہر گروپ کے ہمراہ کچھ ایسے افراد تھے جن کے بازوؤں پر سرخ پٹیاں بندھی ہوئی تھیں ——— رفتہ رفتہ اکٹھا ہونے والے ہزاروں افراد میں سے بعض نے تیزی کے ساتھ کھمبوں پر چڑھ کر ایرانی لیڈروں کی تصویریں آویزاں کر دیں۔

(۲) جب عصر کی نماز کے بعد یہ جمِ غفیر ایک بہت بڑے جلوس کی شکل میں چلنا شروع ہوا تو سعودی سیکیورٹی فورسز کے جوان اور دوسرے اعلیٰ حکام بھی اس موقع پر موجود تھے ——— پُرجوش تقریروں اور جذباتی نعروں کے بعد تقریباً چھ بجے انہوں نے اس راستہ پر چلنا شروع کر دیا جو حرم شریف کی طرف جاتا ہے۔ تقریباً ایک کلومیٹر تک امن وامان برقرار رکھنے کے ذمّہ دار حکام اور سیکیورٹی فورسز کے جوان ان کے ہمراہ چلتے رہے لیکن جب فاصلہ حرم شریف کی طرف کم ہونا شروع ہوا تو سیکیورٹی فورسز کے حکام نے جلوس کے لیڈروں سے کہا کہ اب اس سے آگے جانا ٹھیک نہیں ہوگا۔ اس پر جلوس کے لیڈروں نے وعدہ کیا کہ وہ حرم شریف کے قریب ہو کر جلوس منتشر کر دیں گے۔ ساڑھے چھ بجے وہ اس جگہ پہنچے جہاں سے

سیکیورٹی فورسز نے ان کو ہر قیمت پر آگے جانے سے منع کر دیا کیونکہ اگر اس جگہ پر بھی سعودی فورسز مداخلت نہ کرتے تو وہ لوگ اس جگہ پہنچ گئے تھے جہاں سے وہ سیدھے حرم شریف میں داخل ہو جاتے اور جیسا کہ بعد میں معلوم ہوا ان کا منصوبہ یہی تھا کہ وہ حرم شریف میں داخل ہوتے۔ جب سعودی فورسز کے جوانوں اور افسروں نے دوبارہ ان کو سمجھانا شروع کر دیا کہ اس سے آگے جانا مناسب نہیں ہے اور آپ کو اپنے وعدے کے مطابق جلوس منتشر کر دینا چاہیئے — وہ مظاہرین کو نہایت نرمی سے سمجھاتے رہے لیکن جواب میں ان کو لکڑی کے ڈنڈے، پتھر اور چاقو نظر آنے لگے۔ پھر دیکھتے ہی دیکھتے سیکیورٹی فورسز کے ایک دو جوانوں کو چاقو کے ایسے گہرے زخم آئے کہ وہ چکرا کر گر گئے۔ سعودی فورسز کے حکام کے صبر کا پیمانہ لبریز ہو گیا تو انہوں نے اعلیٰ حکام سے فوری طور پر وائرلیس کے ذریعے احکامات وصول کرنا شروع کر دیے۔ جب اعلیٰ حکام کو بتایا گیا کہ ایرانی مظاہرین ہر قیمت پر حرم شریف کے اندر داخل ہونے پر تلے ہوئے ہیں تو انہوں نے واضح ہدایت جاری کر دی کہ جلد از جلد اس ہنگامے کو ختم کیا جائے۔ یہ احکامات ٹھیک چھ بج کر چالیس منٹ پر جاری ہوئے اور سات بج کر دس منٹ پر تمام جلوس منتشر ہو چکا تھا۔ اس نصف گھنٹے کی کارروائی میں چار صد دو (۴۰۲) افراد ہلاک ہوئے جس میں سعودی فورسز کے جوان، غیر ملکی عازمین حج اور ایرانی باشندے شامل تھے۔ مرنے والوں کی زیادہ تر تعداد ان عمر رسیدہ خواتین اور مجمع کے اندر پھنسے ہوئے لوگوں کی تھی جو بھگدڑ میں پیروں تلے کچلے گئے۔ مرنے والوں میں ۸۵ سعودی فورسز کے جوان اور سعودی باشندے جن میں سے اکثریت کو زیادہ تر زخم چاقو چھری اور سر پر آہنی سلاخوں کی شدید ضربات سے آئے۔ ۴۲ افراد دوسرے ممالک سے آئے ہوئے حجاج تھے۔ ان کو بھی زیادہ تر زخم چاقو اور چھری کے وار سے آئے۔ ۲۷۵ ایرانی تھے جن میں زیادہ تر خواتین اور بوڑھے حجاج ہیں۔ یہ لوگ بھگدڑ میں پاؤں تلے بری طرح کچلے گئے۔

(۴) ۳ اگست کو دو بجے دن جب حجاج کرام عرفات کے میدان میں جمع تھے اور حج کا ایک اہم رکن ادا کر رہے تھے عین اس وقت سعودی ٹیلی ویژن پر وہ فلم دکھائی جا رہی تھی جس میں ایرانی حجاج مبینہ طور پر ۱۹۵ کلو دھماکہ خیز اور تخریبی مواد لاتے نظر آ رہے تھے۔

لبیک یا خمینی

ایرانی عازمین حج نے بھگدڑ کے دوران جو سامان اپنے پیچھے چھوڑا اس میں چاقو چھریاں، پوسٹر پمفلٹ اور امام خمینی کی تصویر تو خیر عام سی بات ہے لیکن اس سامان میں سے ایسی دستی گھڑیاں بھی دستیاب ہوئی ہیں جن کے ڈائل پر لبّیک یا خمینی

نہایت جلی عبارت میں درج تھا حالانکہ حج کے موقعہ پر کروڑوں عازمین کی زبان پر صدیوں سے یہی ایک ایمان افروز جملہ ہوتا ہے۔ لَبَّيْكَ اَللّٰهُمَّ لَبَّيْكَ۔ یہ تبدیلی کیوں کی گئی اور اس کے پیچھے کیا مقاصد کارفرما تھے یہ امر ہنوز سربستہ راز ہے۔ معلوم ہوا ہے کہ یہ گھڑیاں ایرانی حکومت نے اپنے حج مشن کے توسط سے حجاج کو فروخت یا تقسیم کی تھیں الخ (ہفت روزہ حرمت اسلام آباد ۴ تا ۱۰ ستمبر ۱۹۸۷ء) سانحۂ مکہ کی مزید تفصیلات مدرسہ اظہار الاسلام چکوال کی سالانہ روداد از یکم رجب تا جمادی الثانی ۱۴۰۸ھ میں قابلِ مطالعہ ہیں۔

حج ۱۴۱۰ھ گذشتہ سال ۱۴۱۰ھ کے ایام حج میں مکہ معظمہ میں دو تین دھماکے ہوئے تھے جن کے اڑھائی ماہ بعد مجرم پکڑے گئے تھے جن کے سعودی حکومت نے سر قلم کر دیے تھے۔

چنانچہ اخباری رپورٹ حسبِ ذیل ہے:

سعودی حکومت نے مکہ معظمہ میں حج کے موقعہ پر بم نصب کرنے کے الزام میں کویت کے ۱۶ باشندوں کو سزائے موت اور چار کو قید اور کوڑوں کی سزا دی ہے۔ وائس آف امریکہ کے مطابق سعودی عرب کی سرکاری پریس ایجنسی نے وزارتِ داخلہ کے ایک بیان کے حوالہ سے کہا ہے کہ جن لوگوں کو سزائے موت دی گئی ہے ان میں دس ایرانی النسل کے تھے، تاہم یہ تمام ۱۶ کویتی باشندے تھے اور شیعہ مسلمان تھے۔ جمعرات کے روز مکہ میں ان کے سر قلم کر دیے گئے ——— سعودی حکومت کا کہنا ہے کہ ان ۱۶ مبینہ مجرموں نے اسلامی عدالت میں سماعت کے دوران اقرارِ جرم کیا تھا۔ (جنگ راولپنڈی ۲۲ ستمبر ۱۹۸۹ء)

اور نوائے وقت ۲۷ ستمبر ۱۹۸۹ء میں یہ خبر شائع ہوئی ہے کہ: ایران نے مکہ مکرمہ میں دھماکوں کے الزام میں سر قلم کیے گئے ۱۶ کویتی شیعہ رہنماؤں کے سوگ میں تعزیتی تقریب جمعرات کو تہران کے بہشت زہرا قبرستان میں امام خمینی کے مزار پر منعقد کرنے کا فیصلہ کیا ہے۔ پارلیمنٹ کے سپیکر مہدی کروبی نے ایرانیوں سے اس تقریب میں شرکت کی اپیل کرتے ہوئے کہا کہ یہ کویتی مجرم نہیں شہید ہیں۔

منقولہ بالا واقعات وحالات سے ثابت ہوتا ہے کہ دَورِ حاضر کے شیعہ تشدد اور قتل وقتال کی پالیسی پر گامزن ہیں اور وہ پاکستان کو بھی ایران بنانا چاہتے ہیں اور مولوی ساجد نقوی کا یہ بیان خلافِ حقیقت ہے کہ ہم نے گیارہ سال صبر وتحمل کا مظاہرہ کیا ہے الخ۔

جھنگوی کے قاتل کون ہیں سابقہ اخباری بیانات سے واضح ہوتا ہے کہ اسلامی جمہوری اتحاد

(آئی جے آئی) اس قتل کا الزام پیپلز پارٹی پر لگاتے ہیں اور پیپلز پارٹی آئی جے آئی کو اس کا ملزم ٹھہراتی ہے اور عابدہ حسین اور دوسرے شیعہ زعمار یہ بیان دے رہے ہیں کہ یہ قتل بھارت کی تنظیم "را" کے منصوبہ کے تحت ہُوا ہے۔

لیکن واقعات کے پیش نظر ہمارا تجزیہ یہ ہے کہ یہ قتل سیاسی نوعیت کا نہیں ہے کیونکہ مولانا حق نواز شہید مرحوم کوئی سیاسی شخصیت نہیں تھے۔ اگر تخریب کار پنجاب میں فسادات کرانا چاہتے تو دو بڑے دھڑوں میں سے کسی سیاسی شخصیت کو نشانہ بناتے۔ دراصل مولانا جھنگوی مرحوم کا یہ قتل مذہبی بنیاد پر ہُوا ہے اور قاتل اور منصوبہ باز غالباً وہی لوگ ہو سکتے ہیں جن کی جارحیت کے خلاف مرحوم عمومی اجتماعات میں تقریریں کرتے تھے۔

(۲) یہ بات بھی خاص طور پر قابلِ غور ہے کہ ظفر عباس ایم پی اے نے ایسے پوسٹر شائع کئے تھے جن میں مرحوم کے قتل کی ترغیب دی گئی اور قاتل کے لیے انعام مقرر کیا گیا تھا جیسا کہ کرنل اکرام اللہ کی تجزیاتی رپورٹ اور جمعیۃ علماءِ اسلام (فضل الرحمٰن گروپ) صوبہ پنجاب کے صدر مولانا امیر حسین شاہ گیلانی کے بیان سے ظاہر ہوتا ہے۔

(۳) اہلِ تشیع کے مذہبی جرائد و اخبارات بھی مولانا جھنگوی مرحوم کے خلاف اشتعال انگیز بیانات دیتے رہے ہیں چنانچہ (۱) ہفت روزہ اسد لاہور نے بعنوان "حق نواز جھنگوی کی فتنہ انگیزی" ایک مستقل اداریہ لکھا ہے جس کے اقتباسات حسبِ ذیل ہیں (ا) حق نواز جھنگوی کا تعلق اس گروہ سے ہے جس نے آج تک پاکستان کے وجود کو صدق دل سے تسلیم نہیں کیا کیونکہ اس گروہ نے قیامِ پاکستان کے وقت اس کی کھل کر مخالفت کی تھی (ب) ملاّں حق نواز جھنگوی نے ایک تخریب کار جماعت "سپاہ صحابہؓ" کی بنیاد رکھی جس کا واحد مقصد یہ ہے کہ پاکستان میں فرقہ واریت کو ہوا دی جائے تاکہ اس ملک میں خانہ جنگی کی صورت پیدا کی جائے اور ملک کے حصّے بخرے ہو جائیں (ج) ہم حق نواز جھنگوی اور ان کے فسادی ٹولے کو انتباہ کرتے ہیں کہ وہ تخریب کاری سے باز آجائیں ورنہ پاکستان کے عوام انہیں واپس ان کے آقاؤں کے پاس دھکیل دیں گے۔" (ہفت روزہ اسد لاہور ۱۸ دسمبر ۱۹۸۹ء)

(۲) بعنوان "حق نواز جھنگوی کو کھلا چیلنج" لکھتے ہیں: ہم ایک عرصے سے آپ کی ہفوات سن رہے ہیں۔ خیال تھا کہ آپ شاید سنبھل جائیں مگر دن بدن شتر بے مہار کی طرح اپنی مذموم روش میں تیزی ہی اختیار

کیے جا رہے ہیں ۔ ہماری خاموشی محض وطن عزیز اور ملت اسلامیہ کے وسیع تر مفاد کے پیش نظر رہی جس سے آپ ناجائز فائدہ اٹھاتے رہے اور "کافر کافر شیعہ کافر" کی اسلام سوز نعرہ بازی سے اپنی دکان چمکاتے رہے ۔ آپ کے مبلغ علم سے بھی ہم خوب واقف ہیں کہ آپ اپنے مسلمات سے قطعاً نابلد ہیں لیکن آپ کی اس حقیقت کو عریاں کرنے کے لیے اب ہم مجبور ہیں اور آپ کو چیلنج کرتے ہیں کہ اصول مناظرہ کے تحت شرائط طے کر کے میدان میں آئیے ۔ موضوع "ایمان اور اسلام" ہوگا پھر دنیا دیکھ لے گی کہ تمہارا ایمان و اسلام ثابت ہوگا یا شیعہ کا ۔" سید بشیر حسین بخاری ۔ صدر مرکز تحقیقات اسلامیہ بلاک ۲۰ سرگودھا

(ہفت روزہ "اسد" لاہور ۸ جون ۱۹۸۹ء)

(۳) تحریک نفاذ فقہ جعفریہ پاکستان ضلع خوشاب کے جنرل سیکرٹری ممتاز حسین بھٹی اور ضلعی سیکرٹری نشر و اشاعت ملک غلام عباس نے اپنے مشترکہ بیان میں کہا کہ ہم مسلمانوں کے درمیان نفرت پیدا کرنے والے اسلام دشمن عناصر کو اپنے مذموم مقاصد میں کامیاب نہیں ہونے دیں گے ۔ ہم بخوبی آگاہ ہیں کہ کچھ عرصہ سے ایک منظم سازش سے پورے ملک میں چند مفاد پرست نام نہاد مولوی ملت اسلامیہ کے درمیان تفرقہ کی فضا پیدا کرنے میں مصروف ہیں اپنی تقاریر میں غلیظ زبان استعمال کرتے ہوئے کبھی کافر کافر سنی کافر اور کبھی کافر کافر شیعہ کافر کے نعرے لگا کر حقیقی مسلمانوں کے جذبات مجروح کر رہے ہیں ۔ انہوں نے کہا کہ مسلمانوں کو کافر کہنے والے خود تو کافر ہو سکتے ہیں مگر اسلام کے ٹھیکیدار نہیں بن سکتے ۔ انہوں نے گڑھ مہاراجہ ضلع جھنگ میں ایک شرپسند مولوی کی تقریر کی پُر زور مذمت کی اور حکومت پنجاب کو اس واقعہ کا ذمہ دار قرار دیتے ہوئے کہا کہ پنجاب کی حکومت مسلمانوں کو آپس میں دست و گریباں کرنے کے لیے ایسے نام نہاد مولویوں کی سرپرستی کر رہی ہے ۔ ہم حکومت پنجاب کو متنبہ کرتے ہیں کہ وہ ایسی ملک دشمن حرکات سے باز رہے ورنہ اس اختلافات کی آگ میں خود بھی جلے گی ۔" (ہفت روزہ "اسد" لاہور ۲/۱ فروری ۹۰ء)

(۴) ہفت روزہ "شیعہ" میں بعنوان "عظمت اہل بیت کے منکروں سے جہاد کیا جائے گا" لکھا ہے کہ :۔ منتظر شیعہ آرگنائزیشن بھکر کے صدر صابر حسین نے ملک میں بڑھتی ہوئی فرقہ دارانہ کشیدگی کی سخت مذمت کی ہے اور کانگریسی ایجنٹوں حق نواز جھنگوی اور منظور چنیوٹی کی ملت جعفریہ کے خلاف بے بنیاد الزامات کی سخت مذمت کی ہے ۔ صابر حسین حیدری نے کہا ۔ یہ درباری ملاں پاکستان کے امن و امان کو تباہ کرنا چاہتے ہیں اور غیر ملکی آقاؤں کے اشارہ پر شیعہ سنی بھائیوں کو لڑانا چاہتے ہیں MSQ کے

کے جیالے نوجوان نجدی ملاؤں کی اسلام دشمن حرکتوں کے خلاف جدوجہد جاری رکھیں گے۔ انہوں نے حکومت سے مطالبہ کیا کہ وہ فرقہ وارانہ تنظیم "سپاہ صحابہؓ" پر پابندی عائد کرے۔ انہوں نے کہا کہ ہم محمدؐ وآلِ محمدؐ کے غلام ہیں۔ ہماری ناصبیت کے خلاف جدوجہد جاری رہے گی۔ انہوں نے کہا کہ جو بھی یا علی مدد اور عظمت اہل بیت کا منکر ہوگا ہمارا اس کے خلاف جہاد جاری رہے گا"۔

(ہفت روزہ شیعہ لاہور یکم فروری ۱۹۹۰ء)

تبصرہ: صابر حسین کے اس بیان سے شیعہ عزائم بے نقاب ہو جاتے ہیں۔ غالباً ان کے جہاد کا پہلا ہدف مولانا حق نواز جھنگوی شہید ہی بنے ہیں۔

④ سنی شیعہ بھائی بھائی کیسے بن گئے جبکہ شیعوں نے ملّتِ اسلامیہ سے اپنا کلمہ بھی جدا بنا لیا ہے۔ ہر سنی مسلمان یہ عقیدہ رکھتا ہے کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت عثمان ذوالنورینؓ اور حضرت علی المرتضیٰؓ رضی اللہ عنہم چاروں برحق خلیفہ ہیں۔ لیکن شیعہ پہلے تین خلفائے راشدینؓ کی خلافت راشدہ بلکہ ان کے ایمان و اخلاص کے ہی منکر ہیں العیاذ باللہ۔ تو پھر شیعہ کس سنی مسلمان کے بھائی بن سکتے ہیں؟ کیا وہ حضرت علی المرتضیٰؓ کو باقی تین خلفاء راشدینؓ کا دینی اور ایمانی بھائی تسلیم کرتے ہیں (بشرطیکہ تقیہ نہ کریں)

⑤ ہفت روزہ شیعہ لاہور کے ایڈیٹر بعنوان "ایک نیا ڈرامہ" لکھتے ہیں۔ حکومت پنجاب کی توجہ کافی عرصہ سے اس امر کی طرف منعطف کرائی جاتی رہی ہے کہ انتظامیہ مولوی حق نواز جھنگوی پر نظر رکھے جو ملک میں فرقہ وارانہ فسادات کے لیے اپنی زندگی وقف کر چکا ہے۔ بعض کو فسادات کرانے کے فن میں یدطولیٰ حاصل ہوتا ہے — آج کل اس میدان میں مولوی جھنگوی دندناتے پھر رہے ہیں۔ گذشتہ دنوں راولپنڈی کے بنی چوک میں حاجی پرویز خاں قائم مقام میئر کارپوریشن کی زیر صدارت ایک جلسہ منعقد کر کے مولوی جھنگوی صاحب نے شیعوں کو خوب گالیاں دیں اور بزرگان دین کی کردار کشی کی جس کا ریکارڈ انتظامیہ کے پاس ہوگا لیکن شیعہ نہ تو اشتعال میں آتے ہیں نہ قانون اور مقدس دل میں شامل ہونا پسند کرتے ہیں۔ امیر شام کے دور تبرا سے آج تک وہ اسی مسلک پر قائم ہیں۔ اب ایک ایسے موقع پر جبکہ عدم اعتماد کی تحریک کی وجہ سے ملک میں غیر یقینی صورتِ حال ہے موقع کو غنیمت سمجھ کر مولوی جھنگوی نے کارپرقاتلانہ حملے کا ڈرامہ رچایا ہے اور اپنی رٹ میں ایسے لوگوں کو ملوث کرنے کی جسارت کی ہے جو

قاتلوں کے نہیں بلکہ مقتولوں اور مظلوموں کے ساتھی اور حامی ہیں۔ معلوم ہوتا ہے کہ یہ پلان کسی اعلیٰ سطح پر تیار کیا گیا ہے الخ۔ (ہفت روزہ شیعہ لاہور ۱۶ ر نومبر ۱۹۸۹ء)

⑥ گراھد مہاراجہ کے جلسہ میں شیعہ علماء کی طرف سے ایک یہ قرارداد بھی منظور کی گئی کہ: فسادی ملاں حق نواز جھنگوی کی فرقہ وارانہ تنظیم انجمن سپاہ صحابہ پر پابندی عائد کی جائے اور اس تنظیم کے سرپرست ملاں حق نواز جھنگوی کو فوراً گرفتار کر کے اس کے منہ میں لگام دی جائے اس لیے کہ وہ اس تنظیم کے ذریعے توہین صحابہ کا سبب بن رہا ہے اور ملک میں غنڈہ گردی، بدامنی اور فرقہ واریت پھیلا رہا ہے جو کہ پاکستان میں جمہوریت اور ملکی سالمیت کے خلاف ایک گہری سازش ہے۔" (ہفت روزہ "اسد" لاہور ۹/۱۰ جنوری ۱۹۹۰ء)

⑦ جھنگ کے ایک فسادی مولوی حق نواز جھنگوی جس کے خلاف قتل اور اقدام قتل سمیت دیگر سنگین جرائم میں ملوث ہونے پر ایک درجن سے زائد مقدمات درج ہیں نے گذشتہ دنوں شیخوپورہ میں ایک جلسہ سے خطاب کرتے ہوئے کہا کہ ۱۹ نکاتی اشتراک عمل اور دس نکاتی "اعلامیہ وحدت" ان کے خیال میں مسلمانوں کے خلاف سازش ہے۔ یاد رہے کہ مولوی جھنگوی اب تک ۵ سے زائد شیعہ اور سنی مسلمانوں کو اپنے نام نہاد اسلام کی بھینٹ چڑھا چکے ہیں اور سابقہ دور میں جنرل ضیاء کے حکم پر اس وقت کے ڈویژنل کمشنر فیصل آباد نے جھنگ کی ضلعی انتظامیہ کو ان کی سرگرمیوں پر درگزر سے کام لینے کا حکم دیا تھا۔ (ہفت روزہ رضاکار لاہور ۲۴ تا ۳۱ ر جنوری ۹۰ء)

⑧ ادارہ عالیہ تحفظ حقوق شیعہ کے مرکزی نائب صدر ڈاکٹر بی اے جگر نے اپنے ایک بیان میں کہا ہے کہ۔ اس میں کوئی شک نہیں کہ پاکستان اسلامی جمہوریہ پاکستان ہے۔ اس میں کسی مخصوص طبقہ کا اسلامی نظام نہیں بلکہ خدا و رسولؐ کا اسلام نافذ ہوگا اور ملت شیعہ پاکستان میں رسول عربی کے اسلام کے رائج کرنے کا تہیہ کیے ہوئے ہے اور اگر کسی نے وفاق کی سالمیت اور سرکار مدینہ کے لائے اسلام کی مخالفت کی اور کسی ملاں کی مرضی کا اسلام لانے کی سازش کی تو ایسے عناصر کو ہر موثر حیثیت سے ٹکرانا پڑے گا کیونکہ موت سے آنکھ مچولی کھیلنا ہماری عادت اور مشغلہ ہے۔ (ہفت روزہ شیعہ لاہور ۱۶ ر نومبر ۱۹۸۹ء)

بلا تبصرہ ہم نے شیعہ اخبارات کے بیانات نقل کر دیے ہیں جن سے ان کی جارحیت واضح ہوتی ہے۔

اگر جواب میں یہ کہا جائے کہ مولانا حق نواز نے بھی تو "کافر کافر شیعہ کافر" کے نعرے لگوائے ہیں تو اس کا جواب بھی صاف ہے کہ ان کا یہ طرزِ عمل شیعہ مصنفین کی کتابوں کا ردِ عمل ہے جن میں انہوں نے صراحتاً حضرات خلفائے ثلٰثہ حضرت ابو بکر صدیق، حضرت عمر فاروق، حضرت عثمان ذوالنورین وغیرہم صحابہ کرام اور امہات المومنین خصوصاً ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ اور ام المومنین حفصہ رضوان اللہ علیہم اجمعین کو منافق اور کافر قرار دیا ہے۔ شیعہ مصنفین کی اس قسم کی عبارتیں بطورِ نمونہ میں نے اپنے کتابچہ "صحابہ کرامؓ اور پاکستان" میں درج کر دی ہیں اور ماہنامہ "حق چار یار" کے سابقہ پرچوں میں بھی بعض عبارتیں نقل کر دی گئی ہیں۔ کہاں اصحاب و خلفائے رسول صلی اللہ علیہ وسلم اور امہات المومنین کی تکفیر اور کہاں دورِ حاضر کے شیعوں کی تکفیر۔ شیعہ رئیس المحدثین باقر مجلسی نے جلاء العیون اور حق الیقین وغیرہ میں کیا کوئی کسر چھوڑی ہے اور شیعہ تفسیر المتقین

ے لوگوں نے جن میں عمر بھی تھے جناب امیر (یعنی حضرت علی) کا ہاتھ پکڑ لیا زبردستی اور ابو بکر نے اپنا ہاتھ دراز کر کے حضرت کے ہاتھ تک پہنچایا۔ احادیثِ معتبرہ میں منقول ہے جب جناب امیر کو مسجد میں لائے آپ نے مرقد مطہر جناب رسول اللہ کی طرف منہ کر کے کہا۔ یا ابن عم ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی۔ اے برادرِ من میری قوم نے مجھے ضعیف کیا اور نزدیک ہوا مجھے مار ڈالیں۔ پس حضرت رسولؐ کی قبر سے ایک ہاتھ نکلا۔ سب نے کہا پہچان کر۔ یہ حضرت رسولؐ کا ہاتھ ہے اور ایک آواز آئی سب نے پہچانی رسول کی آواز ہے اور وہ آواز یہ تھی۔ یا ابو بکر ثم کفرت بالذی خلقک من تراب ثم من نطفۃ ثم سواک رجلا۔ اے ابو بکر کافر ہوا اس خدا سے جس نے تجھے خاک سے پیدا کیا الخ
(جلاء العیون مترجم جلد اول صفحہ ۲۰۹۔ منیجر شیعہ بک ایجنسی اندرون لوہاری دروازہ لاہور۔

(۲) اور بدترین مصیبت وہ تھی کہ پیغمبر کو تحریر وصیت سے مانع ہوئے اور آنحضرت کے روبرو آوازیں بلند کیں۔ یہاں تک کہ انتقال فرمایا۔ مولف فرماتے ہیں آیا بعد اس حدیث کے کسی عاقل کو گنجائش ہے کہ عمر کے تارک اسلام ہونے میں یا جو لوگ کہ قائل باسلام عمر ہیں ان میں شک کرے۔ —— پس نفرین خدا ان پر ہو اور ان پر کہ جو ان کو مسلمان جانیں اور ان پر نفرین میں توقف کریں (ایضاً جلاء العیون مترجم صفحہ ۹۰)
خط کشیدہ عبارت جلاء العیون جلد اوّل مطبوعہ لکھنؤ میں ہے البتہ جلاء العیون مترجم مطبوعہ لاہور میں یہ عبارت حذف کر دی ہے۔

مؤلفہ امداد حسین کاظمی کی پانچ تنقیدوں والی عبارت اپنے رسائل میں بندہ نے نقل کردی ہے اور اس تفسیر کا اشتہار شیعہ اخبارات میں مسلسل آرہا ہے۔ مولوی مقبول حسین دہلوی کے ترجمہ قرآن اور ضمیمہ میں خلفاء واصحاب رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے خلاف کیا کچھ نہیں لکھا گیا اور مولانا حق نواز صاحب جھنگوی مرحوم عموماً اس قسم کی عبارتیں جلسۂ عام میں سنایا کرتے تھے۔ عالم الغیب تو خالق کائنات ہے۔ سینوں کے راز بھی وہی جاننے والا ہے لیکن قرائن اور واقعات سے غالباً یہی ثابت ہوتا ہے کہ جھنگوی مرحوم کے قاتل اور قتل کا منصوبہ بنانے والے وہی لوگ ہیں جن کی جارحیت کی نشاندہی وہ اپنی تقریروں میں کیا کرتے تھے واللہ اعلم۔

بیوہ کو دھمکیاں

جھنگ ۵ مارچ۔ انجمن سپاہ صحابہؓ کے سرپرست اعلیٰ مولانا حق نواز جھنگوی کی بیوہ کو ٹیلی فون پر قتل کی دھمکیاں مل رہی ہیں جس سے وہ مزید خوف زدہ ہوگئی ہیں مولانا کی بیوہ نے نمائندہ "مشرق" کو بتایا کہ انہیں مختلف ٹیلی فون موصول ہوئے ہیں جن میں فون کرنے والے نامعلوم افراد نے فحش گفتگو کی اور بعد میں انھوں نے کہا کہ مولانا حق نواز کے بعد اب تمہارے بڑے بیٹے اظہار الحق کی باری ہے۔ تیار ہوجاؤ ہم تمہارے خاندان کو ختم کردیں گے۔ انھوں نے یہ تمام باتیں انجمن سپاہ صحابہؓ کے دفتر میں فوری طور پر فون کرکے بتادیں۔ انہیں کچھ علم نہیں کہ مقامی انتظامیہ نے اس سلسلے میں کیا کارروائی کی ہے۔ (مشرق ۶ مارچ ۱۹۹۰ء)

بیوہ محترمہ کو یہ دھمکیاں بھارت کی تنظیم "را" کے تخریب کاروں کی طرف سے ہیں یا شہر جھنگ سے ہی مخالفین یہ دھمکیاں دے رہے ہیں۔ غیر ملکی تخریب کاروں کو ان کی بیوہ کو دھمکیاں دینے سے کیا مطلب یہ مرحوم کے مذہبی دشمنوں کی کارروائی ہے۔

علماء کو دھمکیاں

سُنّی علماء کو بھی دھمکیاں دی جارہی ہیں۔ چنانچہ ایک سُنّی مولانا کے نام جو خط آیا ہے اس کے اقتباسات درج ذیل ہیں:

(۱) آپ سنائیں آپ کا کیا حال ہے اور تمہارے جھنگوی کا کیا حال ہے۔ آپ اپنی حرکات سے باز آجائیں ورنہ تمہارا حال بھی احسان اللہ فاروقی، علامہ ظہیر اور جھنگوی سے زیادہ بھیانک اور عبرت ناک ہوگا۔ پہلا ہمارا مشورہ یہ ہے کہ ہمارا دین ہو سکتا ہے اور حق پر ہے قبول کرکے اس کے مبلغ بن جاؤ۔

(۲) آخری ہمارا مشورہ یہ ہے کہ اگر تمام مشوروں سے کوئی بھی ماننے کے لیے تیار نہیں ہو تو پھر اپنے انجام کے لیے تیار رہو جاؤ —— تم اپنے بڑے آمر کا حشر دیکھ چکے ہو۔ ساتھ اپنے چھ جرنیلوں اور

ساتھیوں کا بھی بیڑا غرق کرایا۔ یہ شخص بھی ہمارے خلیفہ حسینی کو شہید کر کے ملک میں فقہ حنفی نافذ کرنے والا تھا—— پھر اس کا اپنے تیس ساتھیوں سمیت جو حشر کیا گیا وہ تمہارے سامنے ہے۔

(۳) تم زیادہ ہو لیکن تمہارے اوپر ہم غالب ہیں کیونکہ زیادہ پر حکومت ہماری ہے۔ صدر امام خمینی کو ماننے والا ہے۔ کوئی کسی ملک سے صدر امام کے جنازے پر نہیں گیا لیکن صرف ہمارا صدر گیا ہے کیونکہ یہ ہمارے سچے مذہب کا پیروکار ہے۔ سب سے بڑی بات یہ ہے کہ چیف آف دی آرمی سٹاف ہمارے مذہب کے پیروکار اور تمام اعلیٰ عہدوں پر افسران ہمارے مذہب کے بیٹھے ہوئے ہیں۔

(۴) اور وہ وقت آنے والا ہے جب تمہاری اس مسجد میں مجلس عزا ہوگی۔ امام خمینی پر درود پڑھا کریں گے۔ اس لیے پروفیسر ساجد میر کی طرح تم ہماری بات مان لو ورنہ ہمارا پانچواں منصوبہ تیار ہے —— رمضان کے روزے تمہیں نصیب نہیں ہونے دیں گے۔ اگر تم لوگوں نے جلوس بند نہ کیے تو ۲۲ مارچ سے پہلے پہلے ان کا یا کچھ کا تمہارے سمیت حشر جھنگوی سے بھی خطرناک ہوگا۔ (منجانب غلام وخادمین موسوی ونقوی)

موت وحیات تو قادر مطلق کے قبضہ میں ہے لیکن یہ دھمکیاں تو سنی علماء کو ان کے مذہبی دشمنوں کی طرف سے ہی دی جا رہی ہیں۔ بیرونی بھارتی تخریب کاری کا اس سے کوئی تعلق نہیں، بہرحال سنی علمائے کرام کو اپنے مقصد کی طرف مضبوطی سے گامزن رہنا چاہیئے۔

جھنگ میں دھماکہ

جھنگ ۲۵ مارچ (نمائندہ خصوصی) جھنگ سٹی میں ایک مذہبی جلسہ میں بم کا زبردست دھماکہ ہوا جس کے نتیجے میں چار افراد ہلاک اور ۳۸ زخمی ہو گئے۔ یہ جلسہ انجمن سپاہ صحابہؓ کے زیر اہتمام جامع مسجد اہل الحدیث میں منعقد ہو رہا تھا۔ دھماکہ کے نتیجہ میں متعدد زخمیوں کی ڈسٹرکٹ ہیڈ کوارٹر ہسپتال جھنگ میں حالت نازک ہے۔ بم پھٹنے کے بعد پولیس نے موقع پر شیلنگ کی جس سے مزید افراد زخمی ہو گئے۔ واقعات کے مطابق آج شام جھنگ سٹی میں باب عمرؓ کے قریب جامع مسجد میں مولانا ایثار القاسمی تقریر کر رہے تھے۔ ساڑھے پانچ بجے مسجد کے باہر جہاں بہت سے لوگ سڑک پر کھڑے ہو کر تقریر سن رہے تھے ایک طاقتور بم پھینکا گیا جس کے پھٹنے سے چار افراد ہلاک اور ۳۸ زخمی ہو گئے۔ ہلاک ہونے والوں میں برچھی والے محلہ کا محمد اسمٰعیل، مین بازار کا محمد طارق اور جھنگ سٹی کا محمد شوکت شامل ہیں —— امکان ہے کہ بم ایک مذہبی فرقے کے کسی شخص نے پھینکا ہے تاہم کسی کی شناخت نہیں ہو سکی اور نہ ہی پولیس نے کسی کو گرفتار کیا ہے جمعیت اہلحدیث

کے سیکرٹری اطلاعات میاں محمد جمیل نے انکشاف کیا ہے کہ جھنگ میں جمعیت کے مرکزی ناظم تبلیغ مولانا عبدالعلیم یزدانی کو ۱۲ مارچ کو ایک گمنام خط ملا تھا جس میں دھمکی دی گئی تھی کہ ہمارا اگلا ہدف تم ہو۔ مولانا حق نواز جھنگوی کی طرح تمہیں بھی ۳۰ مارچ تک ٹھکانے لگا دیا جائیگا۔ اس خط کی وصولی کے بعد جمعیت کے رہنماؤں نے یہ خط ڈپٹی کمشنر جھنگ اور ایس ایس پی کو بھی دکھا دیا اور ان سے فوری کارروائی کی استدعا کی اور اس خط کی ایک نقل تین چار دن قبل سیکریٹری داخلہ مہر جیون کو بھی پیش کی گئی۔ لیکن افسوس کہ انتظامیہ نے اس کا کوئی نوٹس نہیں لیا۔ بھیجنے والوں نے حسب اقرار آج اپنی کارروائی کر ڈالی لیکن ان کے ہدف اصلی مولانا عبدالعلیم یزدانی بال بال بچ گئے جبکہ ان کے برادر نسبتی (طارق) شہید ہو گئے۔ (مشرق لاہور ۲۶ مارچ ۹۰ء)

یہ واقعہ ۲۳ مارچ کا ہے۔ جنگ راولپنڈی وغیرہ میں بھی یہ خبر شائع ہوئی ہے لیکن مشرق میں اس کی مزید تفصیل آئی ہے اور اس میں یہ بھی وضاحت کی ہے کہ یہ ایک مذہبی فرقے کی کارروائی ہے اور پہلے انہوں نے خط کے ذریعہ دھمکی دے دی تھی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سپاہ صحابہؓ کی خدمت میں

مولانا حق نواز جھنگوی شہید مرحوم و مغفور سے میری ملاقات نہیں ہو سکی۔ ان کی تقریر کی دو کیسٹیں سنی ہیں۔ ایک تقریر سیاسی ہے دوسری مذہبی۔ اس میں مجمع عام میں کافر کافر کے نعروں کے علاوہ اور بھی نعرے ہیں۔ مولانا جھنگوی مرحوم کے حالات و واقعات سے معلوم ہوتا ہے کہ وہ شیعہ جارحیت کے مقابلہ میں دفاع صحابہؓ کے جذبہ سے سرشار تھے اور ان پر ایک حال غالب تھا۔ وہ غلبہ حال کی وجہ سے معذور تھے اور اسی راہ میں جان دے دی۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔

سپاہ صحابہؓ میں جو سنی جوان شامل ہوئے ہیں وہ بھی دفاع صحابہ کا ایک جذبہ رکھتے ہیں اور یہ سب کچھ شیعی جارحیت کا ردعمل ہے لیکن ان سے یہ گزارش ہے کہ دفاع صحابہؓ اور عظمتِ صحابہؓ کی تبلیغ تو ہر سنی مسلمان کا مقصد اور مشن ہونا چاہیئے۔ صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین رسالت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ کے عینی گواہ ہیں۔ وہ مجروح ہو جائیں تو رسالت مجروح ہو جاتی ہے العیاذ باللہ۔ لیکن طریق کار افراط و تفریط سے بچتے ہوئے اعتدال پر ہونا چاہیئے۔ مولانا جھنگوی مرحوم ایک حد تک معذور تھے لیکن ان کے طریق کار "کافر کافر شیعہ کافر" کے نعرے کو ایک مشن کے طور پر اب اختیار نہیں کرنا چاہیئے۔ کسی شخص یا فرقے کا کافر ہونا اور بات ہے اور کافر کافر کے نعرے لگانا اس کی اور نوعیت ہے۔ تبلیغ حق فرض ہے

لیکن اس کی شرعی حدود بھی ہیں۔ قرآن مجید میں حق تعالیٰ نے معبودانِ باطلہ کو بُرا کہنے سے بھی منع فرما دیا چنانچہ ارشاد فرمایا۔ وَلَا تَسُبُّوا الَّذِينَ يَدْعُونَ مِن دُونِ اللَّهِ فَيَسُبُّوا اللَّهَ عَدْوًا بِغَيْرِ عِلْمٍ (سورۃ الانعام رکوع ۱۳ آیت ۱۰۸) اور دشنام مت دو ان کو جن کی یہ لوگ خدا کو چھوڑ کر عبادت کرتے ہیں پھر وہ براہِ جہل حد سے گزر کر اللہ تعالیٰ کی شان میں گستاخی کریں گے۔" (ترجمہ مولانا تھانویؒ) اس آیت کی تفسیر میں حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی صاحب تھانویؒ لکھتے ہیں:۔ اوپر کے مضامین میں طریق مشرکین کا ابطال اور نیز مضامین مذکورہ کے ساتھ اس کی تبلیغ کا امر بھی کیا گیا ہے۔ آگے مشرکین کے معبودانِ باطلہ کو سب و شتم کرنے سے مسلمانوں کو ممانعت فرما کر تبلیغِ دین کے حدود قائم کرتے ہیں جس کا حاصل یہ ہے کہ غیر قوم سے مناظرہ کرنا تو جزوِ تبلیغ ہے لیکن دشنامی اور دل خراش الفاظ ان کے معظمین کے حق میں کہنا ممنوع لغیرہ ہے کہ وہ ہمارے معبود یا رسل و معظمین کی شان میں گستاخی کریں گے تو اس کے باعث ہم ہوئے" (تفسیر بیان القرآن) نیز لکھتے ہیں: بتوں کو بُرا کہنا فی نفسہ مباح ہے مگر جب وہ ذریعہ بن جائے ایک امر حرام یعنی گستاخی جناب باری تعالیٰ کا تو وہ بھی منہی عنہ اور قبیح ہو جائے گا۔ اس سے ایک قاعدہ شرعیہ ثابت ہوا کہ مباح جب حرام کا سبب بن جاوے تو وہ حرام ہو جاتا ہے اور قرآن مجید کی بعض آیات میں جو معبودانِ باطلہ کی تحقیر مذکور ہے وہ بقصدِ سب و شتم نہیں بلکہ مناظرہ میں بطور تحقیق مطلوب و استدلال و الزام خصم کے ہے جو مناظرات میں مستعمل ہے اور قرائن سے مخاطب کو معلوم ہو جاتا ہے کہ تحقیق مقصود ہے یا تحقیر۔ اوّل جائز ہے دوسرا ناجائز (ایضاً بیان القرآن) مذکورہ آیت اور اس کی تشریح کی روشنی میں ہم طریق کار کی اصلاح کر سکتے ہیں۔ شیعوں نے بھی بعض مقامات پر کافر کافر سنّی کافر اور کافر کافر دیوبندی کافر کے نعرے شروع کر دیے ہیں العیاذ باللہ ان کے مذہب میں تو لعن و تبرا پر عمل کیا جاتا ہے لیکن اہل سُنّت کا یہ معمول نہیں ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے لَيْسَ الْمُؤْمِن بِلَعَّان ۔ مؤمن لعنت کرنے والا نہیں ہوتا۔

① حضرات صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے مقابلہ میں بُت پرست اور مشرکین تھے۔ جہاد کی نوبت تو آئی لیکن صحابہؓ نے ان کے خلاف اس قسم کا مظاہرہ نہیں کیا۔

② مجاہد کبیر امیر شریعت حضرت مولانا سید عطاء اللہ شاہ صاحب بخاریؒ نے ہائی کورٹ لاہور میں بیان دیتے ہوئے واشگاف الفاظ میں فرمایا کہ مرزا غلام احمد قادیانی کافر ہے لیکن قادیانی کافر کافر کے جلوس نہیں نکالے۔

③ لکھنؤ کی تحریک مدح صحابہ میں اہل تشیع نے تو تبرا بازی کے جلوس نکالے لیکن اہل سُنّت والجماعت

نے امام اہل سنت حضرت مولانا عبدالشکور صاحب لکھنوی رح کی قیادت میں شیعہ کافر کافر کے نعرے نہیں لگائے بلکہ مثبت نعرے لگائے۔ چنانچہ احرار رضا کار جلوسوں میں یہ شعر پڑھا کرتے تھے ؎

جن کا ڈنکا بج رہا ہے چارسو لیل و نہار ہیں ابوبکر و عمر عثمان و حیدر چار یار رض

اہل سنت والجماعت کی طرف سے خلافت راشدہ کے جواب میں حق چار یار رض ایک مثبت اور مؤثر نعرہ ہے جس سے قرآن کی موعودہ خلافت راشدہ کی نشاندہی ہوتی ہے اور یہی خصوصیت ہے اہلسنت والجماعۃ کی۔

ایک اعتراض کا جواب

یہ جو کہا جاتا ہے کہ حضرت معاویہ رض نے خود اور آپ کے حکم سے دوسرے خطیبوں نے مساجد کے منبروں پر حضرت علی رض پر سب و شتم کیا ہے العیاذ باللہ تو یہ صحیح نہیں۔ تاریخی کتب میں تو روایات کی ترتیب یہ ہے کہ پہلے حضرت علی رض نے یہ کارروائی کی اور پھر اس کے جواب میں حضرت معاویہ رض نے ایسا کیا لیکن حافظ ابن کثیر رح نے فرمایا ہے کہ "دونوں قسم کی روایات صحیح نہیں ہے۔" اور صحابہ کرام ایسا طرزِ عمل کیونکر اختیار کر سکتے تھے جن کو حضور رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم کی صفت تزکیہ سے اخلاق فاضلہ نصیب ہو گئے تھے۔ بہرحال اہل السنت والجماعت کوئی ایسا طرز عمل نہیں اختیار کر سکتے جو شرعی حدود سے متجاوز ہو۔

فوٹو کی خرید و فروخت

حضرت مولانا عبداللطیف صاحب زید مجدہم کے زیر اہتمام ۲۱، ۲۲، ۲۳ مارچ کو جامعہ حنفیہ تعلیم الاسلام جہلم کا سالانہ جلسہ تھا۔ وہاں پر معلوم ہوا تھا کہ باہر سڑک پر جہاں مختلف مکتبوں کی کتابیں فروخت ہو رہی تھیں وہاں کوئی شخص مولانا حق نواز صاحب جھنگوی مرحوم کی تصویریں بیچ رہا تھا۔ حالانکہ اس طرح فوٹو کی خرید و فروخت ناجائز ہے۔ حج کے پاسپورٹ وغیرہ میں تو مجبوری ہوتی ہے ورنہ اس طرح تصاویر کی خرید و فروخت جائز نہیں۔ یہ بھی معلوم ہوا ہے کہ لاہور کے جلسہ کے اشتہارات پر جھنگوی مرحوم کی میت کا فوٹو بھی شائع ہوا تھا۔ علامہ اقبال مرحوم نے کیا خوب فرمایا ہے ؎

ہو نکو نام جو قبروں کی تجارت کر کے کیا نہ بیچو گے جو مل جائیں صنم پتھر کے

علماء جانتے ہیں کہ بت پرستی کی ابتداء تصویر پرستی سے ہوئی ہے۔ اگر بت کی تعظیم حرام ہے تو تصویر کی تعظیم بھی حرام ہے۔ قرآن مجید میں ہے وَقَالُوا لَا تَذَرُنَّ آلِهَتَكُمْ وَلَا تَذَرُنَّ وَدًّا وَلَا سُوَاعًا وَلَا يَغُوثَ وَيَعُوقَ وَنَسْرًا ۝ (سورۃ النوح رکوع ۲ آیت ۲۳) اور جنہوں نے (اپنے تابعین سے) کہا

کہ تم اپنے معبودوں کو ہرگز نہ چھوڑنا اور نہ (بالخصوص) وَدّ کو اور نہ سواع کو اور نہ یغوث کو اور یعوق کو اور نسر کو۔ (ترجمہ حضرت تھانویؒ)

اس آیت میں ودّ اور سواع وغیرہ جن پانچ بتوں کا ذکر ہے یہ اپنے زمانہ کے اولیاء اللہ تھے۔ ان کی وفات کے بعد بطور یادگار کے ان کی تصویروں کو اپنے پاس رکھا۔ پھر ان کی تعظیم پھر پوجا شروع ہو گئی اور انہی تصاویر کے مجسمے اور بُت بنائے گئے۔ دور حاضر میں تصویر پرستی عموماً رائج ہو گئی ہے لیکن مذہبی تنظیموں کو ان سے اجتناب کرنا چاہیئے۔ یہ سُنی علماء کا فریضہ ہے کہ وہ سُنی جوانوں کو سمجھائیں اور انکی تربیت کریں۔

مولانا جھنگوی کی جانشینی

اخبارات سے معلوم ہوا ہے کہ جناب مولانا حق نواز صاحب جھنگوی مرحوم کا جانشین مولوی ضیاء الرحمٰن صاحب فاروقی کو بنایا گیا ہے اور بانی سپاہ صحابہؓ کی یادگار کے طور پر جو ماہنامہ "خلافت راشدہ" جاری کیا گیا ہے اور جس کے نگران اعلیٰ مولوی ضیاء الرحمٰن صاحب فاروقی ہیں۔ اس کے شمارہ (مارچ ۱۹۹۰ء) کے ٹائٹل پر بھی لکھا گیا ہے۔ مولانا ضیاء الرحمٰن فاروقی کو مولانا حق نواز شہید کا جانشین مقرر کر دیا گیا۔ ہمیں اس جانشینی سے بھی اختلاف ہے کیونکہ فاروقی صاحب کا عقیدہ خلافت راشدہ جمہور اہل سنّت کے عقیدہ کے خلاف ہے۔ انہوں نے خلافت راشدہ جنتری ۱۹۹۰ء میں بھی حکیم محمود احمد صاحب سیالکوٹی کا مضمون بعنوان "حضرت معاویہؓ اور خلافت راشدہ" شائع کیا ہے حالانکہ حکیم صاحب موصوف محمود عباسی کے پیروکار ہیں۔ وہ یزید کو صالح اور عادل خلیفہ مانتے ہیں۔ انہوں نے اپنی کتاب "سیدنا معاویہ شخصیت اور کردار" میں بھی بہت زیادہ جہالتوں کا ثبوت دیا ہے جس پر ہم کسی فرصت میں بحث کریں گے ان شاء اللہ۔ حکیم صاحب موصوف نے اپنی کتاب پر بعض جید علماء کی جو تقریظیں درج کی ہیں ان میں بھی انہوں نے تلبیس اور خیانت کا ارتکاب کیا ہے۔ چنانچہ حضرت مولانا محمد سرفراز خان صاحب صفدر شیخ الحدیث جامعہ نصرۃ العلوم گوجرانوالہ نے بھی اپنی تقریظ کے متعلق اپنے ایک تحریری بیان میں قارئین کو حقیقت حال سے آگاہ کر دیا ہے بعض دیوبندیت کی طرف منسوب علماء عباسی خارجی نظریات کی اشاعت کر رہے ہیں۔ ان حالات میں صحیح المسلک سُنی علماء پر لازم ہے کہ وہ رافضیت اور خارجیت دونوں فتنوں سے اہل سنّت کو بچانے کی کوشش

کریں۔ ایسا نہ ہو کہ شیعہ جارحیت کے ردعمل میں خارجیت سُنّی نوجوانوں پر اثرانداز ہو جائے۔ وما علینا الا البلاغ

سُنّی علماءِ کرام !

دشمن دھمکیاں دیتا ہی رہتا ہے۔ سنّی علماء کرام سے گزارش ہے کہ وہ بلا خوف وخطر اور بلا خوف لومۃ لائم اپنے نصب العین پر استقامت اختیار فرمائیں۔ دفاع صحابہ کرامؓ اور تحفّظ عظمت صحابہ کرامؓ کے لیے پوری پوری جدوجہد کریں۔ حضرات صحابہ کرامؓ کی طرح بھروسہ صرف ایک اللہ پر ہونا چاہیئے۔ جائز اور ضروری اسباب سے بھی کام لیں لیکن پاکستان کی موجودہ سیاسی حکومتوں سے کوئی توقع نہ رکھیں کیونکہ آج کل کی جمہوری سیاست زیادہ تر حصولِ اقتدار کی کشمکش پر مبنی ہے۔ کاش کہ سُنّی سیاستدان اور خصوصاً سُنّی سیاسی علماء اقتدار کی رسّہ کشی سے بالاتر ہو کر صرف سنیت پر محنت کرتے۔ ناموس رسالت کے بعد تحفّظ ناموسِ صحابہ و نظامِ خلافتِ راشدہ کو اپنے تمام جماعتی مفادات پر مقدم رکھتے تو آج پاکستان صحیح معنوں میں پاکستان بن سکتا تھا لیکن افسوس کہ اصلی کلمہ اسلام لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کے مقابلے میں لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ وصی رسول اللہ وخلیفۃ بلافصل کا من گھڑت کلمہ ایجاد کیا گیا۔ اذانوں میں خلیفۃ بلافصل کے اعلان سے پہلے تین خلفائے راشدین حضرت ابوبکر صدّیق، حضرت عمر فاروق اور حضرت عثمان رضی اللہ عنہم کی موعودہ خلافت راشدہ کی نفی کی گئی لیکن الا ماشاء اللہ کسی سنّی سیاسی عالم نے اس کے خلاف آواز نہ اٹھائی۔ قومی اور صوبائی اسمبلیوں میں سُنّی ارکان نے سنّی عظیم اکثریت کے حقوق کے تحفظ کے لیے کوئی جرأتمندانہ قدم نہ اٹھایا اور ماتمی غیر شرعی جلوسوں کے متعلق زبان و قلم سے ایک لفظ بھی نہ نکالا بلکہ عموماً اہل تشیع کو ہی راضی رکھنے کی کوشش کی۔ بعض علماء نے شریعت بل پیش کیا لیکن اس میں بھی نقائص تھے اور اس کو بھی آج تک سنّی ارکان کی اکثریت نے پاس نہیں کیا تو وہ اسلام جو جماعت صحابہ اور خلفاء راشدین کے ذریعہ امت کو ملا ہے ان جمہوری سیاسی اسمبلیوں کے ذریعہ پاکستان میں کیونکر نافذ ہو سکے گا۔ حق تعالیٰ ہم تمام مسلمانان اہل السنّت والجماعت کو ہر محاذ پر کامرانی نصیب فرمائیں۔ آمین بجاہ خاتم النبیین صلی اللہ علیہ وسلم

خادم اہلسنّت مظہر حسین غفرلہٗ

یکم رمضان المبارک ۱۴۱۰ھ / ۲۸ مارچ ۱۹۹۰ء

حضرت سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ تعالیٰ عنہ اور مانعین زکوٰۃ

حافظ محمد اقبال رنگونی، مانچسٹر

رحمۃ للعالمین خاتم الانبیاء والمرسلین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جب اس عالم فانی سے پردہ فرمایا تو عرب کے کچھ قبائل ارتداد کی لپیٹ میں آ گئے۔ ان میں سے بعض مدعیانِ نبوۃ مسیلمہ کذاب وغیرہ کے ساتھ ہو گئے اور بعض نے خلیفۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں زکوٰۃ دینے سے انکار کر دیا۔ شیخ الاسلام علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ اور حضرت علامہ قاضی عیاضؒ کے کلام سے معلوم ہوتا ہے کہ مرتد ہونے والے تین قسم کے لوگ تھے:

① شرک اور بت پرستی کی جانب لوٹنے والے۔
② وہ لوگ جو کسی مدعیٔ نبوۃ کے پیرو ہو گئے۔
③ وہ لوگ جو اسلام کا دعویٰ تو کرتے رہے لیکن زکوٰۃ ادا کرنے کے منکر ہوئے اور تاویل کرتے رہے کہ زکوٰۃ صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ خاص تھی۔ (فتح الباری ج ۲۶ ص ۱۰۷)

علامہ ابن حزم ظاہری لکھتے ہیں کہ عام طور پر لوگ دینِ قیم پر مستقیم تھے۔ آپؐ کی وفات پر کچھ لوگ منتشر ہو گئے۔ ان کے چند فرقے ہو گئے۔ کچھ لوگ تو مدعیانِ نبوت باطلہ کی جانب عود کر گئے اور ایک فریق توقف کیے ہوئے تھا۔ وہ اس بات کا انتظار کر رہا تھا کہ جو فریق غالب ہوگا اس کے ساتھ مل جائیں گے۔ ان میں ایک بڑا فریق زکوٰۃ کا منکر تھا یعنی توحید و رسالت اور نماز کا قائل تھا البتہ زکوٰۃ کی فرضیت سے یا اس کے بیت المال میں ادا کرنے کا منکر تھا لیکن جمہور مسلمان اسلام پر ہی رہے۔ (الملل والنحل ج ۲ ص ۶۶)

قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی فرماتے ہیں کہ ایک فریق زکوٰۃ کا سرے سے منکر تھا اور ایک فریق فرضیت کا تو قائل تھا البتہ زکوٰۃ دینے سے انکار کرتا تھا کہ اللہ تعالیٰ نے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے فرمایا تھا

خذ من اموالھم صدقۃ تطھرھم وتزکیھم بھا وصل علیھم ○

(سورۃ التوبہ آیت ۱۰۳ رکوع ۱۳)

لے ان کے مال میں سے زکوٰۃ کہ پاک کرے تُو ان کو اور بابرکت کرے تو اُن کو اس کی وجہ سے اور دعا دے ان کو۔

مطلب یہ تھا کہ تطہیر و تزکیہ چونکہ آپؐ کے ساتھ مخصوص تھا۔ آپؐ جب تک رہے ہم نے اس کی تعمیل کی۔ اب جبکہ آپ نہیں رہے، اس لیے یہ حکم منسوخ ہے۔ اب کسی کو یہ حق نہیں کہ زکوٰۃ لے۔ دوسری علت یہ بتاتے تھے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانے میں مسلمانوں پر فقر و فاقہ کی شدت تھی، اس لیے اس وقت زکوٰۃ کی ضرورت تھی۔ اب جبکہ وہ حالت نہیں رہی اس لیے زکوٰۃ کی فرضیت بھی باقی نہیں رہی۔

ان میں سے ایک گروہ یہ بھی کہتا تھا کہ ہم زکوٰۃ نکالیں گے مگر اس کو مدینہ نہیں بھیجیں گے۔ مدینہ زکوٰۃ بھیجنے کو وہ ایک طرح کا جبر سمجھتے تھے۔

منکرینِ زکوٰۃ کے یہ گروہ تھے جنہوں نے زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی طرح طرح کی تاویلیں کر رکھی تھیں لیکن یہ بات اپنی جگہ مسلّم ہے کہ حضرات صحابۂ کرامؓ میں سے کوئی بھی اس گروہ میں نہ تھا۔ حضرت علامہ خطابیؒ لکھتے ہیں کہ:

لم یرتد احد من الصحابۃ وانما ارتد قوم من جفاۃ الاعراب ممن لا نصرۃ لہ فی الدین وذٰلک لا یوجب قدحا فی الصحابۃ المشھورین۔

صحابہ کرامؓ میں سے کوئی بھی مرتد نہ ہُوا تھا۔ بعض گنوار اعرابی جن کا دین کی نصرت میں کوئی دخل نہ تھا (صرف زبانی کلمہ پڑھ لیا تھا) وہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے زمانہ میں ارتداد کی لپیٹ میں آگئے۔ اس سے مشہور صحابہ کرامؓ کے بارے میں کوئی شک و شبہ نہیں ہو سکتا۔

سیدنا صدیق اکبرؓ کا استقلال

الغرض جب حالات نے یہ رُخ اختیار کر لیا تو ان لوگوں نے پہلے گفتگو کے لیے سیدنا صدیق اکبرؓ کی خدمت میں اپنے اپنے وفود بھیجنے شروع کیے۔ یہ وفود مدینہ منورہ آئے اور دوسرے ذمّہ داروں سے گفتگو کی اور ان سے درخواست کی کہ وہ اس معاملے میں سیدنا صدیق اکبرؓ سے ان کی سفارش کریں۔

اس وقت عرب کی عام حالت کی نزاکت کا احساس کرتے ہوئے حضرات صحابۂ کرامؓ نے گذارش کی کہ ان اعراب کو جو اس وقت زکوٰۃ ادا کرنا نہیں چاہتے اسی حالت پر چھوڑ رکھیں۔ فی الحال ان سے تعرض نہ کریں۔ صحابۂ کرامؓ کا خیال تھا کہ ان کا اسلام ابھی نیا نیا ہے۔ جب مکمل طور پر دل نشین ہو جائے گا تو خود ہی ادا کر دیا کریں گے۔

سیّدنا صدّیق اکبرؓ نے اس کے جواب میں ارشاد و اعلان فرمایا کہ نہیں

واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ	خدا کی قسم جو شخص نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرے گا میں اس کے ساتھ جہاد کروں گا۔

اس وقت سیّدنا عمر فاروقؓ نے عرض کی۔

یاخلیفۃ رسول اللہ تالف الناس وارفق بھم	اے خلیفۂ رسول اللہ! ان لوگوں کے ساتھ تالیف قلب اور نرمی کا معاملہ فرمایئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت عمرؓ نے عرض کی کہ یہ لوگ کلمہ پڑھتے ہیں، ہمارے قبلہ کی طرف رُخ کر کے نماز پڑھتے ہیں اور آنحضرت ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ارشاد ہے کہ:

من صلی صلاتنا واستقبل قبلتنا واکل ذبیحتنا فذالک المسلم الذی لہ ذمۃ اللہ وذمۃ رسولہ فلاتخفروا اللہ فی ذمتہ	جو ہماری طرح نماز پڑھے اور ہمارے قبلہ کی جانب منہ کرے اور ہمارا ذبیحہ کھائے تو یہ مسلمان وہ ہے کہ اب اس کے ساتھ اللہ اور اس کے رسولؐ کا عہد ہو چکا ہے۔ اس لیے تم بھی اس عہد کو مت توڑو۔

سیّدنا صدّیق اکبرؓ نے فرمایا کہ یہ سب کچھ اپنی جگہ بجا لیکن ان کا معاملہ اور ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو نماز اور زکوٰۃ میں فرق کرتے ہیں کہ نماز کو تو فرض مانتے ہیں اور زکوٰۃ کو فرض نہیں مانتے اور ان میں سے کچھ گروہ اس کی غلط اور باطل تاویلیں کر کے احکاماتِ قرآنی سے انحراف کر رہے ہیں حالانکہ شریعت مطہرہ نے ان دونوں کو فرض کر دیا ہے۔ اس لیے میری طرف سے تو اعلانِ جہاد ہی ہے خواہ کچھ بھی ہو جائے۔

سیّدنا حضرت عمرؓ نے پھر عرض کی کہ یا حضرت! آپ کلمہ گو آدمیوں سے کیسے قتال کریں گے؟

سیّدنا صدیق اکبرؓ نے جلال بھرے لہجے میں ارشاد فرمایا کہ اے عمرؓ تو تو زمانۂ جاہلیت میں بڑا نڈر اور بہادر

تھا اور اب اتنے کمزور ہو گئے۔ کیا بات ہے؟ یاد رکھو!

واللہ لومنعونی عقالاً (وفی روایۃ عناقاً) کانوا یودونہ الی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم لقاتلتھم علی منعہ۔ (مسلم شریف ج ۱ صت ۳۷)

خدا کی قسم اگر یہ لوگ ایک رسّی یا ایک بکری کے بچّے کو بھی روکیں گے جو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں دیا کرتے تھے تو میں اس پر قتال کروں گا۔

سیدنا صدّیق اکبرؓ نے یہ بھی ارشاد فرمایا کہ

تمّ الدین وانقطع الوحی أینقص وانا حی واللہ لاجاھدنھم ولومنعونی عقالاً (تفہیم المسلم صت ۱۶۶)

دین مکمل ہو چکا۔ وحی کا سلسلہ منقطع ہو گیا۔ کیا دین میں کتر بیونت ہو اور میں زندہ بیٹھا رہوں (ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا) خدا کی قسم اگر انہوں نے زکوٰۃ کی ایک رسّی بھی رد کی تو میں ان سے ضرور جہاد کروں گا۔

بلا شک وشبہ سیدنا صدّیق اکبرؓ کی اس استقامت اور تاریخ ساز فیصلہ نے ہی دین قیّم کی عظمت اور اس کی اصلیت کو قائم رکھا اور کسی جگہ بھی پائے استقلال میں تزلزل نہ آنے دیا۔ نامور مؤرخ زید شبلی اس موضوع پر یوں تحریر فرماتے ہیں کہ:

"رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال پر جب صحابہ کرامؓ مارے غم کے دیوانے ہو چکے تھے اور حضرت عمرؓ جیسے شخص تلوار کھینچے یہ کہہ رہے تھے کہ جو شخص یہ کہے گا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم انتقال فرما گئے ہیں میں اس تلوار سے اس کی گردن اڑا دوں گا، یہ حضرت صدّیق اکبرؓ ہی کی شخصیت تھی جس نے مسلمانوں کو سنبھالا دیا اور جب کہ سارا عرب ارتداد کی بھڑکتی ہوئی آگ میں جل رہا تھا آپؓ نے مرتدین کے مقابلے میں جو مدبرانہ کارروائی اور جس بے مثال لیاقت کے ساتھ ملک کو اس تباہ کن فتنے سے نجات دلائی اس نے روز روشن کی طرح واضح کر دیا کہ اس وقت صرف آپؓ ہی کی ذات والاصفات خلافت کے بارِ گراں کو اٹھانے اور سنبھالنے کے قابل تھی۔" (خالد سیف اللہ رضؓ صت ۱۳۸)

مشہور مصری مؤرخ محمد حسین ہیکل اپنی کتاب "الصدیق ابوبکر" میں اس نازک مرحلے پر تبصرہ کرتے ہوئے تحریر کرتے ہیں کہ:-

"اس موقع پر ایک ایسے حکمران کی ضرورت تھی جو حزم و تدبر کے ساتھ قطعی ارادے اور فیصلہ کن عزیمت کا مالک ہو اور اس کے علاوہ اسلام پر پختہ ایمان اور اللہ کی نصرت پر پورا یقین بھی رکھتا ہو اللہ تعالیٰ نے دین اسلام کی خاطر خلیفہ رسول اللہ حضرت ابوبکر صدیق رضی کی شخصیت میں ایسا ہی حکمران مہیا کر دیا۔ (بحوالہ سیرۃ خلیفۃ الرسول ص ۱۲۴)

منکرین زکوٰۃ کی سزا سیدنا صدیق اکبر رضہ نے صحابۂ کرام رضہ کے روبرو ایمانی و تاریخی فیصلہ کرنے کے بعد تلوار زیب دوش فرمائی اور جہاد کے لیے چل کھڑے ہوئے۔ صحابۂ کرام دیکھ رہے تھے کہ سیدنا صدیق اکبر رضہ کی استقامت دینی کس درجہ اتم واکمل ہے۔ اسی وقت انہوں نے عرض کی اے خلیفۃ المسلمین و خلیفۃ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم! آپ تشریف رکھئے۔ ہم جاکر ان سے نمٹتے ہیں۔ چنانچہ آپ رضہ نے ایک جماعت ترتیب دی اور منکرین زکوٰۃ کے مقابلہ و مقاتلہ کے لیے ایک لشکر جرار بھیجا۔ مسلمانوں کے اس لشکر جرار نے حالات کا جائزہ لے کر کوشش کی کہ یہ لوگ کسی طرح بھی باز آجائیں۔ کچھ نے قبول کیا۔ کچھ نہ مانے۔ چنانچہ منکرین کے ساتھ اعلانِ جہاد ہو گیا۔ علامہ طبری رحمہ لکھتے ہیں کہ منکرینِ زکوٰۃ کا ایک گروہ قید ہوا اور

وقتل وحرق بالنیران اناسا ارتدوا عن الاسلام ومنعوا الزکوٰۃ فقاتلھم حتی اقروا بالماعون (تفسیر ابن جریر ج ۱ ص ۱۸۳)	قتل کیے گئے اور ان کے گھروں کو آگ لگائی گئی جو اسلام سے مرتد ہوئے اور زکوٰۃ دینے سے انکار کیا۔ ان کے ساتھ قتال ہوتا رہا حتیٰ کہ انہوں نے اس بات کا اقرار کیا کہ اب

حقیر سے حقیر چیز بھی نہ روکیں گے۔

علامہ ابوبکر رازی رحمہ لکھتے ہیں کہ :۔

"صحابۂ کرام رضہ نے مانعین زکوٰۃ کی اولاد کو قید کیا اور ان کے مردوں کو (جو مقابلہ کے لیے آئے تھے یا زکوٰۃ کی فرضیت سے منکر ہو کر مرتد ہو گئے تھے) قتل کیا اور انہیں اہل الردۃ کا لقب دیا کیونکہ انہوں نے التزام اور تسلیم وجوب سے انکار کر دیا تھا اس بنا پر انہیں مرتد قرار دیا گیا کیونکہ جو شخص قرآن کی ایک آیت کا انکار کرے تو اس نے تمام قرآن کا انکار کر دیا۔ سیدنا صدیق اکبر رضہ نے بھی صحابۂ کرام رضہ کے اتفاق کے ساتھ اس وجہ سے ان پر حکمِ قتال جاری

کر دیا۔ (احکام القرآن ج ۳ صـ ۸۲ تفسیر سورۃ توبہ)

سیدنا امام بخاریؒ نے بھی مانعین زکوٰۃ اور قتال سیدنا صدیق اکبرؓ کے واقعہ پر مندرجہ ذیل باب باندھ کر اس کی صراحت فرمادی ہے۔

باب قتل من ابی قبول الفرائض وما نسبوا الی الردة (ج ۲ صـ ۱۰۲۳)

اہلِ باطل سے مقابلہ کرنا ہر ایک کی ذمّہ داری ہے

سیدنا صدیق اکبرؓ کے اس طرزِ عمل سے واضح ہوگیا کہ اہلِ باطل سے مقابلہ کرنا ہر ایک کی ذمہ داری ہے۔ اگر پوری قوم اس کے مقابلہ کے لیے تیار نہ ہو تو بھی اس پر ضروری ہے کہ منکرین اور اہلِ باطل کے خلاف صدائے احتجاج بلند کرے۔ سیدنا صدیق اکبرؓ نے اس بات کی پرواہ نہ کی کہ کون میرے ساتھ ہے اور کون نہیں؟ اعلاء کلمۃ الحق اور دین قیم کی حفاظت جس قدر ممکن ہو سکتی تھی اس سے کہیں زیادہ کر دکھائی۔ جزاہم اللہ فی الدارین احسن الجزاء۔

ضروریاتِ دین کے کسی ایک جزء کا انکار کفر ہے

معلوم ہونا چاہیئے کہ دین کے وہ احکام جو یقینی اور ناقابلِ انکار دلیلوں سے ثابت ہیں جن کو اصطلاح میں قطعی اور متواتر کہا جاتا ہے ان میں تفریق و تاویل کرنا یا اس کے کسی ایک حکم کا انکار کر دینا پورے دین کی عمارت کو منہدم کرنے کے مترادف ہے۔ دین کے کسی ایک جزء کا انکار بھی کفر ہے۔ سیدنا حضرت امام محمدؒ اپنی کتاب السیر الکبیرؒ میں واضح طور پر فرماتے ہیں

من انکر شیئاً من شرائع الاسلام فقد ابطل قول لا الٰہ الا اللہ	جس نے ضروریاتِ دین میں سے کسی ایک رکن کا بھی انکار کیا تو اس نے لا الٰہ الا اللہ کہنے کو باطل کر دیا۔
(السیر الکبیر ج ۴ صـ ۳۶۵)	

یعنی اس نے ایمان چھوڑ کر کفر و ارتداد اپنا لیا۔ اب اس کے بعد خواہ وہ نماز پڑھے یا کوئی اور عمل، اس کا کوئی اعتبار نہیں اس لیے کہ ایک رکن کا انکار سب کا انکار کر دینا ہے اور حضرات اکابر نے ایسے لوگوں کو ارتداد اپنانے والے فرمادیا ہے۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ فرماتے ہیں کہ

السلف قد سموا مانعی الزکوٰۃ مرتدین مع کونہم یصومون ویصلون	حضرات سلفؒ نے زکوٰۃ رد کرنے والوں کا نام مرتد رکھا ہے حالانکہ وہ روزے بھی رکھتے

اور نماز بھی پڑھتے تھے۔ (فتاویٰ ابن تیمیہؒ ج ۲ ص۲۹۱ طبقات ص۲۸۳)

حضرات سلفؒ کے نزدیک اس کی نظیر سیدنا صدیق اکبرؓ کا وہ واضح طرز عمل تھا جو آپ نے ابتداء میں ہی اپنایا اور جس پر حضرات صحابہ کرامؓ نے اجماع فرماتے ہوئے مقابلہ و مقاتلہ کیا تھا۔

شیخینؓ کے اختلاف کی نوعیت

سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کا سیدنا حضرت عمر فاروقؓ اور دیگر حضرات صحابہ کرامؓ کے مابین ابتداء میں جو اختلاف ہوا، یاد رہے کہ وہ اصل مسئلے میں نہ تھا۔ سیدنا حضرت عمرؓ اور دیگر اصحابؓ کا یہ خیال تھا کہ زکوٰۃ نہ دینا ایک باغیانہ جرم ہے اور فی الحال حالات اس بات کی اجازت نہیں دیتے کہ ان کے ساتھ قتال کیا جائے، اس لیے کہ دوسری جانب کفار اور مدعیانِ نبوتِ باطلہ بھی کھل کر میدان میں آ چکے ہیں۔ ایسے حالات میں ان سے مڈبھیڑ مناسب نہیں۔

مگر سیدنا صدیق اکبرؓ کی فراست و بصیرت یہ کہہ رہی تھی کہ ان کا یہ انکار دین سے انحراف ہے۔ اگر آج انہوں نے زکوٰۃ کی یہ تاویل کر لی تو کل نماز کے بارے میں بھی اسی قسم کی تاویلات کا سہارا لیں گے اور اس طرح دین کی ساری عمارت کا نقشہ ہی بدل دیا جائے گا۔ مثلاً کل کچھ لوگ یہ کہہ دیں کہ نماز بھی تو حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ مخصوص تھی اور وہ اپنے استدلال میں اقم الصلوٰۃ لدلوک الشمس" اور دیگر آیات سے استدلال کرتے ہوئے کہہ دیں کہ اقامت صلوٰۃ کے مخاطب تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم ہی ہیں۔ اس لیے جب آپ نہ رہے تو یہ بھی باقی نہیں رہی۔ اسی طرح دین کے دیگر احکام یکے بعد دیگرے ختم کیے جا سکتے ہیں (جس کی سازش آج کل کے منکرینِ حدیث کر رہے ہیں)

سو جس طرح نماز کا حکم پوری امت کے لیے ہے اس کو صرف آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات گرامی کے ساتھ خاص کرنے کی یہ تاویل انہیں کفر وارتداد سے نہیں بچا سکتی اسی طرح خُذْ مِنْ اَمْوَالِهِمْ الآیہ میں یہ تاویل ان کو کفر سے نہیں بچا سکے گی۔ یہ انکار ارتداد کی دفعہ میں آ جائے گا۔ اسی پر صدیق اکبرؓ کا یہ ارشاد جلیل واللہ لاقاتلن من فرق بین الصلوٰۃ والزکوٰۃ (کہ نماز کا اقرار اور زکوٰۃ کا انکار کفر کیا معنی رکھتا ہے) شاہد ہے یعنی دونوں عبادات فرض ہیں۔ جس طرح نماز کا انکار کفر ہے اور ایسا آدمی مرتد ہے اسی طرح زکوٰۃ کا انکار کفر اور اس کا قائل مرتد ہے۔

اس وضاحت سے یہ معلوم ہو گیا کہ حضرات شیخینؓ کے مابین اختلاف اس پر نہ تھا کہ اہل الردۃ یعنی

مرتدوں سے جہاد کیا جائے یا نہیں؟ بلکہ اختلاف کی نوعیت یہ تھی کہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے نزدیک وہ اہل الردہ تھے اور سیدنا حضرت عمرؓ کے نزدیک ان کا ارتداد متحقق نہ ہوا تھا۔ جب آپ کے سامنے بھی صورت حال واضح ہوئی تو نہ صرف اتفاق کرتے ہوئے فیصلہ کے سامنے سر جھکا دیا بلکہ سیدنا صدیق اکبرؓ کے شانہ بشانہ عملی طور پر میدانِ عمل میں اتر آئے اور دیگر اصحابؓ نے بھی اس کو بسر و چشم قبول فرما لیا۔ شیخ الاسلام علامہ ابن تیمیہؒ تحریر فرماتے ہیں کہ:

فعمر وافق ابا بكر على قتال اهل الردة مانعي الزكوٰة وكذلك سائر الصحابه (منهاج السنة ج ٢ ص ٢٣٢ تفہیم المسلم ص ١٦٨)	آخر کار سیدنا حضرت عمرؓ اور تمام صحابہؓ ان مرتدین سے قتال کے معاملہ پر متفق ہو گئے اور سیدنا صدیق اکبرؓ کی رائے اور فیصلہ کو قبول فرما لیا۔

سیدنا صدیقؓ کی استقامت اور حضرات صحابہؓ کا اعتراف

سیدنا صدیق اکبرؓ کی اس دینی استقامت اور ایمانی فراست کا اندازہ فرمائیے کہ آپ کو ابتداء میں ہی اس مسئلہ کی حقیقت واضح ہو گئی تھی اور جب صورتِ حال واضح ہوئی تو تمام صحابہ کرامؓ بشمول سیدنا حضرت عمرؓ نے اس بات کا اعتراف کیا، آپ کی تائید فرمائی، آپ کی فراستِ ایمانی کی داد دی اور کھلے عام فرمایا:

فوالله ما هو الا ان رايت ان قد شرح الله صدر ابي بكر للقتال فعرفت انه الحق (بخاری ج ٢ ص ١٠٢٣ مسلم جلد ١ ص ٣٧)	خدا کی قسم میں سمجھ گیا کہ ان سے جنگ کے معاملہ میں ابوبکرؓ کو پورا پورا شرح صدر ہو گیا ہے بالآخر مجھے بھی یقین ہو گیا کہ حق بات یہی ہے۔

سیدنا حضرت عمرؓ یہ بھی اکثر فرمایا کرتے تھے:

"سیدنا حضرت ابوبکر صدیقؓ میری تمام عمر کی عبادت لے لیں اور مجھے صرف اپنی ایک رات اور ایک دن کی عبادت دے دیں۔ شبِ غار کی رات اور فتنۂ ارتداد کا دن۔

(تفہیم المسلم ص ١٦٨)

علامہ جار اللہ زمخشری لکھتے ہیں کہ جس دن سیدنا صدیق اکبرؓ کا انتقال ہوا حضرت علیؓ تشریف

لائے اور سیدنا صدیق اکبرؓ کے جسد مبارک کے قریب کھڑے ہو کر اپنے جذبات و تأثرات پیش فرمائے ان میں یہ بھی فرمایا:

وآخرین فیتلوا .... کنت کالجبل لاتحرکه العواصف ولاتزیلیه القواصف (الفائق ج ۱ ص ۲۸۴ رحمار بینہم ج ۱ ص ۳۳۳)	اور آخر دور میں بھی آپ (پیش قدم) رہے جبکہ لوگ ضعیف اور بزدل ہو رہے تھے۔ آپ دین کے معاملات میں اس پہاڑ کی طرح مضبوط رہے جس کو سخت تیز ہوائیں متحرک نہ کر سکیں اور توڑ دینے والی آندھیاں اپنی جگہ سے زائل نہ کر سکیں (یعنی انتقالِ نبوی کے بعد فتنۂ ارتداد میں آپ ثابت قدم رہے۔

سیدنا حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ

کرهنا ذلك فی الابتداء ثم حمدناه علیه فی الانتهاء (ازالۃ الخفاء مقصد اول ص ۱۳۹ ج ۱)	ہم ابتداء میں مانعینِ زکوٰۃ سے لڑنے کو پسند نہیں کرتے تھے (لیکن جب حقیقتِ حال پر مطلع ہوئے تو) ہم اس معاملہ میں ابوبکرؓ کے شکرگزار ہو گئے۔

سیدنا حضرت ابوہریرہؓ فرماتے ہیں کہ

فرأینا ذلك رشدًا (مسند احمد ج ۲ ص ۴۲۳)	جب ہم پر حقیقت کھلی تو ہم نے صدیق اکبرؓ کی رائے کو درست ہی پایا

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت ابوہریرہؓ نے فرمایا:

قائم فی الردة مقام الانبیاء (تفہیم المسلم ص ۱۶۸/۲)	یعنی فتنۂ ارتداد کی سرکوبی کے لیے صدیق اکبرؓ نے وہ کارنامہ سرانجام دیا جو پیغمبر کیا کرتے ہیں

حضرت ابوبکر عیاش رح بھی یہی بات فرماتے ہیں کہ:

سمعت ابا حصین یقول ما ولد بعد النبیین افضل من ابی بکر	میں نے ابوحصین رح کو یہ فرماتے ہوئے سنا کہ انبیاء کرامؑ کے بعد کوئی شخص ابوبکرؓ سے افضل

قام مقام نبی من الانبیاء فی قتال اهل الرده اخرجه البغوی۔
(ازالۃ الخفاء صفحہ ۱۳۹ ج ۱)

پیدا نہیں ہوا۔ اہل الردۃ سے لڑنے میں انہوں نے وہ کام کیا جو ایک نبی کرتا۔

حضرت حکیم الامت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ اس پر تبصرہ کرتے ہوئے فرماتے ہیں۔

ایں اشارہ است بہ تحمل داعیۂ الہیہ کہ در نفس نفیس او رضی اللہ عنہ مرتسم شد وازانجا اہتمام بامر جہاد در خاطر مسلمانان مرسوم گشت (ایضاً صفحہ ۱۳۹)

(ابو حصینؒ کا یہ قول اس ارادۂ الہیہ کے قبول کرنے کی طرف اشارہ ہے جو صدیق اکبرؓ کے نفس نفیس میں منتقش ہو گیا تھا اور انہیں کے دل سے تمام مسلمانوں کے دل میں ارادۂ جہاد پیدا ہوا۔

حضرت عبد الرحمٰن بن زید بن اسلمؓ بھی اس واقعہ پر فرماتے ہیں کہ
(صدیق اکبرؓ) کیا ہی اچھے کامل فقیہہ تھے۔ (مواہب الرحمٰن ج ۲ صفحہ ۵۵)

خلاصہ یہ کہ فتنۂ ارتداد میں خواہ کچھ وقت صرف تو ہوا لیکن سیدنا صدیق اکبرؓ ہی کے زمانہ میں اس کا پوری طرح قلع قمع کر دیا گیا۔ اس راہ میں حالات نے کئی بار پلٹا کھایا، کئی نئے موڑ آئے لیکن سیدنا صدیق اکبرؓ نے ہر حالات کا ڈٹ کر مقابلہ کیا۔ ہر موڑ پر باطل کو شکستِ فاش دی۔ اگر خدانخواستہ آپ اس جانب توجہ نہ فرماتے تو نہ معلوم کیا ہو گیا ہوتا لیکن آپ نے ایسا نہ ہونے دیا۔ اسلام کی کشتی کے ناخدا بن کر بحفاظت ساحلِ مُراد پر پہنچا دیا۔ یہ ایک بہت ہی بڑا احسان ہے۔ جزاہم اللہ عنا وعن سائر المسلمین احسن الجزاء۔ ؎

ترویج دین پاک میں سبقت وہ لے گیا
یکجا تھے اس میں نورِ یقیں جوہرِ خرد
حکمت سے ارتداد کا فتنہ کیا فرد
ہر کذب اس کے نورِ یقیں سے ہے مسترد

(جاری ہے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نبوت کے منصب پر فائز ہوئے ۶ سال کا عرصہ گزر چکا تھا۔آپ اپنے تبلیغی مشن میں معروف تھے۔ بھٹکی ہوئی انسانیت کو راہ حق کی طرف بلا رہے تھے لیکن اس راہ میں اپنے ہی خاندان اور قبیلہ کے لوگ حائل ہو رہے تھے اور قریش مکہ نے اذیتوں کے مختلف انداز اپنائے ہوئے تھے

ایک روز نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم خانہ کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے کہ کفاران مکہ کے مشورہ سے عقبہ بن ابی معیط نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی گردن پر اونٹ کی اوجھڑی ڈال دی۔ کسی نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی صاحبزادی کو اطلاع دیدی۔یہ صاحبزادی ابھی صرف ۶ سال کی ہی تھی لیکن نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے انس و محبت کا یہ عالم تھا کہ دوڑی دوڑی آئیں۔آپ کے جسم اطہر کو صاف کیا اور ان کفاروں کو بُرا بھلا کہا۔

اس ننھی سی بچی نے اپنی عمر کے اس دور میں ان مصائب اور تکالیف کا مشاہدہ کیا جو دین حق کی خاطر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے برداشت کیں۔

یہ بچی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سب سے چھوٹی بیٹی حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا تھیں۔ حضرت فاطمہ رضی اللہ عنہا کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خاتونِ جنّت قرار دیا ایک روایت میں آتا ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ

"قیامت کے روز ایک آواز دینے والا آواز دے گا کہ اے لوگو!

اپنے سروں کو جھکا لو اور اپنی نظریں نیچی کر لو اس لئے کہ فاطمہ بنت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) گزرنے والی ہیں چنانچہ حضرت فاطمہ رضؓ پل صراط سے ستر ہزار حور عین حوروں کے

ساتھ بجلی کی رفتار سے گزر جائیں گی"

ایک اور روایت میں آتا ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

" فاطمہ میرے جسم کا ٹکڑا ہیں جس نے فاطمہ کو ایذا پہنچائی اس نے مجھے ایذا پہنچائی"

آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے اس ارشاد میں جہاں وہ لوگ شامل ہیں جو حضرت فاطمہؓ سے عقیدتاً بغض رکھتے ہیں اور ان کے متعلق ایسے خیالات کا اظہار کرتے ہیں جو کہ ان کے مناسب شان نہیں ہیں۔ اسی طرح وہ لوگ بھی اس میں شامل ہیں جو سیرتِ فاطمی اور کردارِ زہرا کے نفاذ کے دعوار ہیں لیکن ان کا عمل اس سیرت اور کردار کے مطابق نہیں۔ اگر فاطمہ زہراؓ کے کردار کی اتباع کرنی ہے اور ان کے جیسی سیرت اپنانی ہے تو ذرا غور کیجئے کہ حضرت فاطمہؓ کا انتقال ہوا تو انہوں نے انتقال سے قبل یہ وصیت کی کہ میرا جنازہ رات کے ان لمحوں میں اٹھایا جائے کہ کسی کی نظر بھی میرے جنازہ پر نہ پڑے۔

جس خاتون نے انتقال کے بعد بھی اس قدر پردہ اور شرم وحیا کا خیال رکھا آج ان کا نام گرامی لے کر بعض بے پردہ اور مغربی ذہن رکھنے والی خواتین سیرت فاطمی کی علمبردار بنی ہوئی ہیں۔ وہ فاطمہ زہراؓ کہ جن کے والد بحر و بر کے مالک تھے دنیا کی ہر آسائش ان کو مل سکتی تھی لیکن انہوں نے فاطمہ زہراؓ کے جہیز میں نہایت مختصر سامان دیا۔

وہ فاطمہ زہراؓ جس نے دنیوی زندگی پر اُخروی سعادت اور کامیابی کو ترجیح دی کیا آج وہ خواتین جو حضرت فاطمہ کا نمونہ بننے کی دعوت دے رہی ہیں کیا وہ اپنے گھر اور اپنے اردگرد کے ماحول میں حضرت فاطمہ کے اصولوں کو اپنا سکی ہیں؟؟

بقیہ: مسجدِ نبویؐ میں ایک اعرابیؓ

انداز میں فرمایا کہ تم نے تو رحمتِ خداوندی کی وسعت کو محدود کر دیا۔ دعوت و تبلیغ میں حکمت و موعظت کا یہی انداز مطلوب ہے اور انبیاء و رسل کا یہی طریقہ رہا ہے۔ ایک حدیث میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے۔ "تم لوگ آسانی کرو، سختی نہ کرو، خوشخبری دو نفرت نہ پھیلاؤ۔" ان چار لفظوں میں اسلامی اخلاقیات کے تمام پہلو بیان کر دیے گئے ہیں مسلمانوں کو ایسا ہی ہونا چاہیے۔

(آخری قسط)

صداقت رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم

اور

مقبولیت صحابہ کرام و خلفاء راشدین رضی اللہ عنہم

حضرت مولانا سید اسعد صاحب مدنی مدظلہ کا مدنی جامع مسجد چکوال میں خطاب

حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے کہا کہ اللہ کے راستے میں دو۔ مسجد میں اعلان کیا۔ جو اللہ توفیق دے اللہ کے راستے میں دو۔ صحابہ کرام اُٹھے۔ جو دیا اللہ نے لاکر پیش کر دیا۔ حضرت عمر رضہ کہتے ہیں میرے دل میں یہ خیال آیا کہ جب کوئی ایسا موقع ہوتا ہے ابوبکر رضہ سب سے آگے ہوتے ہیں۔ آج اتنا دو، اتنا دو کہ ان سے بڑھ جائے۔ یہ سوچ کر گھر گئے اور جو گھر میں تھا دو حصوں میں بانٹ دیا۔ آدھا اپنے گھر والوں کے لیے رکھا کہ لو یہ تم لو! اور جو تھا دوسرا آدھا لے کر حضورؐ کے پاس آ گئے۔ حضورؐ! یہ لیجیے۔ حضورؐ نے فرمایا۔ اللہ جزائے خیر دے۔ اللہ برکت دے۔ خوب دعا دی۔ دُعائیں دینے کے بعد پوچھا کہ گھر والوں کے لیے کیا چھوڑا؟ کہنے لگے۔ حضورؐ! گھر والوں کے لیے جو اللہ نے دیا تھا آدھا چھوڑا اور آدھا لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ حضورؐ نے پسند کیا اور دعائیں دیں۔ بہت اچھا کیا بھائی! اللہ تجھے جزائے خیر دے۔ بہت خیر دے۔ اللہ تجھے بہت برکت دے۔ اب بہت خوش ہیں حضرت عمر فاروق رضہ کہ آج تو سب سے میں بڑھ گیا ہوں۔ حضورؐ نے خوب دعائیں دیں۔ تھوڑی دیر میں دیکھا کہ حضرت ابوبکر صدیق رضہ بھی باندھے لپیٹے چلے آ رہے ہیں۔ حضورؐ کی خدمت میں آئے۔ حضورؐ! یہ حاضر ہے۔ حضورؐ نے بہت دُعائیں دیں۔ قبول کیا۔ پوچھا۔ ابوبکر! گھر والوں کے کیا چھوڑا؟ کہتے ہیں۔ گھر والوں کے لیے اللہ اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت۔

بھائی! خدا کی قدرت ہدایت اللہ کے قبضے میں ہے۔ کسی کے قبضے میں نہیں۔ اچھے بڑے بڑے

پڑھے لکھے ہیں لیکن نہ اللہ نہ رسول نہ قرآن کسی کی نہ ماننا۔ فرضی سوالی خرافات میں مبتلا ہیں اور دین سے محروم۔ قرآن کا انکار، حضورؐ کی سچائی کا انکار، صحابہ کرامؓ کا انکار جن کو اللہ نے رضی اللہ عنہم کہا۔ رضامندی کا اعلان کیا۔ ہدایت یافتہ کہا، جنتی ہونے کی خبر دی۔ حضورؐ نے جگہ جگہ تعریف کی۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ کے صاحبزادے ایمان لائے۔ حضورؐ کی خدمت میں مدینہ منورہ میں آئے، ایمان لائے اور خود والد سے ملے، سلام دعا۔ خیریت دریافت کرنے کے بعد اپنے والد سے پیار محبت کی بات شروع کی اور بار بار کہا ایسی محبت ایسی محبت، یوں یاد کرتے تھے، یوں یاد آتے تھے اور کہتے ہیں کہ لڑائی میں ایسا موقعہ آیا کہ اگر آپ میرے باپ نہ ہوتے تو قتل کر دیتا۔ بالکل زد میں آپ آ گئے تھے، لیکن آپ میرے باپ، آپ سے میری محبت، میں نے آپ کو کچھ نہ کہا۔ یہ سُننا تھا کہ حضرت ابوبکر صدیقؓ کا چہرہ سُرخ ہو گیا۔ کہنے لگے قسم خدا کی کیسا باپ اور کیسا بیٹا۔ اگر ایک دفعہ بھی میں تجھے دیکھ لیتا تو میں تجھے قتل کر دیتا۔ وہ ایسے تھے کسی کی نہیں پرواہ!

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اس دُنیا سے تشریف لے گئے۔ بہت واقعات ہیں کیا سناؤں، کیا نہ سناؤں؟ تو کچھ دنوں کے بعد چار آدمیوں نے، ایک عورت اور تین مردوں نے نبوت کا پرچار شروع کر دیا۔ ان میں سے مسیلمہ کذاب تو پہلے ہی سے مدعی تھا اور بھی ہو گئے۔ خیر۔ بعض لوگوں نے، کسی قبیلہ نے زکوٰۃ بند کر دی، کسی نے کچھ کر دیا، کسی نے کچھ کر دیا۔ جگہ جگہ فتنے شروع ہو گئے۔ جب یہ بات بڑھی تو مشورہ کیا کہ کیا کرنا چاہیئے۔ لوگوں نے بتایا حضورؐ پردہ کر گئے ہیں۔ حضورؐ کے جانے کا لوگوں کو غم ہے، کمزوری ہے، پریشانی ہے اور مسلمانوں کی صحابہ کرامؓ کی طاقت منتشر ہے۔ دماغ میں سکون نہیں، قوت نہیں۔ ذرا ہم اپنی صفوں کو ٹھیک کر لیں، یکجہتی اور قوت آ جائے پھر سب مل کر کے کھڑے ہوں گے۔ تھوڑا صبر کیجئے، دو چار مہینے، پھر جو مخالفین ہے ان کا مقابلہ کیا جائے گا اور فتنوں کا تعاقب کیا جائے گا۔

سب صحابہ کرامؓ، حضرت عمر فاروقؓ، حضرت علی وغیرہ سب کی رائے ایسی ہی تھی۔ ذرا صبر کرو۔ حضرت ابوبکر صدیقؓ نے کہا کہ ابوبکر زندہ ہے اور خدا کے دین میں ایک اتنی بھی کمزوری پیدا ہو، بدلا جائے، دین مٹے ہرگز نہیں ہو سکتا۔ میں مٹ جاؤں گا، خدا کے دین کو کبھی کمزور نہیں ہونے دوں گا۔ تم سب رُک جاؤ، میں اکیلا جہاد کروں گا۔ حضرت عمرؓ بولے کہ آپ نہیں ہم جائیں گے۔ حضرت علیؓ نے کہا ہم جائیں گے اور دوسرے صحابہ کرامؓ نے کہا کہ ہم جائیں گے۔ اگر آپ جاتے ہیں تو ہم جائیں گے۔ یہ صحابہ کرامؓ کھڑے ہو گئے تو اللہ

کا دین سر بلند ہوگیا ۔ سارے فتنے مٹ گئے ۔ سب چیزیں ختم ہوگئیں۔

بھائی! ایسے موقع پر ایسی قربانی دینے والے کیا خدانخواستہ خاکم بدہن حکومت کے لالچ میں تھے اتنا کذب! اور یہ کہ ہدایت اللہ کے قبضے میں ہے ۔ وہ جسے چاہتا ہے دیتا ہے ۔ نہیں تو یہ کسی کا ٹھیکہ ٹھیکہ نہیں ۔ حضور کے چچا، پیارے چچا، عاشق چچا، ساری عمر حضورؐ کا ساتھ دیا۔ کبھی حضور سے پیچھے نہیں رہے۔ جب ان کا انتقال ہوا اسی سال حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا انتقال ہوا ۔ تو حضورؐ نے کہا یہ عام الحزن ہے ۔ یہ غم کا سال ہے ۔ ہمارے دو مخلص دو سچے ساتھی بڑے پکے وفادار ساتھی تھے ۔ دنیا سے چلے گئے بڑے غم کا سال ہے ۔ جن کے موت کے سال کو حضورؐ غم کا سال کہیں ۔ حضورؐ کے چچا ۔ اللہ کو منظور نہیں ۔ نہیں ایمان لائے ۔ حضورؐ تشریف لے گئے انتقال سے پہلے ۔ کہا ۔ عمی! ایمان لے آؤ ۔ کہا ۔ بیٹا! سمجھتا ہوں تم سچے ہو، لیکن یہ طعنے دیں گے ۔ باپ دادا کا دین چھوڑ دوں ۔ بڑی بے عزتی ہوگی ۔ کہا بھی اللہ کو مانو ۔ یہ سب جھوٹا تصور ہے ۔ سمجھاتے رہے ۔ بار بار تیار ہوتے تھے اور ابوجہل غیرت دلاتا تھا ۔ یہاں تک کہ حضورؐ نے فرمایا ۔ عمی قل کلمۃ ... اے چچا! ایک دفعہ ایک بات کہہ دو ۔ مجھے اللہ کے ہاں عرض کر کے چھڑانے کا موقع مل جائے گا ۔ میں اللہ سے کہوں گا ۔ نہیں نہیں میرے سامنے کہا تھا ۔ ان کو چھوڑیئے ۔ ان کو جنت بھجوائیے ۔ مجھے موقع مل جائے ۔ ایک دفعہ کہہ دو ۔ آخر میں کہا کہ عار پر آگ کو میں ترجیح دیتا ہوں ۔ آگ میں جانا منظور ۔ لوگ طعنہ دیں، عورتیں طعنہ دیں ۔ یہ مجھے منظور نہیں۔

حضورؐ مایوس ہو کر چلے گئے ۔ تھوڑی دیر میں انہیں کے بیٹے حضرت علی کرم اللہ وجہہ آئے اور حضورؐ سے کہا کہ انّ عمک قد ضلّ وقد مات ۔ آپ کا گمراہ چچا مر گیا ۔ اس پر یہ آیت نازل ہوئی۔ انک لا تہدی من احببت ۔ اللہ نے کہا کہ آپ جس کو چاہیں ہدایت یافتہ کر دیں آپ کے بس کی بات نہیں ۔ یہ اللہ کے بس کی بات ہے ۔ وہ جس کو چاہتے ہیں ہدایت دیتے ہیں ۔ تو بھائی! یہ محروم القسمت بھی بدقسمت ہیں ۔ حضورؐ ۔ اللہ ۔ قرآن ۔ سب کا انکار ۔ اللہ نے ان کے مقدر میں گمراہی لکھی ہے ۔ دعا فرمائیں اللہ ان لوگوں کو ہدایت دے دے اور یہ ایسی گمراہی سے بچ جائیں ۔ اس لیے بھائی! صحیح بات یہ ہے کہ اللہ پر ایمان لاؤ ۔ اللہ کی مرضی کے مطابق زندگی گزارو ۔ دین پر عمل کرو ۔ اللہ تعالیٰ نے جو راستہ تجویز کیا ہے اور اسی کو بتانے کے لیے، چل کر دکھانے کے لیے، اس پر چلانے کے لیے اللہ تعالیٰ نے انبیاء کرامؑ کو بھیجا ہے ۔

خصوصاً نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کو۔ حضورؐ نے یہ ڈیوٹی سونی صد مضبوطی سے انجام دی۔ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے قلب مبارک کی تڑپ۔ بے چینی۔ اللہ تعالیٰ اس کا ذکر فرماتا ہے۔ لَعَلَّکَ بَاخِعٌ نَّفْسَکَ اَلَّا یَکُوْنُوْا مُؤْمِنِیْنَ۔ (الشعراء ۳) قریب ہے کہ آپ اس غم میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیں کہ یہ ایمان کیوں نہیں لاتے۔ یہ جو لوگ ایمان نہیں لاتے، آپ کو اس قدر بے چینی اور غم، پریشانی ہے کہ آپ قریب ہے کہ اس پریشانی میں اپنے آپ کو ہلاک کر دیں۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں بیان کرتا ہے کہ اس قدر حضورؐ کو غم، تکلیف اور صدمہ تھا۔ مصیبتیں اٹھاتے تھے کہ کسی طریقے سے یہ ایمان لے آئیں، سمجھ جائیں، جہنم سے نجات پائیں اور سیدھے راستہ پر آجائیں۔ وہ راستہ کھلا ہوا ہے۔ وہی ایک راستہ ہے جو اللہ کو راضی کرنے کے لیے ہو سکتا ہے جو آخرت میں نجات دلائے گا، جو جہنم سے بچائے گا۔ اس شریعت پر چلو، دین پر چلو۔ اللہ کے حکم کے مطابق زندگی گزارو۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کرو۔ یہی محبت ہے۔ ایک شاعر نے کہا ہے ؎

محبت اتباعِ سنتِ خیر الوریٰ ہی ہے ہوس رانوں کو یارب یہ حقیقت کون سمجھائے

لوگ اپنی اپنی چلاتے ہیں۔ باپ دادا سے یہ ہوتا چلا آیا ہے۔ وہ کریں گے۔ نہ اللہ کی مانیں گے نہ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی مانیں گے۔ ہم تو وہ کریں گے باپ دادا جو کرتے آئے ہیں۔ ہم تو وہ کریں گے؛ یہی مکے والے بھی کہا کرتے تھے کہ ہم نے جو باپ دادا سے ہوتا دیکھا ہے وہی کریں گے۔ حضورؐ کی نہیں مانیں گے۔ یہی جھگڑا تھا ان کا۔ آج بھی یہی جہالت موجود ہے۔ اللہ کی بات، اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی بات، اس کو ٹھکرا دیتے ہیں، نہیں مانتے اور باپ دادا سے جو ہوتا آیا ہے چاہے الٹا چاہے سیدھا وہی کریں گے۔ یہ تو کوئی بات نہیں۔ اللہ تعالیٰ کو مانو۔ اللہ تعالیٰ کی مرضی کے مطابق ٹھیک ہے تو ٹھیک، نہیں تو نہیں اور حضورؐ سے محبت تو اسی میں ہے کہ ساری دنیا کو چھوڑ کر کے حضورؐ کی بات کو مانیں، حضورؐ کے طریقے پر چلیں تب تو سچے عاشق ہیں۔ خود نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے کسوٹی معیار بتایا ہے۔ مَنْ اَحَبَّنِیْ اتَّبَعَ سُنَّتِیْ وَمَنِ اتَّبَعَ سُنَّتِیْ کَانَ مَعِیَ فِی الْجَنَّۃِ۔ اَوْکَمَا قَالَ صلی اللّٰہ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ

حضور فرماتے ہیں مَنْ اَحَبَّنِیْ اتَّبَعَ سُنَّتِیْ۔ دعویٰ محبت سے کچھ نہیں ہوتا۔ سچا عاشق اگر دیکھنا ہے، پرکھنا ہے، امتحان لینا ہے تو دیکھ لو جو مجھ سے محبت کرے گا تو میرے طریقہ پر چلے گا۔

اس کی شکل، اس کا لباس، اس کی چال ڈھال، اس کے معاملات، اس کی عبادات اس کی زندگی مجھ جیسی ہو گی۔ اگر میرے طریقے پر چلتا ہے یقیناً میرا سچا عاشق ہے اور اس طرح اگر کوئی میرے ساتھ عشق کرے کہ میرے طریقہ پر چلے تو حضورؐ فرماتے ہیں جنت میں تو جائے گا ہی جنت میں بھی وہاں ہوگا جہاں میں ہوں گا۔ اس کو جنت ملے گی اور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی صحبت سنگت ساتھ ملے گی۔ وہاں ہوگا جہاں حضورؐ ہوں گے۔

اب ایک آدمی کہے مولانا صاحب! بے شک جو حضورؐ کے طریقے پر چلے وہ سچا عاشق ہے ہم بھی مانتے ہیں لیکن اگر کوئی آدمی من مانی کرے عشق میں جو چاہے کپڑے رنگ لے حلوے کھائے، ناچے کودے، تیرے باپ کا کیا؟ ارے میرے باپ کا تو کچھ نہیں مگر حضورؐ جو نہیں مانتے۔ جب حضورؐ ہی کا انکار کر رہے تو کیا ملے گا۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ مَنْ رَغِبَ عَنْ سُنَّتِیْ فَلَیْسَ مِنِّیْ اوکما قال صلی اللہ علیہ وسلم جو کوئی میرے طریقے سنت سے اعراض کرے اس پر نہ چلے لَیْسَ مِنِّیْ۔ اس کے ساتھ میرا کوئی تعلق نہیں۔ جب حضورؐ بے تعلقی کا اعلان کرتے ہیں، جب آپ فرما دیں میں نے تعلق توڑ دیا۔ تو اب میرے آپ کے ماننے سے کیا ہو گا؟ کیا ملے گا؟ حضورؐ مانیں تب ہو گا۔ وہ جب ہی مانتے ہیں جب وہ حضورؐ کے طریقہ پر چلے۔ اسی لیے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں جہاں اپنی اطاعت کا حکم دیا ہے وہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت، پیروی، بات ماننا اس کا بھی حکم دیا، اس کو بھی فرض کیا۔

اللہ نے قرآن میں کہا ہے: اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَالرَّسُوْلَ (آل عمران)۔ اے لوگو! اللہ کی اطاعت اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔

اسی طرح فرمایا۔ اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ۔ (النساء ۵۹) اللہ کی اطاعت کرو اور اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کرو۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ نے کہا ہے: وَمَنْ یُّطِعِ اللّٰہَ وَرَسُوْلَہٗ فَقَدْ فَازَ فَوْزًا عَظِیْمًا۔ (الاحزاب)
جس نے اللہ کی اطاعت کی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت کی

فَقَدْ فَازَ تحقیق کامیاب ہو گیا۔

فَوْزًا عَظِیْمًا زبردست کامیابی

اللہ کہتا ہے وہ کامیاب ہوا اور معمولی نہیں ۔ زبردست کامیابی

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتا ہے: مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا ۔ (الحشر،) اللہ تعالیٰ کہتا ہے قرآن میں ۔ مَآ اٰتٰكُمُ الرَّسُوْلُ فَخُذُوْهُ ۔ اللہ کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم جو تمہیں دیں مضبوط پکڑ لو ۔ چھٹنے نہ پائے اور وَمَا نَهٰكُمْ عَنْهُ فَانْتَهُوْا جس سے تمہیں منع کر دیں قریب نہ جاؤ ۔ دُور رہو ۔

اسی طرح اللہ تعالیٰ قرآن میں کہتے ہیں اور حضورؐ کو حکم دیتے ہیں ۔ قُلْ اِنْ كُنْتُمْ تُحِبُّوْنَ اللّٰهَ فَاتَّبِعُوْنِيْ يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ وَيَغْفِرْ لَكُمْ ذُنُوْبَكُمْ ۔ (آلِ عمران ۳۱)

کہہ دیجئے اے لوگو! اگر تم اللہ سے محبت کرتے ہو تو فَاتَّبِعُوْنِيْ میرا اتباع کرو ۔

اللہ یہ کہلواتا ہے کہ کہہ دو ان کو کہ اگر تم میرے طریقہ پر چلو گے تو يُحْبِبْكُمُ اللّٰهُ اللہ تم سے محبت کرنے لگے گا ، تم معشوق ہو جاؤ گے ، محبوب ہو جاؤ گے اور اللہ تمہارا عاشق ہو جائے گا ۔

نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اللہ کے سب سے بڑے محبوب ہیں ۔ پیارے ہیں اور پیارے کی ہر چیز پیاری ہوتی ہے ۔

تو اگر تم بھی اللہ کے پیارے جیسے بننے کی کوشش کرو گے تو جیسے جیسے بنتے جاؤ گے تم بھی اللہ کے پیارے بنتے جاؤ گے ۔

ارے بھائی ! بیٹیا ، اولاد ، بیٹی ، ماں باپ کے پیارے ہوتے ہیں ۔ جیسا دوسرے کا بچہ سڑک میں ٹرین میں ، بس میں بازار میں دوسرے شہر میں کہیں نظر آجائے تو جی چاہتا ہے گود میں لیں ۔ ہنسائیں کھلائیں پلائیں ۔ آپ کا پیارا تو نہیں ۔ دوسرے کا ہے لیکن آپ کے پیارے جیسا ہے ۔ شکل ویسی ہے ۔ رنگ ویسا ہے ۔ چال ڈھال ویسی ہے ، اس لیے آپ کو اس سے پیار ہو رہا ہے ۔ کیوں بھائی ہوتا ہے کہ نہیں !

اسی طرح تم بھی اپنی چال ڈھال حضورؐ جیسی بنالو ، کام حضورؐ جیسے کرو ۔ معاملات حضورؐ جیسے کرو سچائی ویسی ہو ، امانت داری ویسی ہو ، لوگوں کی خدمت ویسی ہو ، مہمان نوازی ویسی ہو ، جیسے جیسے تم حضورؐ جیسے بنتے جاؤ گے ، تم بھی اللہ کے پیارے بنتے جاؤ گے ۔ پیارے جیسے بن گئے ہو اس لیے تم پیارے ہو گئے ۔ اللہ تمہارا عاشق ہو گیا ۔ پھر انسان ہو غلطیاں بھی سہی ، تمہارا حساب کتاب چوڑا ہے پر نہیں ہو گا ۔ اب تم محبوب ہو ۔ اللہ تمہارا محب ہے ۔ میدانِ آخرت کا مالک اللہ تمہارا محب ہے اور تم اللہ

کے پیارے ہو۔ لہٰذا اب پیار محبت اس بات کو برداشت نہیں کرسکتی کہ سب کے سامنے ذلیل کیا جائے۔ یغفرلکم ذنوبکم۔

اللہ قرآن میں کہتا ہے کہ جب تم سے محبت ہو جائے گی حضورؐ کے طفیل میں، تم سے غلطیاں گناہ بھی ہوں تو ہم سب معاف کردیں گے۔ اللہ تعالیٰ قرآن میں فرماتا ہے کہ نعمت ملے گی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع سے۔ ظالمو! ذرا ذراسی اُلٹی سیدھی کرکے آخر اس اتنے بڑے مقام کو کیوں ضائع کرتے ہو! یہ نعمت ہے انمول نعمت ہے۔ تم محب، محبوب بن جاؤ اور اللہ محب بن جائے حضورؐ کے طفیل۔ اس سے محروم کتنی بڑی محرومی ہے۔ دشمنوں کی صف میں شامل مت ہو۔ اللہ کے پیارے بن جاؤ۔

تو میرے محترم بزرگو! یہ طریقہ ہے شریعت کا دین کا، جس سے اللہ کی محبوبیت حاصل ہوتی ہے آخرت میں۔ اللہ تعالیٰ راضی ہوتا ہے اس کو اختیار کرو۔ یہ چندروزہ ہے زندگی۔ کوئی ہمیشہ نہیں رہا اصلی زندگی وہی ہے۔ ایسے چندروزہ زندگی گزارو وہاں کامیابی ہو، وہاں نجات ملے۔ وہاں سرخروئی ہے تو کامیابی ہے ورنہ سب برباد۔

اللہ تعالیٰ سے بھلائی مانگو، کوشش کرو، صحیح راستہ پر چلو اور آخرت میں بھلائی کے کام کرو۔ اللہ تعالیٰ آپ کو ہم سب کو اپنی مرضیات پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ نفس وشیطان کے کیدومکر سے بچائے اور دارین کی نعمتوں سے نوازے (آمین)

وَاٰخِرُ دَعْوٰنَا اَنِ الْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ۔

بقیہ: فتویٰ فکر

اکابر علماء اور نجدی سعودی علماء بھی اس سماع کے قائل ہیں تو گویا تمام امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیہ ان غالیوں کے نزدیک کافر ہوگئی العیاذ باللہ۔

ہمارے سنی دیوبندی علماء جو اِن اشاعت التوحید والسنت والوں سے مذہبی تعلقات رکھتے ہیں اور ان کے جلسوں میں تقریریں کرتے ہیں ان کے لیے بھی یہ فیصلہ ایک تازیانہ عبرت ہے۔ قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی قدس سرہٗ نے ارشاد فرمایا کہ انبیائے کرامؑ کے سماع عندالقبر میں اہل السنت والجماعت کے ہاں کوئی اختلاف ہی نہیں ہے۔ واللہ الہادی

خادم اہلسنت مظہر حسین غفرلہ ۴ رمضان المبارک ۱۴۰۴ھ

فضیلت و منقبت
حضرتؓ سیّدنا امیر المومنینؓ علی المرتضیٰ رضی اللہ عنہ

حضرت سرور میواتی

شیرِ یزداں ، فاتحِ خیبر، علی مُرتضےٰ — قائدِ اہلِ طریقت ، سرگروہِ اتقیا
وارثِ علمِ نبوّت ، رہبرِ راہِ ہدیٰ — بابِ شہرِ علم ، دامادِ محمدؐ مصطفےٰ
عہدِ صدّیقی میں تھے عدل و عدالت کے امیر — دَورِ فاروقی میں تھے فاروقؓ کے اعلیٰ مشیر
عہدِ عثماںؓ میں مشیرِ خاص اور قاضی رہے — ہر خلیفہ سے علیؓ مرتضےٰ راضی رہے
زغنۂ دشمن میں گزری آپ کی ہجرت کی رات — بسترِ سرکارؐ پر سو کر کٹی رحمت کی رات
صاحبِ ایماں ہوئے بچوں میں سب سے پیشتر — عہدِ بچپن میں رہے سرکارؐ کے زیرِ نظر
سرورِ کونین کی صحبت سدا حاصل رہی — یوں طبیعت خیر کی جانب سدا مائل رہی
عشق میں سرکار کے سرشار رہتے تھے سدا — حکم کی تعمیل کو تیار رہتے تھے سدا
ہر لڑائی میں لڑے کفّار سے مردانہ وار — ہو کے خوش سرکارؐ نے دی ان کو تیغ ذوالفقار
خیبر و بدر و احد احزاب کے غزوات میں — بوالحسنؓ کے کارنامے شہرۂ آفاق ہیں
ابنِ عبدِ وُدّ کے اک وار میں ٹکڑے کئے — مرحب و عنتر کے سر تن سے اڑا کر رکھ دیے
دی شہِ بطحاؐ نے جنّت کی بشارت آپ کو — حق تعالیٰ نے عطا کر دی شہادت آپ کو
فخرِ دو عالم نے دامادی کی عزّت دی انہیں — بے گماں دنیا و مافیہا کی دولت دی انہیں

مختصر قصّہ کہ سرور حیدرِ کرّار کی
خوبیاں گننے لگیں تو گن نہیں سکتے کبھی

جناب ڈاکٹر لیاقت علی صاحب نیازی ایم اے پی۔ ایچ ڈی

حجۃ الاسلام امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ رقمطراز ہیں:

امام بغوی رحمۃ اللہ علیہ نے فرمایا ہے: صحیح یہ ہے کہ رمضان ایک مہینے کا نام ہے اور یہ لفظ "رمضاء" سے ہے۔ یعنی وہ پتھر جو گرم کیا گیا ہو، اس لئے کہ وہ شدید گرمی میں روزے رکھتے تھے عربوں نے جب مہینوں کے نام رکھے، تو ایسا اتفاق ہوا کہ اس کا نام (یعنی رمضان) شدید گرمی کے موسم میں تھا۔ یہ روزے ۲ھ میں فرض ہوئے اور یہ ضروریات دین میں سے ہیں، ماہ رمضان کے روزوں کا منکر کافر ہے۔[1]

محبوب سبحانی حضرت غوث اعظم رحمۃ اللہ علیہ ارشاد فرماتے ہیں کہ

جعفر صادق اپنے بزرگوں سے اور عبداللہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا کہ ماہ رمضان اللہ کا مہینہ ہے

اصمعی ابو عمرو سے نقل کرتے ہوئے لکھتے ہیں کہ رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ اس میں اونٹ کے بچوں کے پیر گرمی سے جلنے لگے تھے اور بعض لغوی کہتے ہیں کہ اس میں گرمی کی وجہ سے پتھر جلنے لگے تھے اور رمضاء گرم پتھر کو کہتے ہیں

کسی نے کہا کہ رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گناہ جلا ڈالتا ہے۔ اس قسم کی نبی صلی اللہ علیہ وسلم سے بھی ایک روایت آئی ہے کسی نے کہا رمضان کو رمضان اس لئے کہا جاتا ہے کہ یہ دلوں میں حرارت پیدا کرتا ہے اور حرارت سے دل نصیحت قبول کرتے ہیں اور آخرت کی باتوں میں غور و فکر کرتے ہیں، جیسے ریت اور پتھر سورج کی حرارت جذب کر لیتے ہیں خلیل کہتے ہیں رمضان رمض سے بنا ہے اور رمض موسم خریف کی بارش کو کہتے ہیں بنا بریں رمضان کو رمضان اس لئے کہتے ہیں کہ یہ گناہوں سے بدن کو دھو دیتا ہے اور دلوں میں پاکی اور

---

[1] مکاشفۃ القلوب (ترجمہ از قاری محمد عطاء اللہ) ص ۶۸۶

تقویٰ پیدا فرما دیتا ہے[1]"

تاجدار انبیاء حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ ہر چیز کی زکوٰۃ ہوتی ہے اور جسم کی زکوٰۃ روزہ ہے (ابن ماجہ بروایت ابوہریرہ رض)

روزے کا تصور دیگر قدیم ادیان میں بھی ہے

ہندو دھرم کی قدیم کتابوں مثلاً ویدوں میں بھی روزے کا تصور موجود ہے۔ بدھ مت میں ہر ماہ چار روزوں کا تصور ہے۔ اس دوران میں روزہ دار خاموش رہتے ہیں۔ کھانے پینے سے اجتناب کرتے ہیں اور اپنے گناہوں کا اعتراف کرتے ہیں، یہودیت میں بھی روزوں کا تصور موجود ہے ان کے ہاں تیس دن کے ایام میں روزے رکھے جاتے ہیں۔ علاوہ ازیں قومی مصائب کے دنوں میں یا ناگہانی ایام میں بھی روزے رکھے جاتے تھے۔ جدید یہودیت میں روزے مختلف مہینوں میں رکھے جاتے ہیں مثلاً مختلف مذہبی تہواروں پر ستمبر میں، جنوری میں اور نومبر میں جب یروشلم کو دوسری دفعہ نذر آتش کیا گیا تھا۔ عیسائیت میں روزوں کی تعداد چالیس ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چالیس روزے رکھا کرتے تھے۔ عیسائیت میں چند فرقے چودہ دن کے روزے رکھتے ہیں۔ جس میں روٹی کھانے اور نمک کے استعمال اور پانی پینے کی اجازت ہوتی ہے۔ جدید یونان میں بھی جو عیسائیت رائج ہے اس میں بھی روزوں کا تصور موجود ہے۔ اسی طرح روس میں بھی عیسائیت کے پیروکار روزے رکھتے ہیں۔

تاریخ سے ثابت ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نبوت سے پہلے ایک صحرا میں اعتکاف فرماتے تھے اور لگاتار چالیس روزے رکھتے تھے۔ ۳۹ھ سے قبل شہر روما کے عیسائی صرف تین ہفتے روزے رکھتے تھے۔ دیگر مذاہب میں لوگ سورج گرہن اور

[1] غنیۃ الطالبین (مترجمہ مولانا راغب رحمانی) ص

چاند گرہن جیسے مواقع پر روزے رکھتے تھے۔ مکسیکو کے سرخ فام لوگوں کے دینی سر کردہ ہر سال ۱۹۰ روزے رکھتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام بھی روزے رکھتے تھے۔ بعض ممالک میں قدیم زمانے میں موسم بہار میں روزہ رکھنا واجب کیا گیا تھا تاکہ غیر شادی شدہ لوگوں میں زناکاری کم ہو[1]"۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ فرماتے ہیں کہ ایک یورپین غیر مسلم ڈاکٹر ژدوفرائے نے ایک کتاب بعنوان "روزہ" لکھی ہے۔ اس کا کہنا ہے کہ روزہ نہ صرف طبّی نقطۂ نگاہ سے انسانوں کے لئے مفید ہے بلکہ کائنات کی دیگر مخلوقات کے لیئے بھی یہ حیات نو کا مژدہ سُناتا ہے، قطبین میں اور دیگر جگہوں پر وحشی جانور کئی کئی ماہ برفباری کے دوران میں کئی مہینوں بغیر کھائے پیئے رہتے - جانور، پرندے، سانپ وغیرہ سب پہاڑوں کی غاروں میں چلے جاتے ہیں اور وہیں سو جاتے ہیں اسکو ہائیبرنیشن کہتے ہیں یعنی موسم سرما کی نیند - بغیر کھائے پیئے یا روزے کی حالت میں کئی ماہ گزارنے کے باوجود یہ جانور نہیں مرتے، بلکہ موسم بہار میں حیات نو لیکر آتے ہیں، پرانے پر جھڑ جاتے ہیں۔ پرانی کھالیں اُتر جاتی ہیں اور نیا چمڑا، کھال یا لباس پہن کر یہ دوبارہ زندگی کا آغاز کرتے ہیں — اشجار سردیوں میں جھڑ جاتے ہیں - کوئی پانی نہیں دیا جاتا پھر موسم بہار میں نئے نت رنگوں سے یہ اپنی کونپلیں لگاتے ہیں، نئی جوانی، نیا حسن اور نئی قوت لیکر آتے ہیں -

ڈاکٹر ژوافرائے کی تحقیق کے مطابق آج کل ایسی عجیب اور پیچیدہ بیماریاں ظہور پذیر ہو چکی ہیں کہ جن کا ابھی تک کوئی علاج دریافت نہیں ہوا، ان کا علاج طویل یا مختصر فاقہ کشی سے کیا جا سکتا ہے ان کے تجربات اور تحقیقات کا نچوڑ یہ ہے کہ انسانوں کو ہر سال سات ہفتے روزے رکھنے چاہئیں اس طرح یہ کل روزے سالانہ بیالیس بنتے ہیں

پاکستان میں بھی جو تحقیقات ہوئی ہیں ان کی روشنی میں بھی کہا جا سکتا ہے کہ روزہ طبّی لحاظ سے انسانوں کے لئے مفید ہے - ڈاکٹر فتح خان اور کنگ ایڈورڈ میڈیکل کالج لاہور کے یورالوجسٹ ڈاکٹر سجاد حسین کی یہ بھی تحقیقات ہیں جو انہوں نے چند سال قبل ایک ریسرچ پیپر کے ذریعہ سے

---

[1] بحوالہ خطبات بہاولپور - از - ڈاکٹر محمد حمید اللہ - مطبوعہ اسلام آباد

کردائی کہ گردے کے مریضوں میں یورک السیڈ ( ) کی کمی واقع نہیں ہوئی جنہوں نے روزے رکھے۔

رمضان المبارک کی فضیلت اور روزوں کی اہمیت قرآن حکیم اور احادیث نبویہ صلی اللہ علیہ وسلم کی روشنی میں بیان کی جاتی ہے، تاکہ تمام شرعی مسائل بخوبی واضح ہوجائیں

قرآن حکیم میں روزوں کے بارے میں حکم ہے کہ رمضان المبارک کے روزے ہر عاقل، بالغ اور صحت مند مسلمان پر فرض ہیں۔ ارشاد خداوندی ہے کہ

(ترجمہ) مومنو! تم پر روزے فرض کئے گئے ہیں جس طرح تم سے پہلے لوگوں پر فرض کئے گئے تھے تاکہ تم تقویٰ اختیار کرو (البقرۃ ۱۸۳)

"رمضان کا مہینہ وہ ہے جس میں قرآن نازل ہوا جو لوگوں کا رہنما ہے۔ اور جس میں ہدایت کی کھلی نشانیاں ہیں اور فرقان (یعنی حق اور باطل کو الگ کرانیوالا) ہے۔ تو جو کوئی تم میں سے اس مہینے میں موجود ہو اُسے چاہیے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے اور جو بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے دنوں میں روزہ رکھ کر ان کا شمار پورا کرے۔

اللہ تعالیٰ تمہارے حق میں آسانی چاہتا ہے اور سختی نہیں چاہتا اور تم روزوں کا شمار پورا کرلو۔ اور اللہ کی بڑائی اس طرح بیان کرو جیسے اس نے رہنمائی کی ہے تاکہ تم شکر ادا کرسکو (البقرۃ۔ ۱۸۵)

حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور دیکھ کر افطار کرو اگر مطلع ابر آلود ہو تو شعبان کے تیس دن پورے کرلو۔ (بخاری و مسلم)

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ ایک اعرابی نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے پاس آیا اس نے کہا میں نے رمضان کا چاند دیکھا ہے، آپؐ نے فرمایا تو گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ اس نے کہا ہاں، فرمایا تو گواہی دیتا ہے کہ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں، اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اے بلال رض لوگوں میں اعلان کردو کہ کل روزہ رکھیں (دار قطنی)

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رض سے روایت ہے کہ ایک اعرابی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت

میں حاضر ہوا، جس کے بال الجھے ہوئے تھے اس نے عرض کیا یارسول اللہؐ! اللہ تعالیٰ نے مجھ پر کتنی نمازیں فرض کی ہیں ؟ آپؐ نے فرمایا پانچ نمازیں - لیکن اگر تم نفل پڑھنا چاہو تو اور بات ہے، پھر اس نے عرض کیا اللہ تعالیٰ نے مجھ پر روزے کتنے فرض کیئے ہیں آپؐ نے فرمایا ماہ رمضان کے روزے . لیکن اگر تو نفلی روزہ رکھے تو الگ بات ہے (بخاری شریف)

حضرت امام غزالی رحمۃ اللہ علیہ مکاشفۃ القلوب ص۶۸۸ پر رقمطراز ہیں

"حضرت رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ" ارشاد خداوندی ہے ابن آدم کا ہر عمل اس کا سوائے روزہ کے کہ یہ میرے لیے ہے اور میں ہی اس کی جزاء دوں گا اور یہ کس قدر خوش بختی ہے کہ باری تعالیٰ نے اس عبادت کو اپنی طرف منسوب فرمایا اور فرمایا کہ یہ میرے لیئے ہے"۔

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے: "میری امت کو رمضان شریف کے مہینے میں پانچ باتیں عطا ہوئیں - جو پہلے کسی امّت کو عطا نہیں ہوئی ہیں .

(۱) روزے دار کے منہ کی بُو، اللہ تعالیٰ کے نزدیک مشک کی خوشبو سے زیادہ پاکیزہ ہے -

(۲) فرشتے ان کے لیے دعائے مغفرت و بخشش کرتے ہیں - حتیٰ کہ افطار کر لیں

(۳) متکبر شیاطین جکڑ دیئے جاتے ہیں

(۴) اللہ تعالیٰ ہر روز جنّت کو آراستہ فرماتا ہے اور فرماتا ہے کہ قریب ہے کہ میرے بندوں سے تکلیف و کمزوری دور ہو جائے -

(۵) آخری رات میں انہیں بخشش دیا جاتا ہے - عرض کیا گیا. اے اللہ کے رسول! کیا یہ آخری رات قدر کی رات ہے ؟ فرمایا نہیں!

بلکہ جب کام مکمل کر لے . تو اس کو پوری مزدوری ملتی ہے

سنن نسائی میں ارشاد نبوی نقل کیا ہے کہ روزہ ڈھال ہے جب تک اس کو پھاڑ نہ ڈالے نیز ایک اور حدیث میں ارشاد فرمایا، جو شخص روزہ رکھ کر جھوٹی بات اور غلط کام نہ چھوڑے تو اللہ کو کچھ حاجت نہیں کہ وُہ (گناہوں کو چھوڑے بغیر) محض کھانا پینا چھوڑ دے

معلوم ہوا کہ کھانا پینا اور جنسی تعلقات چھوڑنے ہی سے روزہ کامل نہیں ہوتا، روزہ کو فواحش، منکرات اور ہر طرح کے گناہوں سے محفوظ رکھنا لازم ہے -

روزے سے ظاہر و باطن کا تزکیہ ہوتا ہے۔ صحت اور تندرستی ملتی ہے۔
حافظ منذریؒ نے "الترغیب والترہیب" میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کیا ہے کہ جہاد کرو غنیمت حاصل ہوگی روزے رکھو تندرست رہوگے۔ سفر کرو مال دار ہو جاؤ گے۔
سید عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو شخص اللہ کی خوشنودی کے لئے ایک دن روزہ رکھے اللہ تعالیٰ اُس کو آتشِ دوزخ سے اتنا دور کر دیں گے جتنا دور کوئی شخص ستّر سال تک چل کر پہنچے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے روزہ کے بارے میں یہ بھی ارشاد فرمایا کہ انسان کے ہر عمل کا اجر (کم از کم) دس گناہ پڑھا دیا جاتا ہے (لیکن) روزہ کے بارے میں اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے کہ روزہ اس قانون سے مستثنیٰ ہے۔ کیونکہ وہ خاص میرے لئے ہے اور میں ہی اِس کی جزا دوں گا۔ بندہ میری وجہ سے اپنی خواہشوں کو اور کھانے پینے کو چھوڑ دیتا۔
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جنّت میں آٹھ دروازے ہیں۔ جن میں سے ایک کا نام "ریان" ہے اِس سے صرف روزہ دار ہی داخل ہوں گے۔
حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ " روزہ دار کے لئے دو خوشیاں ہیں ایک خوشی افطار کے وقت ہوتی ہے اور ایک خوشی اس وقت ہوگی جب اپنے رب سے ملاقات کرے گا۔
قرآن حکیم رمضان المبارک کے آخری عشرہ میں نازل ہوا، اس لئے اس مقدس ماہ کی بڑی فضیلت ہے۔ لیلۃ القدر ہزار ماہ کی راتوں سے بہتر ہے۔
حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے کہ جب ماہِ رمضان کی پہلی رات آتی ہے تو تمام جنّتوں کے دروازے کُھل جاتے ہیں اور سارا مہینہ ایک دروازہ بھی بند نہیں ہوتا اور اللہ تعالیٰ ایک آواز دینے والے کو حکم دیتا ہے کہ یہ آواز دو!" اے بھلائی کے طلبگارو آگے بڑھو، اے برائی کے طلبگارو پیچھے ہٹو۔
پھر فرماتا ہے! ہے کوئی بخشش مانگنے والا تاکہ اُسے بخش دیا جائے؟ کوئی مانگنے والا ہے؟

تاکہ جو مانگتا ہے اُسے دیا جائے - ہے کوئی توبہ کرنے والا تاکہ اُس کی توبہ قبول کی جائے! صُبح طلوع ہونے تک اسی طرح آوازیں دی جاتی ہیں - افطار کے وقت ہر شب اللہ تعالیٰ دوزخ سے دس لاکھ گناہ گاروں کو آزاد فرماتا ہے جن پر عذاب لازم ہو چکا تھا -

حضرت سلمان فارسی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے شعبان کے آخری دن ہمیں خطاب فرمایا اور کہا! اے لوگو! تم پر ایک عظیم مہینہ سایہ کر رہا ہے۔ اس میں قدر کی رات ہے جو ہزار مہینے سے بہتر ہے، اللہ تعالیٰ نے اُس کے روزے فرض کر دیئے اور رات کا قیام نفلی (عبادت) ہے جس نے اس میں ایک نیکی کی بات کی گویا اُس نے دوسرے (مہینے) میں فرض ادا کیا اور جس نے ایک فرض ادا کیا گویا اُس نے دوسرے مہینے میں ستر فرض ادا کیئے - یہ صبر کا مہینہ ہے اور صبر کا ثواب جنّت ہے اور یہ مواسات (وغمخواری) کا مہینہ ہے - اس میں ایماندار کی روزی فراخ کر دی جاتی ہے - جس نے اس میں کسی روزہ دار کا روزہ کھلوایا اُس کے لیے ایک غلام آزاد کرنے کا اجر ہے اور اُس کے گناہوں کی معافی ہو گی -

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس نے ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے رمضان کے روزے اس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے اور جس نے رمضان (کی راتوں میں) ایمان کے ساتھ اور ثواب کا یقین رکھتے ہوئے قیام کیا (تراویح اور نفل میں مشغول رہا) اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے - اور جس نے شب قدر میں ایمان کے ساتھ ثواب سمجھتے ہوئے قیام کیا اُس کے پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے - (مشکواۃ المصابیح ص۱۷۳ - صحیح بخاری و مسلم)

نماز تراویح مردوں، عورتوں سب کے لئے بیس رکعت سنت موکدہ ہے اور مردوں کے لئے یہ بھی مسنون ہے کہ مسجد میں باجماعت تراویح پڑھیں خواتین گھر میں تراویح پڑھیں

فرمایا خاتم الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جس نے روزہ دار کا روزہ کھلوایا یا مجاہد کو سامان دے دیا تو اُس کو روزہ دار اور غازی جیسا اجر ملے گا

فرمایا رحمۃ للعالمین صلی اللہ علیہ وسلم نے جو شخص روزہ میں بھول کر کھا پی لے تو وہ روزہ پورا کرے کیونکہ (اُس کا کچھ قصور نہیں) اُسے اللہ نے کھلایا اور پلایا (بخاری و مسلم عن ابی ہریرہؓ)

فرمایا نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ سحری کھایا کرو کیونکہ سحری میں برکت ہے (بخاری شریف)
اور ایک حدیث میں ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سحری کھانے والوں پر خدا اور اُس کے فرشتے رحمت بھیجتے ہیں (طبرانی عن ابن عمرؓ)

فرمایا رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے کہ جب تم روزہ کھولنے لگو تو کھجوروں سے افطار کرو کیونکہ کھجور سراپا برکت ہے۔ اگر کھجور نہ ملے تو پانی سے روزہ کھول لو۔ کیونکہ وہ (ظاہر و باطن کو) پاک کرنے والا ہے۔ (ترمذی عن سلمان بن عامرؓ)

فرمایا حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہ رمضان المبارک میں حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم کو بحالتِ جنابت صبح ہو جاتی تھی پھر آپؐ غسل فرما کر روزہ رکھتے تھے۔ (بخاری و مسلم)

نوٹ :۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم بعض دفعہ یہاں جواز کے لئے کوئی عمل کرتے تھے۔ اس سے معلوم ہوا کہ بحالت جنابت آدمی (کھا پی کر) روزہ رکھ سکتا ہے اور طلوع فجر کے بعد غسل کر کے پھر روزہ پورا کر سکتا ہے۔ نماز تو حالتِ جنابت میں نہیں ہو سکتی، لیکن روزہ رکھا جا سکتا ہے۔

روزہ میں مسواک اور سُرمہ جائز ہے، البتہ مسواک پر منجن یا ٹوتھ پاوڈر وغیرہ کا استعمال (کہ جن کا اثر حلق میں جائے) نہ کیا جائے۔ اس سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا روایت فرماتی ہیں کہ جب رمضان کا آخری عشرہ آتا تھا تو حضور اقدس صلی اللہ علیہ وسلم تہبند کو مضبوط باندھ لیتے تھے اور رات بھر عبادت کرتے تھے اور اپنے گھر والوں کو (بھی عبادت کیلئے) جگاتے تھے۔ (مشکوٰۃ شریف ص ۱۸۲)

شب قدر آخری عشرے میں طاق کی راتوں میں ہوتی ہے اس کی بڑی فضیلت ہے۔ حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ میں نے حضور علیہ الصلوٰۃ السلام سے پوچھا کہ یا رسول اللہ! اگر مجھ کو شب قدر معلوم ہو جائے تو اسمیں کیا کروں؟ آپؐ نے فرمایا کہ یہ دعا پڑھو۔
اَللّٰھُمَّ اِنَّکَ عَفُوٌّ تُحِبُّ الْعَفْوَ فَاعْفُ عَنِّیْ (یعنی اے اللہ! تو معاف فرمانے والا ہے معاف کرنا تجھے پسند ہے تو مجھے معاف فرما دے)

حضرت عائشہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ نبی کریم علیہ الصلوٰۃ والتسلیم

رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف کیا کرتے تھے۔ یہاں تک کہ (اسی طریقے پر) وصال فرمایا۔ حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ حضور علیہ السلام رمضان کے آخری عشرہ میں اعتکاف فرمایا کرتے تھے اور ایک سال اعتکاف نہیں فرمایا تو دوسرے سال بیس دن اعتکاف فرمایا۔

عید کے دن روزہ رکھنا حرام ہے۔ حضرت انس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جب شب قدر ہوتی ہے تو جبرائیل علیہ السلام فرشتوں کی ایک جماعت کے ساتھ نازل ہوتے ہیں جو ہر اس بندہ کے لئے خدا تعالیٰ سے رحمت کی دعا کرتے ہیں۔ جو کھڑے بیٹھے اللہ عزوجل کا ذکر کر رہا ہو۔ پھر جب عید کا دن ہوتا ہے، تو اللہ تعالیٰ فرشتوں کے سامنے فخر سے فرماتے ہیں (کہ دیکھو اِن لوگوں نے ایک ایک ماہ کے روزے رکھے اور حکم مانا) اور فرماتے ہیں۔ کہ اے میرے فرشتو! بتاؤ اِس مزدور کی کیا جزا ہے۔ جس نے عمل پورا کر دیا ہو؟ وہ عرض کرتے ہیں کہ اے ہمارے رب اِسکی جزا یہ ہے کہ اِسکا بدلہ پورا دے دیا جاے۔ اللہ تعالیٰ فرماتے ہیں اے میرے فرشتو! میرے بندوں اور بندیوں نے میرا فریضہ پورا کر دیا جو اُن پر لازم تھا اب دعائیں گڑگڑانے کیلئے نکلے ہیں۔ قسم ہے میرے عزت وجلال کی اور کرم کی اور میرے علو وارتفاع کی میں ضرور اِن کی دعا قبول کرونگا۔ پھر (بندوں کو) ارشاد باری تعالیٰ ہوتا ہے کہ میں نے تم کو بخشش دیا اور تمہاری برائیوں کو نیکیوں سے بدل دیا۔ لہذا اس کے بعد (عید گاہ سے بخشے بخشائے واپس ہوتے ہیں (بیہقی)

عید کے دن صدقۂ فطر بھی ادا کریں جو صاحب نصاب پر واجب ہے، حدیث شریف میں ہے کہ صدقۂ فطر روزوں کو لغو اور گندی باتوں سے پاک کرنے کیلئے اور مسکینوں کی روزی کیلئے مقرر کیا گیا ہے (ابو داؤد)

مسافر جو مسافتِ قصر کے ارادے سے اپنے شہر یا بستی سے نکلا جب تک سفر میں رہے گا مرد ہو یا عورت چار رکعتوں والی نمازوں کی جگہ دو رکعتیں فرض پڑھے گا، ہاں اگر کسی ایسے امام کے پیچھے جماعت میں شریک ہو جائے جو مسافر نہ ہو تو پوری نماز پڑھنی ہوگی، نیز اگر کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلی تو مسافر کے حکم میں نہیں رہے گا اور پوری نماز پڑھنی

ہو گی، مسافت قصر ۴۸ میل ہے، اتنی دور کا ارادہ کر کے روانہ ہو جانے پر شرعی مسافت ہے جبکہ اپنے وطن سے نکل جائے - اتنی دور کا مسافر خواہ پیدل سفر کرے خواہ بس سے خواہ ہوائی جہاز سے یا اور کسی تیز رفتار سواری سے شرعی مسافر مانا جائے گا، شریعت نے نمازِ قصر کی بنیاد مسافتِ قصر پر رکھی ہے اگرچہ تکلیف نہ ہو تب بھی ۴۸ میل کا مسافر چار رکعت والے فرض کی جگہ دو رکعتیں پڑھنی چاہیے، اگر پوری چار رکعتیں پڑھ لیں تو بُرا کیا -

جس مسافر کے لئے چار رکعت والی نمازِ فرض کی جگہ دو رکعت پڑھنا ضروری ہے اُس کے لئے یہ بھی جائز ہے کہ رمضان شریف کے موقعہ پر سفر میں ہو تو روزہ نہ رکھے اور بعد میں گھر آکر چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا کرلے، خواہ ہوائی جہاز یا موٹر کار سے سفر کیا ہو اور خواہ کوئی تکلیف محسوس نہ ہوئی ہو اگر کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلے تو مسافر نہ ہوگا -

ارشادِ ربانی ہے "جو شخص اس ماہ میں موجود ہو وہ ضرور اس میں روزہ رکھے اور جو شخص بیمار ہو یا سفر میں ہو تو دوسرے ایام کا شمار رکھنا تھے - اللہ تعالیٰ کو تمہارے ساتھ آسانی کرنا منظور ہے اور تمہارے ساتھ دشواری منظور نہیں"

اس آیت سے معلوم ہوا کہ مریض اور مسافر سے روزہ معاف نہیں ہے، البتہ اللہ تعالیٰ نے اسکو رمضان میں روزہ چھوڑنے کی اجازت دے دی ہے - لیکن بعد میں چھوٹے ہوئے روزوں کی قضا فرض ہے اگر زیادہ تکلیف نہ ہو تو رمضان ہی میں روزہ رکھ لینا زیادہ بہتر اور افضل ہے

البتہ جو شخص ایسا مریض ہو کہ روزہ رکھنے سے اسکی جان پر بن آنے کا قوی اندیشہ ہو یا جو سخت مرض میں مبتلا ہو اور روزے کی وجہ سے مرض کے طول پکڑ جانے کا غالب گمان ہو - اس کے لئے جائز ہے کہ رمضان شریف کے روزے رمضان میں نہ رکھے اور اس کے بعد جب اچھا ہو جائے قضا رکھ لے

ترمذی شریف میں حدیث مبارک ہے کہ خدا تعالیٰ نے مسافر کے واسطے نماز آدھی کر دی ہے، اور اُسے روزہ معاف کر دیا ہے اور ایسے ہی دودھ پلانے والی اور حاملہ عورت کو جب انہیں

اپنے بچے (کی تکلیف) کا اندیشہ ہو، روزہ معاف کر دیا ہے

جس طرح مریض اور مسافر کو رمضان میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے (جس طرح کی شرطیں اُوپر لکھیں گئیں) اسی طرح دودھ پلانے والی عورت کے لیئے بھی جائز ہے کہ رمضان میں روزے نہ رکھے اور بعد میں قضا کر لے بشرطیکہ روزہ رکھنے سے بچے کو دودھ نہ ملنے کی وجہ سے غذا سے محرومی ہوتی ہو اگر بچّہ ماں کے دودھ کے علاوہ دوسری غذا کے ذریعے گزارہ کر سکتا ہو، مثلاً اوپر کا دودھ پینے سے یا دلیہ چاول وغیرہ کھانے سے بچہ کی غذا کا کام چل سکتا ہے۔ تو دودھ پلانے والی عورت کو روزہ چھوڑنا حرام ہے۔ اور یہ مسئلہ بھی بچّے کی عمر دو سال ہونے تک ہے، جب بچے کی عمر دو سال تک ہو جائے تو اُس عورت کو دودھ کا پلانا ہی منع ہے، اس میں روزہ چھوڑنے کا سوال ہی پیدا نہیں ہوتا۔

مسئلہ! دودھ پلانے والی عورت کو شرط مذکور کے ساتھ رمضان کا روزہ نہ رکھنا اس صورت میں جائز ہے جب کہ بچہ کا باپ دوسری عورت کو معاوضہ دے کر دودھ پلوانے سے عاجز ہو یا وہ بچّہ ماں کے علاوہ کسی دوسری عورت کا دودھ لیتا ہی نہ ہو

جو عورت حمل سے ہو اس کو بھی رمضان شریف میں روزہ چھوڑنے کی اجازت ہے، فارغ ہونے کے بعد چھوڑے ہوئے روزے رکھ لے، مگر شرط وہی ہے کہ روزہ رکھنے سے بہت زیادہ تکلیف میں پڑنے یا اپنے بچے کی جان کا اندیشہ ہو۔

وہ عورت یا مرد جو مستقل ایسا مریض ہو کہ روزہ رکھنے سے جان پر بن آنے کا شدید خطرہ ہو اور زندگی میں اچھے ہونے کی اُمید ہی نہ ہو یا وہ مرد و عورت جو بہت زیادہ بوڑھا ہے روزہ رکھ ہی نہیں سکتا اور روزے پر قادر ہونے کی صورت نہیں یہ لوگ روزے کے بجائے فدیہ دیں، لیکن بعد میں کبھی روزے رکھنے کے قابل ہو گئے تو گزشتہ روزوں کی قضا کرنی ہوگی، اور آئندہ روزے رکھنے ہونگے۔ اور جو فدیہ دیا ہے صدقہ میں شمار ہو گا

ہر روزے کا فدیہ یہ ہے کہ ایک سیر ½ ۱۲ چھٹانک گیہوں یا اس کی قیمت کسی مسکین کو دے دے یا فی روزہ ایک مسکین کو صبح شام پیٹ بھر کھانا کھلا دیوے (احتیاطاً دو سیر گیہوں دیوے)

ترمذی شریف میں حضرت ابوہریرہ رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جو کسی صائم کا روزہ کھلوائے گا اس کے لئے روزے ہی جیسا اجر ہوگا۔ اور روزے دار (جسکا روزہ کھلوایا ہے) کے اجر میں کوئی کمی نہ آئے گی

غنیۃ الطالبین کے صفحہ ۴۸۳ پر یہ حدیث مبارک درج ہے جس سے رمضان المبارک کے برکات اور فیوض کا اندازہ لگایا جاسکتا ہے:

اس مہینہ کا آغاز رحمت ہے درمیانی حصّہ مغفرت ہے

اور آخری حصّہ جہنم کی آگ سے آزادی ہے۔

حضرت ابن عباس رض سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ۔ حق تعالیٰ جل مجدہٗ رمضان کی ہر رات میں تین بار فرماتا ہے: ہے کوئی سائل کہ میں اس کا سوال پورا کردوں، ہے کوئی توبہ کرنے والا کہ میں اس کی توبہ قبول کردوں، ہے کوئی گناہوں سے معافی مانگنے والا کہ میں اس کے گناہ معاف کردوں۔ کون ایسے مالدار کو جو کبھی نادار ہونے والا نہیں قرض دیتا ہے اور کون اسے قرض دیتا ہے جو پورا پورا قرض ادا کرنے والا ہے اور ظالم نہیں، فرمایا! رمضان میں روزانہ افطار کے وقت حق تعالیٰ دس لاکھ ایسے مسلمانوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن میں سے ہر ایک پر عذاب واجب ہوچکا تھا پھر جب جمعہ کی شب آتی ہے تو حق تعالیٰ جمعہ کی ہر ساعت میں دس دس لاکھ انسانوں کو جہنم سے آزاد فرماتا ہے جن پر عذاب واجب ہوچکا تھا پھر جب رمضان کا آخری دن آتا ہے تو اس دن حق تعالیٰ اوّل سے لیکر آخر تک جس قدر بخشے گئے ہیں ان سب کی تعداد میں لوگوں کو بخشتا ہے

اللہ تعالیٰ ہر مسلمان کو رمضان المبارک میں عمل صالح کی توفیق دے اور ہم کی برکات سے استفادہ کرسکیں۔ آمین =

منقبت حضراتِ حسنین شہیدین رضی اللہ عنہما

قاری قیام الدین حسینی، پنڈ دادن خان

حسین رضؓ و حسن رضؓ اہلِ سنت کے رہبر امانت، شجاعت، شرافت کے پیکر
سکوں دل کو ملتا ہے نام ان کا لے کر

وہ ہیں نوجوانانِ جنت کے سردار رسالت کے دونوں ہیں پھول اور شہکار
یہ فرما گئے ہر دو عالم کے سرور

نبیؐ ان کے نانا ہیں، نانی خدیجہ رضؓ عمر رضؓ جیسا بہنوئی، خالو غنی رضؓ سا
پدر ہیں علی رضؓ فاطمہ رضؓ ان کی مادر

جبیں ان کی سرکارؐ خود چومتے تھے بٹھا کر کبھی دوش پر گھومتے تھے
کہاں کوئی اس وصف میں ان کا ہمسر

صحابہ رضؓ کے زمرہ میں دونوں ہیں شامل جو انکار اس کا کرے وہ ہے جاہل
یہ درسِ حقیقت ہے کر اس کو ازبر

ہوئے کربلا میں شہید اک برادر مقابل تھا شیعی درندوں کا لشکر
دیا درس جینے کا خود حق پہ کٹ کر

دیا زہرِ قاتل جناب حسن رضؓ کو اجاڑا نبیؐ کے مہکتے چمن کو
خدا کی ہو پھٹکار ان کے عدو پر

شہیدانِ اسلام کی دونوں زینت ادب ان کا کرتے ہیں سب نیک طینت
وہ آقا ہمارے ہیں ہم ان کے نوکر

تھی ہر دم رضا حق کی مطلوب ان کو حکومت نہ دولت تھی مرغوب ان کو
بتاتے ہیں باغی انہیں فتنہ پرور

حسن رضؓ نے کیا پھر سے امت کو یکجا سماں بندھ گیا پیار کا پہلے جیسا
تھا ایمان پرور اخوت کا منظر

بلاشک ہے سید حسن رضؓ میرا بیٹا جو اصلاحِ امت کا باعث بنے گا
ہیں مصداق اس پیشگوئی کا یکسر

صفات ان میں جو حق تعالےٰ کی جانے نبوت کے اوصاف جو ان میں مانے
وہ کافر ہے مشرک ہے حیواں سے بدتر

حسینی تو حسنین رضؓ کی خاکِ پا ہے تیری سرفرازی کی یہ انتہا ہے
اٹھے جھوم مومن نظم تیری سن کر

منکرینِ حیات النبیؐ کا فتویٰ کفر

مجلس مفتین اشاعۃ التوحید والسنۃ پاکستان کا فیصلہ

سماعِ موتیٰ کا عقیدہ قرآن کریم کے خلاف ہے۔ قرآن کریم میں سماعِ موتیٰ ثابت نہیں ہے۔ جو لوگ بمشیۃ اللہ خرقاً للعادۃ عند القبر سماع کے قائل ہیں وہ کافر نہیں ہیں اور جو لوگ سماعِ موتیٰ ہر وقت دور و نزدیک کے قائل ہیں وہ ہمارے نزدیک دائرہ اسلام سے خارج ہیں۔

احقر خان بادشاہ عفی عنہ

تبصرہ

پاکستان کا مندرجہ فیصلہ ماہنامہ نغمۂ توحید جلد نمبر ۱ شمارہ ۲، ص۵ پر شائع ہُوا ہے۔ اس ماہنامہ کے مدیر سید ضیاء اللہ شاہ بخاری ہیں جو مولانا عنایت اللہ شاہ صاحب بخاری صدر اشاعت التوحید والسنۃ پاکستان کے صاحبزادے ہیں۔

اس فیصلہ اور فتویٰ کا مطلب یہ ہے کہ جو لوگ قبر کے پاس صاحبِ قبر کا سُننا بطور خرقِ عادت مانتے ہیں یعنی اللہ چاہے کسی وقت ان کو کوئی بات سُنا دے، وہ تو کافر نہیں، لیکن جو لوگ قبر کے پاس صاحبِ قبر کا ہر وقت سُننا مانتے ہیں وہ دائرہ اسلام سے خارج یعنی کافر ہیں۔ اس فیصلہ کی زد جمہور اہل سنت کے اس عقیدہ پر بھی پڑتی ہے جو رحمۃ للعالمین خاتم النبیین حضرت محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی قبر اطہر (یعنی روضہ مقدسہ) کے پاس درود و سلام پڑھنے کے بارے میں یہ عقیدہ رکھتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہر وقت سُنتے ہیں تو وہ بھی ان کے نزدیک کافر ہیں۔ حالانکہ سوائے ان اشاعت التوحید والسنت والوں کے تمام امتِ محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والتحیۃ کا یہ اجماعی عقیدہ ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک کے پاس سنتے ہیں حتیٰ کہ دیوبندی، بریلوی، اہل حدیث کے تمام (باقی ص۷۵ پر)

چار بیٹے لے کے آئی جنگ کے میدان میں
دل کے ٹکڑے رکھ دیے تھے موت کی میزان میں

خون میں لتھڑے ہوئے بیٹوں کی لاشیں دیکھ کر
خوبصورت نوجواں جسموں کی قاشیں دیکھ کر

ہل گئے تھے سخت دل اور سخت جاں کہسار بھی
تھم گئی تھی لمحہ بھر کو وقت کی رفتار بھی

رو پڑی تھی موت بھی خود سسکیاں لیتے ہوئے
تیرے پاؤں چھو لیے تھے ہچکیاں لیتے ہوئے

کس قدر تھا نور افشاں تیرے چہرے پر وقار
تُو کھڑی تھی بن کے روشن استقامت کا مینار

ڈھونڈتی پھرتی تھی خود کو موت کے بازار میں
تاکہ شرمندہ نہ ہو سرکارؐ کے دربار میں

تھی مگر اک فاتحانہ مسکراہٹ زیرِ لب
تیرا اندازِ تشکّر تھا نرالا اور عجب

تُو نے ثابت کر دیا تاریخ کے ابواب میں
بے سبب رُتبے نہیں بانٹے گئے اصحابؓ میں

انجم نیازی

مسجد نبوی میں ایک اعرابی

حضرت مولانا قاضی اطہر صاحب مبارکپوری

حضرت عبید اللہ بن عبد اللہ بن عتبہ رضؓ سے مروی ہے کہ ایک اعرابی نے مسجد میں آکر پیشاب کر دیا۔ اس پر صحابہؓ نے اس دیہاتی کو سخت سست کہنا شروع کیا۔ اس وقت حضور صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں موجود تھے۔ آپؐ نے صحابہؓ سے فرمایا کہ اس دیہاتی کو چھوڑ دو اور اس کے پیشاب پر ڈول سے پانی گرا دو۔ تم لوگ آسانی کرنے والے بنا کر بھیجے گئے ہو۔ سختی کرنے والے بنا کر نہیں بھیجے گئے ہو۔ اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز کے لیے کھڑے ہوئے اور وہ اعرابی بھی آپ کے پیچھے کھڑا ہوا۔ جب نماز شروع ہوئی تو اعرابی نے کہا

اَللّٰھُمَّ ارْحَمْنِیْ وَ مُحَمَّدًا وَلَا تَرْحَمْ مَعَنَا اَحَدًا | اے خدا! مجھ پر اور محمدؐ پر رحم کر اور ہمارے ساتھ کسی دوسرے پر رحم نہ کر۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز سے فارغ ہو کر اس سے فرمایا کہ

حَجَّرْتَ وَاسِعًا | تو نے وسیع چیز یعنی رحمت خداوندی کو محدود کر دیا۔

(سنن ترمذی۔ مصنف عبدالرزاق، سنن کبریٰ بیہقی وغیرہ)

یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب نماز میں سلام وکلام کی اجازت تھی۔ اس واقعہ کو محدثین نے مختلف روایات سے مختلف الفاظ میں بیان کیا ہے۔

اس واقعہ میں اس بدوی مسلمان کے ساتھ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن سلوک اور صحابہؓ کو اس کی تاکید کے ساتھ یہ بھی معلوم ہوتا ہے کہ اس دیہاتی اور بدوی مسلمان میں کس قدر اخلاص، محبت رسولؐ، یقین وایمان کی پختگی اور سادگی تھی اور اس کی اس دعا میں کس قدر خلوص تھا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اس بدوی کی سادگی اور اخلاص پر بڑے بلیغ اور پیارے (باقی صـ پر)

باقی صـ ۶۸ پر
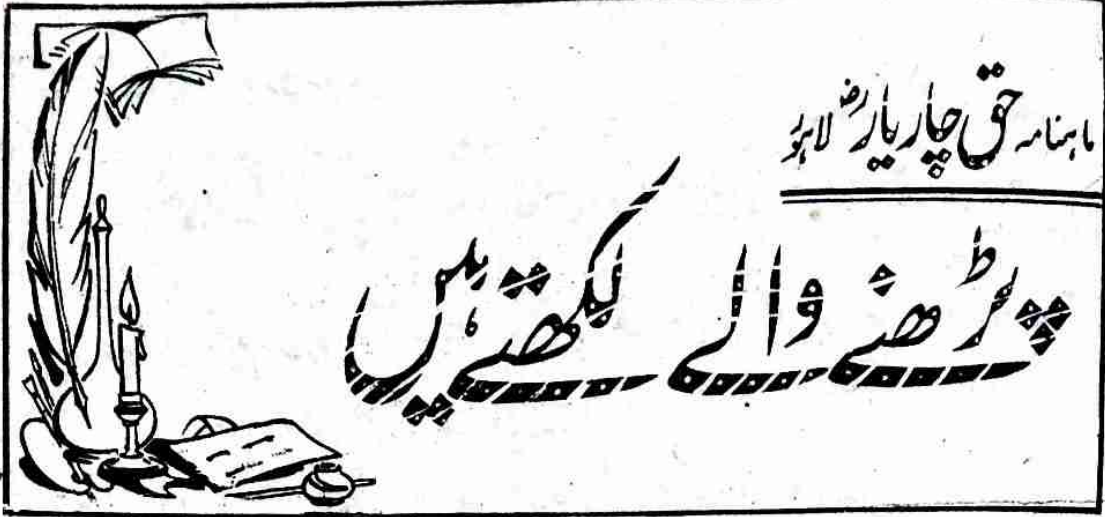
جناب مولانا محمد علی صاحب صدیقی کاندہلوی بانی دار العلوم الشہابیہ سیالکوٹ

حضرت قائد اہلسنّت مدظلہٗ کے نام!

السلام علیکم ورحمۃ اللہ۔ "حق چار یارؓ" پڑھتا ہوں۔ آپ کے لیے دل کی پہنائیوں سے دعائیں نکلتی ہیں۔ بدعات کی اس اٹا ٹوپ تاریکی میں آپ نے احیاء سنۃ کی جو شمع روشن کر رکھی ہے اس کی بڑی قیمت ہے۔ یہ دور سکندر کے زمانہ وزارت سے نہ صرف مختلف نہیں بلکہ ہو بہو اس کی کاپی ہے۔ اس وقت بدعات کا صرف احداثی چہرہ تھا۔ اب بدعات کا صرف احداثی چہرہ نہیں ہے بلکہ اس کی پشت پر عقلیت کا پُر فریب جال ہے اور فکری آوارگی دانشوری کے ہتھیاروں سے مسلح ہو کر حق کو دبانا ہی نہیں مٹانا چاہتی ہے۔ اللہ سبحانہ آپ کی عمر میں اور علم و عمل میں برکت عطا فرمائے۔ یہ اللہ سبحانہٗ کا خاص انعام ہے کہ باطل کو باطل بتانے والی اور حق کو ڈنکے کی چوٹ حق کہنے والی زبان حالات کی ساری ناخوشگواریوں میں بول رہی ہے۔ اوروں کا پتہ نہیں مگر میری سوچ یہی ہے کہ صحابہ کرامؓ کا وجود گرامی نبوت خاتم النبیین کا علمی معجزہ ہے۔ اسی کا دوسرا نام سنت ہے جب کہ قرآن آپ کا علمی معجزہ ہے۔ دونوں متواتر ہیں۔ ایک کا تواتر علمی اور دوسرے کا عملی ہے۔ اسلام کی دشمنی کہوں یا نادان دوست کی فکری کج روی، دونوں چاہتے ہیں کہ نبوت کے لائے ہوئے علم و عمل میں تفریق ہو جائے۔ اس کے ایک سے زیادہ رُوپ ہیں۔ یہ کہیں اہل بیتؓ کی محبت کے لباس میں ہے، کہیں طاعتِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کے شوق میں ہے اور کہیں عبادتِ خدا کا لبادہ پہنے ہوئے ہے۔ قالب مختلف ہیں، روح ایک ہے۔ اللہ سبحانہ آپ کو امت کی جانب سے گود دوں بھری جزا دے۔ آپ نے دین سے دوری کے اس دَور میں بدعات کے گورستان

میں احیاءِ سنت کی اذان دی ہے۔

جناب مولانا محمد مقدار الدین صاحب شاکر (فاضل دیوبند) خطیب سنہری جامع مسجد پشاور

قابلِ صد ہزار احترام مطاع العلماء حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب تمّم فیوضہٗ ودامت برکاتہٗ

السلام علیکم ورحمۃ اللہ برکاتہٗ

ماہنامہ "حق چار یارؓ" نظر نواز ہوتا ہے، پڑھتا ہوں اور سکون پاتا ہوں۔

حقیقت یہ ہے کہ امام الانبیاء صلی اللہ علیہ وسلم کا جو خلیفہ نہ ہوا وہ امت کے امام بننے کا حق نہیں رکھتا۔ (خلافت وامامت کے دقائق آپ سے پوشیدہ نہیں)۔

موجودہ دور میں جبکہ دینِ حق کی بنیاد واساس کو کمزور کرنے کے لیے دولتِ فراواں صرف کر کے پاکستان کے اندر اور باہر جو سعی کی جاتی رہی ہے "حق چار یارؓ" میں ان کے دفاع کا کافی مواد موجود ہے۔ اللّٰھم زد فزد۔ اللہ کرے زورِ قلم اور زیادہ۔

جناب حافظ لدھیانوی صاحب فیصل آباد

مکرمی حکیم محمد طیب صاحب زاد لطفہٗ! السلام علیکم

آپ کا مؤقر جریدہ "حق چار یارؓ" موصول ہُوا۔ سیدنا صدیق اکبر رضی اللہ عنہٗ کی ذات بابرکات کے بارے میں میری منقبت بھی شاملِ اشاعت تھی۔

صحابہ کبار رضوان اللہ علیہم اجمعین کے ناموس کی جو حفاظت آپ کر رہے ہیں وہ آخرت کا زادِ راہ اور ذریعۂ نجات ثابت ہوگی۔ صحابہ کبارؓ کی ارواح مُبارکہ آپ کو ہر اشاعت پر دعاؤں سے نوازتی ہوں گی۔ ان پاکانِ بارگاہ خداوندی کی دعاؤں کا ہر لفظ رحمت کے خزینے، برکتوں اور سعادتوں کے دفینے لیے ہوگا۔ یہ خوش قسمتی کی معراج اور شرف کی انتہائی حد ہے۔ اللہ تعالیٰ آپ کو توفیق عطا فرمائے کہ صحابہ کرام کے اعمالِ حسنہ، عشقِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم عبادت وریاضت، جہاد بالنفس ایثار وقربانی کی رُوح پرور داستانوں کو عاشقانِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم تک بطریقِ احسن پہنچا سکیں۔

جناب سید احمد حسین صاحب زید نفیسی سابق مدیر ہفت روزہ ترجمان اسلام لاہور، حال مدرس ہائی سکول گوجرانوالہ

"حق چاریار رضؓ" شمارہ بابت رجب المرجب ۱۴۱۱ھ نظر نواز ہوا، شکریہ۔ ظاہری حسن میں تو پہلے ہی اپنا ایک منفرد مقام حاصل کر چکا ہے مگر فکری محاذ پر جس ٹھوس انداز میں یہ مجلہ کام کر رہا ہے یہ اس کا خاصہ ہو کر رہ گیا ہے۔ "حق چاریار رضؓ" اسم بامسمّٰی ہے اور یہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے چاریاروںؓ کی عظمت اور مشن کا علمبردار بن کر غافل سنّیوں کو جھنجھوڑ جھنجھوڑ کر بیدار کر رہا ہے۔

حضرت اقدس محترم قاضی صاحب دامت برکاتہم العالیہ کا اداریہ پڑھ کر رونگٹے کھڑے ہو گئے کہ ایک ایسا بدبخت شخص بھی اس ملک میں رہ رہا ہے جس کی بنیاد لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ (صلی اللہ علیہ وسلم) قرار دی گئی ہے۔ حضرات صحابہ کرامؓ پر بہتان لگانا اور پھر اپنی خرافات کا عدالتی اقرار کرنا۔ اس پر مستزاد یہ کہ ضمانت کروا کر اپنی مذموم سرگرمیاں جاری رکھنا، عبث ہے ہمارے ملک کے حکمرانوں اور راس عدالتی نظام کے بانیوں پر! کہ انہی کی کمزوری اور غلطی کی وجہ سے دشمنِ صحابہ کرامؓ کو کھلی چھٹی ملی ہوئی ہے۔ حکمران تو ایک طرف ہم اہلسنّت عوام نے بھی افسوسناک حد تک بے اعتنائی اختیار کر رکھی ہے اور قوت نافذہ ایسے حضرات کے ہاتھ میں دے رکھی ہے جو انہی بدبخت عناصر کے ہاتھوں کے تراشے ہوئے ہیں! اور ابن الوقت ہیں!! مجھے محسوس ہوتا ہے کہ ہماری غفلت کی بدولت ہم آج عملاً غلامی میں اس طرح جکڑ کر رہ گئے ہیں کہ اُف کرنے کی صلاحیت بھی کھو بیٹھے ہیں اور رب العالمین کی ناراضگی کو مول لے بیٹھے ہیں۔ (یا الٰہی ہماری حالتوں پر رحم فرما۔ آمین)۔ تحریک خدام اہلسنّت پاکستان کے تمام دوستوں کو سلام اور قائد اہلسنّت حضرت قاضی صاحب مدظلہ کو ہدیۂ عقیدت پیش ہے۔

جناب مولانا محمد منیر صاحب لاہوری مہتمم مدرسہ مخزن العلوم ٹاؤن شپ لاہور

رفض و بدعت ہر دور کا عظیم اور مسلمانوں کے لیے خطرناک فتنہ رہا ہے اور یارانِ نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی شرعی عظمتوں سے سنّی مسلمانوں کو آگاہ کرنا بھی ہر دور کی اہم ضرورت رہی ہے۔ ہمارے اکابر ہر دور میں اس ضرورت کو پورا کرتے رہے ہیں اور آپ کا یہ ماہنامہ حق چاریار رضؓ بھی اسی سلسلۂ زریں کی ایک کڑی ہے۔

بدقسمتی سے عوام اہلسنّت کی اکثریت اپنے عقائد سے ناواقف ہے اور آپس کے فروعی اختلافات میں اپنی صلاحیتیں ضائع کر رہی ہے اور ایسے میں روافض کو اُبھرنے کا موقع ملا ہے اور مل رہا ہے۔ ماہنامہ "حق چار یارؓ" کے سرپرست، علمائے حق کے عظیم قافلہ کے فرد فرید قائد اہلسنّت وکیل صحابہؓ حضرت مولانا قاضی مظہر حسین صاحب دامت برکاتہم دیوبندی بریلوی اہلحدیث اختلافات سے بالاتر ہو کر شیعی سازشوں کے خلاف جدوجہد کی بڑی شاندار روایات رکھتے ہیں۔ آج بھی پیری میں جوانوں سے بھی بڑھ کر بڑی مستعدی کے ساتھ سرگرم عمل ہیں۔ آپ کی سرگرمیوں سے پتا چلتا ہے کہ آپ کے قلب میں عشق اصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وسلم کوٹ کوٹ کر بھرا ہوا ہے۔ "دفاع صحابہؓ" کے سلسلہ میں آپ صرف گفتار کے نہیں بلکہ کردار کے بھی غازی ہیں اور اب جو آپ نے ماہنامہ حق چار یارؓ" لاہور کا اجراء فرمایا ہے یہ بھی توفیق ایزدی ہے کہ اس کی اشد ضرورت محسوس کی جا رہی تھی۔ برادرانِ اہلسنّت کو چاہیئے کہ وہ ماہنامہ کو خود پڑھیں، دوسروں کو پڑھائیں، عمومی لائبریریوں میں پہنچائیں اور اس طرح اسکی اشاعت میں بھرپور حصہ لیں کہ یہ کارِ ثواب ہے۔

دُعا ہے اللہ تعالیٰ چار یاروں رضؓ کے طفیل حضرت قاضی صاحب مدظلہٗ کی تمام مساعی جمیلہ کو شرفِ قبولیت سے سرفراز فرمائیں آمین۔

آمدِ ماہِ صیام

سرورمیواتی

ظلمتِ عصیاں کی لے کر ادویہ ماہِ صیام — مرحبا صد مرحبا لو آگیا ماہِ صیام
جس قدر ممکن ہو اُس کی میہمانی کیجیئے — آگیا قسمت سے مہمانِ خدا ماہِ صیام
طاعت و زہد و ریاضت میں گزار دو رات دن — مغفرت کا لے کے مژدہ آگیا ماہِ صیام
خالقِ کونین کی جانب سے ہر ہر خیر کا — دینے آیا ہے صِلہ صد ہا گنا ماہِ صیام
اُس کی بدبختی پہ روتے ہیں زمین و آسماں — ذہن سے اپنے دیا جس نے بُھلا ماہِ صیام
کذب و غیبت سے لیا جس شخص نے دامن بچا — اُس کا دامن رحمتوں سے بھر گیا ماہِ صیام
پاک کرلیں آنسوؤں بہتے دامنِ تر دامنی — دینے آیا ہے ندامت کا صلہ ماہِ صیام
خالقِ کونین کے الطاف و انعامات سے — ہے بھرا ازابتدا تا انتہا ماہِ صیام
اک شبِ قدر اس کی بہتر ہے ہزاروں ماہ سے — مصطفےٰ کی ہے دعاؤں کا صلہ ماہِ صیام
جس نے استغفار و توبہ میں گزارے روز و شب — کر گیا دارین میں اُس کا بھلا ماہِ صیام
مؤمنوں کے دل میں بھر جاتا ہے آکر ہر برس — طاعتِ یزداں کا جوش و ولولہ ماہِ صیام

کوئی لمحہ بھی نہ گزرے دیکھ بے یادِ خدا
دے رہا ہے تجھ کو سرورؔ یہ ندا ماہِ صیام

کلمۂ اسلام
لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ
یا اللہ مدد
یہ پروانے ہیں شمعِ بزمِ حرا کے
فدائی نبی کے مقرب خدا کے
نمونے ہیں یہ سیرتِ انبیاء کے
یہ پُتلے وفا کے یہ پیکر حیا کے
بڑا ان کا رتبہ ہے اللہ اکبر
ابوبکر و فاروق و عثمان و حیدر
رضی اللہ عنہم
دار السعید
مقام ڈاک خانہ حویلیاں ایبٹ آباد

رجسٹرڈ ایل نمبر ۸۴۵۸ ماہنامہ "حق چار یارؓ" لاہور فون نمبر ۱۰۷۴۳۴

یادِ مدینہ

حضرت شاہ نفیس الحسینی مدظلہ

رَمضاں کا جو مہینہ آیا
یاد رہ رہ کے مدینہ آیا

ہاتھ اُٹھا کر جو دُعائیں مانگیں
ہاتھ رحمت کا خزینہ آیا

بارگاہِ نبویؐ میں پہنچا
جیسے ساحل پہ سفینہ آیا

حوصلہ سامنے ہونے کا نہ تھا
مُنہ چُھپائے یہ کمینہ آیا

تن بدن کانپ رہا تھا میرا
اُف، ندامت سے پسینہ آیا

عرض کرنا تھا دلِ زار کا حال
کُچھ سلیقہ نہ قرینہ آیا

آہ افسوس صد افسوس نفیسؔ
فصلِ گُل میں بھی نہ پینا آیا

کتابت: محمد جمیل حسن تلمیذ حضرت شاہ نفیس الحسینی صاحب مدظلہ